www.neweramagazine.com

New Era Magazine

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انوکھی جیت

از ہما وقاص

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

ملتان کے ایک متوسط علاقے کی اینٹوں سے بنی گلی میں موجود گھروں میں سے ایک گھر کا زنگ آلودہ لوہے کا آدھ کھلا گیٹ،چھوٹی سی راہداری سے آگے سرخ اینٹوں کا صحن اور صحن میں کھڑا نیم کا گھنا درخت اور گھنے درخت کے نیچے لگی لکڑی کی کرسیوں پر بیٹھے تین نفوس میں سے تیس سالہ سرمد جوش سے کرسی پر سے اٹھا۔

دماغ ٹھیک نہیں اماں اسکا اب مہتاب سر نے انتظام کردیا ہے جاب کا تو یہ نخرے دکھا رہا ہے۔سرمد نے تیوری چڑھائے ایک کرسی پر پریشان صورت لیے بیٹھی صالحہ کو دیکھ کر کہا۔صالحہ اب چھبیس سالہ موحد کی طرف دیکھ رہی تھیں جس پر اس کا بڑا بھائی کھڑا برس رہا تھا۔

ارے امی۔۔۔لاہور میں نوکری کو تو ترستے ہیں لوگ اور ایک یہ ہے کہ جانے کو راضی نہیں۔۔سرمد نے غصے سے ایک ہاتھ پینٹ سے نکالے ہوا میں معلق کیا،موحد نے جھکا سر اوپر اٹھایا۔

ہاں اور وہاں جاکر گدھے مینڈک کھا کر پھر گھر کو اور گھر کے کھانے کو بھی ترستے ہیں۔۔۔موحد نے خفت سے کہا اور ناگواری سے سر کو ہوا

میں جنبش دی۔۔نہیں جانا چاہتا تھا وہ لاہور یہ بات تو کسی کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی بس اسکی بے روزگاری اب سرمد بھائی کی برداشت سے باہر تھی۔

اور یہاں کل کھانے کے لالے پڑے ہوں گے تب۔۔۔تب کیا کرے گا،تو بھی کما میں بھی کماتا ہوں تین بہنیں ہیں گھر بیٹھی کیسے بیاہیں گے یار کچھ تو خیال کر۔۔؟سرمد تو اپنے موقف سے ایک انچ پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں تھا،یہ ہی بحث تین دن سے گھر کے ماحول کو سرد بنائے ہوئے تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو بھائی یار مل ہی جائے گی ملتان میں بھی جاب آپ لوگ صبر کر لیں تھوڑا تلاش کر تو رہا ہوں میں۔۔۔موحد نے کوفت زدہ لہجے میں کہا پر سرمد تو اس کی بات پر اور اکھڑ گیا۔

ہاں۔۔۔ہاں مل گئی تجھے تو،سال بھر سے جوتے چٹخاتا پھر رہا ہے مل ہی تو گئی تجھے۔۔سرمد کے لہجے سے ٹپکتی حقارت اب سب ارادے ٹھس ہوتے دکھا رہی تھی،اور پھر ہر پانچ منٹ کے وقفے سے جو وہ صالحہ کو

اس بات کے لیے قائل کرنے کے لیے اکسا رہا تھا وہ تو موحد کا یہاں رکنا سو فیصد ناکام بنانے کو تھا۔

اماں میں کہہ رہا ہوں بہت اچھی سیٹ ہے اچھی تنخواہ ہے یہ بھی ہاتھ سے جائے گی ابھی جائے تو وہاں پھر میں کوشش کر کے ملتان ٹرانسفر کروا لوں گا اسکا۔۔۔سرمد اب پھر صالحہ کی طرف دیکھ کر کہہ رہا تھا اور پھر صالحہ جو لگاتار موحد کی طرف دیکھ رہی تھیں باوجود کوشش کے موحد کی نگاہ ان کے چہرے پر پڑ ہی گئی۔۔

موحد بیٹا مان جا نا۔۔۔مسکین صورت اور التجا،بس یہ آخری وار تھا اس کے بعد تو وہ یہاں نہیں رک سکتا تھا۔

دس سال پہلے اپنے شوہر عالمگیر کی وفات کے بعد صالحہ نے پانچ بچوں کو بمشکل پالا تھا سب سے بڑی بیٹی ثانیہ اس سے چھوٹا سرمد،پھر علیزہ اسکے بعد موحد اور سب سے چھوٹی تانیہ تھی ثانیہ کی شادی بمشکل اپنے رشتہ داروں میں ہوئی جو گھریلو ناچاقی اور لڑکے کے بد دماغ ہونے کی وجہ سے زیادہ عرصہ نا چل سکی اور وہ دو سال بعد ہی پھر سے گھر میں

واپس آ گئی۔

سرمد بی۔اے کے بعد سے ہی ایک نجی کمپنی میں ملازمت کرتا تھا چھوٹے بھائی کو پڑھاتا رہا اب جب اس کی تعلیم مکمل ہوئی تو اس کی ملازمت کا ذمہ بھی اپنے سر لے لیا،اپنی ہی کمپنی کی لاہور میں موجود شاخ میں وہ موحد کی ملازمت کا بندوبست کروانے میں کامیاب ہوا اور اب یہ صحن میں گول میز کانفرنس اسی سلسلے میں تھی جس میں سرمد جیت چکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے ایک نظر صالحہ پر ڈالی اور خاموشی سے اٹھ کر کمرے میں آ گیا،ثانیہ گھٹنوں میں منہ دیے بیٹھی تھی۔اس کا چھ ماہ سے کچھ ایسا ہی حال تھا۔

آپی۔۔۔بس کریں ایسے رونے دھونے سے کچھ نہیں ہوگا،وہ شخص آپکے قابل نہیں تھا۔۔ثانیہ کے قریب بیٹھ کر اسکے گھٹنے پر ہاتھ رکھے نرمی سے کہا،اس نے آہستگی سے سر اوپر اٹھائے اپنے چھوٹے لاڈلے بھائی کو دیکھا۔

جا رہا ہوں پرسوں لاہور۔۔۔اداس چہرے کے ساتھ کہتا ہوا وہ اب ثانیہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

فکر نا کر لگ جائے گا دل تیرا وہاں بھی۔۔۔ثانیہ نے مسکرا کر دیکھا اور پھر قریب ہو کر اسے گلے سے لگا لیا۔

موحد کو لاہور آئے اور ردا میں جوائنگ دیے تین دن ہی ہوئے تھے ردا کپڑے کی مل تھی جس کی ایک شاخ ملتان میں تھی،جہاں سرمد ملازمت کرتا تھا موحد نے ہومین ریسورسز میں ایم بی اے کیا تھا۔مہتاب ملک کی سرمد کے ساتھ کافی اچھی دوستی بھی تھی لیکن ملتان میں موحد کے معیار کی اور ایچ آر ڈیپارٹمنٹ میں سیٹ نا ہونے کے باعث اس نے یہاں ملازمت دے دی تھی۔

ملازمت کے تیسرے دن شام کو واپسی پر تھکے قدموں سے چلتے ہوئے وہ کمپنی کی راہداری سے کچھ آگے بنی ٹک شاپ پر عدنان کے ساتھ کھڑا تھا۔عدنان نا صرف یہاں اسکے ساتھ ملازمت کرتا تھا بلکہ

موحد نے اسی کے ساتھ اسکے چھوٹے سے اپارٹمنٹ میں رہائش رکھی تھی۔

وہ دوکان سے قلفی لیے کھاتے ہوئے معمول کی گفتگو میں مگن تھے جب اچانک کمپنی کے گیٹ کے بلکل سامنے لوگوں کے ہجوم اور شور کی وجہ سے دونوں اپنی اپنی قلفی تھامے اس طرف چل دیے۔لوگوں کے ہجوم سے گردنیں گھساتے وہ تھوڑا آگے ہوئے تو سامنے کا منظر دیکھ کر موحد کی آنکھیں حیرت سے اپنا حجم بڑھا گیں۔سامنے جینز اور ٹی شرٹ میں ملبوس لڑکی کسی لڑکے کو بری طرح مار رہی تھی۔

موحد حیرت زدہ تھا ہوتا بھی کیوں نا ایسا کہاں دیکھا تھا ان نگوڑی آنکھوں نے آج سے پہلے جو اب دیکھ رہی تھیں۔مار کھاتے لڑکے پر ترس آ گیا،مویا نڈھال ہو چلا تھا پر اس ماجے کی جٹی کے سر پر تو جیسے بھوت سوار تھا۔

کیا ہے یہ سب عدنان؟؟ قلفی کو زبان پر پھیرتے ہوئے حیرت سے وا منہ کے ساتھ پاس کھڑے عدنان سے سوال کیا،جس کے چہرے کے

تاثرات یکسر مختلف تھے،وہ دلچسپی سے سامنے کے منظر کو دیکھ رہا تھا شاید اس کے لیے یہ نیا نہیں تھا۔

موٹی بولے کوئی تو ایسے ہی مارتی ہے۔عدنان نے موحد کی طرف دیکھے بنا جواب دیا۔

تو کوئی جھوٹ تھوڑی کہتا ہے موٹی تو۔۔۔موحد نے ہاتھ کا اشارہ کیا اور آواز عدنان کی سرگوشی کی نسبت کچھ زیادہ اونچی تھی۔

ارے آہستہ بول بھئی بڑے پھرے دماغ کی ہے پلٹ کر تم پر جھپٹ پڑی تو۔۔۔عدنان نے تھوک نگلا۔

ہیں کیا ایسا کرتی ہے؟موحد نے حیرت سے مزید آنکھیں نکالیں۔

ارے نا پوچھ اس سے برا کرتی ہے،کراٹے چیمپئن ہے یہ۔۔ٹانگ گھماتی ہوا میں اور سیدھی سامنے کھڑے کی گردن میں لگتا ہے پاؤں۔۔عدنان نے ہاتھ کو لہراتے ہوئے جواب دیا تو موحد کی آنکھیں پھٹنے کی حد تک کھل گئیں۔۔۔ایسی بھی ہوتی ہیں کیا لڑکیاں؟؟؟؟

ایسا کیا؟خفیف لہجے میں عدنان سے تصدیق چاہی جیسے یقین اب تک نا آیا ہو۔کوئی بھی اس جنگلی لڑکی کو مارنے سے نہیں روک رہا تھا ایسا بھی کیا جرم کر دیا تھا اس لڑکے نے جو وہ یوں پاگلوں کی طرح اسے مار رہی تھی۔اور باقی سب تماشہ دیکھ رہے تھے کیا غنڈا راج تھا اس لڑکی کا

تیری قلفی پگھل رہی ہے۔

عدنان نے موحد کی قلفی کی طرف اشارہ کیا۔جو پگھل کر اب اسکے ہاتھ پر گر رہی تھی،موحد نے قلفی عدنان کے ہاتھ میں تھمائی اور جوش سے آگے بڑھا۔

ایکسکیوزمی!!!بس کریں کیوں مار رہی ہیں اسے۔۔۔موحد نے لڑکی کے کندھے کو تھام کر جھٹکے سے اپنی طرف گھمایا،وہ سرخ چہرے کے ساتھ موحد کی طرف مڑی،بھاری بھرکم وجود کے ساتھ اونچے قد کاٹھ کی لڑکی تھی سفید دودھ جیسی رنگت تیکھے خوب صورت نقوش اور گھنگرالے بال پسینے کے باعث اب گردن اور گالوں سے چپکے ہوئے تھے اور وہ اب موحد کو خونخوار نظروں سے گھور رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیوں مار رہی ہیں اس بچارے کو ایسا بھی کیا جرم کر دیا اس نے؟موحد نے تیوری چڑھائے پوچھا لڑکی اب پوری طرح موحد کی طرف متوجہ تھی اور اسکی جرأت پر شاید حیران تھی۔مار کھاتے لڑکے نے لڑکی کا دھیان ہٹنے کو موقع غنیمت جان کر وہاں سے اپنے بچاؤ کے لیے دوڑ لگا دی۔

میں پوچھ سکتی ہوں آپ کون ہیں اور میرے کام میں یہاں کھڑے ہو کر اپنی دونوں کی دونوں ٹانگیں کیوں گھسیڑ رہے ہیں؟لڑکی نے کمر پر ہاتھ رکھے دانت پیستے ہوئے موحد سے سوال کیا۔

ٹانگ گھسیڑ رہا۔۔۔ارے او بی بی مر جائے گا وہ بچارا جس پر آپ اپنے کراٹے آزما رہی ہیں باقی سب تو بت بن کر کھڑے دیکھ رہے ہیں میں ان جیسا نہیں ہوں۔۔۔موحد نے ناگوار نظر ارد گرد کھڑے لوگوں پر ڈالی اور ہاتھ اوپر اٹھائے ہوا میں فخر سے گھمایا۔

اچھا تو تم حاتم طائی ہو یہاں کی،ردا میں ملازم ہو؟لڑکی نے بھنویں سکیڑے حقارت سے جائزہ لیتے ہوئے سوال کیا،سادہ سی لائنگ ڈریس

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شرٹ کے نیچے ڈریس پینٹ پہنے سلیقے سے ایک طرفہ مانگ نکالے آنکھوں پر چشمہ ٹکائے وہ بہت ہی کوئی شریف النفس مگر اکڑو قسم کا لڑکا تھا۔

ہاں۔۔۔موحد نے ہنوز تیوری چڑھائے جواب دیا وہ تو اسے یوں دیکھ رہی تھی جیسے بلی چڑھانے سے پہلے بکرے کو دیکھا جاتا ہے۔

آں۔۔۔ہاں تو پھر تم سے یہاں بحث بے کار ہے،دیکھ لوں گی تمہیں تو میں۔۔۔لڑکی نے ایک جھٹکے سے اپنے کندھے پر آئے بالوں کو پیچھے کیا اور آگے بڑھ گئی وہ جیسے جیسے آگے جا رہی تھی لوگ پیچھے ہو کر اسے راستہ دے رہے تھے۔ اس کے جاتے ہی عدنان تقریباً بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا تھا۔جبکہ موحد اب سامنے سیاہ بڑی سی گاڑی میں لڑکی کو بیٹھتے دیکھ رہا تھا۔

اوئے پاگل انسان۔۔۔کس سے پنگا لے لیا تو نے پتا بھی ہے تجھے؟عدنان نے موحد کے کندھے پر زور سے ہاتھ مارا اسکے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔

کیوں کیا ہوا؟؟موحد نے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا اسکا یوں پریشان ہوجانا حیران کررہا تھا کیونکہ اسکے کہنے کے مطابق وہ نا تو اس پر جھپٹی تھی اور نا ہی اسکی گردن پر وار کئے تھے پھر عدنان اتنا گھبرا کیوں رہا تھا اسکی سمجھ سے باہر تھا۔

یہ ہے وہ۔۔۔۔

عدنان نے اپنے دنوں ہاتھوں سے اسکی گردن کو موڑا اور کمپنی کی عمارت پر لگے بڑے حروف میں لکھے ردا کے نام کی طرف اشارہ کیا۔

مطلب۔۔۔؟موحد کی آواز کہیں بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔

مطلب یہ میرے باپ کہ اس کمپنی کے اونر ملک جہانزیب کی اکلوتی بیٹی ہے وہ ردا ملک ہے۔عدنان نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا جبکہ موحد کے آبرو اب اوپر کو چڑھ گئے تھے۔

ملک جہانزیب کی بیٹی اکلوتی تو مہتاب ملک؟سوالیہ نظروں سے عدنان کی طرف دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ملک جہانزیب کی سگی اولاد نہیں ہے اسے ایڈاپٹ کیا تھا اور یہ بعد میں پیدا ہوئی جنگلی بلی سب اسکے ماتحت ہے،کہنے کو انٹرنشپ کررہی ہے اپنے ہی باپ کی کمپنی میں پر رعب مالک والا ہے بھئی،اب تیری خیر نہیں تجھے دماغ میں بیٹھا گئی ہے تو۔۔۔تو گیا سمجھ۔۔۔عدنان نے ہوا میں ہاتھ چلاتے ہوئے افسوس کیا۔

ابے نا کر یار مروائے گا کیا بھائی تو گھر میں بھی نہیں آنے دیں گے۔۔ موحد نے تھوک نگلتے ہوئے پریشان صورت بنائی کیا کر بیٹھا تھا وہ۔۔

تجھے کس نے کہا تھا جاکر ہیروگیری دکھا اب میں کیا کرسکتا ہوں۔عدنان نے ہاتھ ہوا میں مارا اور ہتھیار پھینک دیے۔۔

ارے یار۔۔کچھ کر روک نہیں سکتا تھا کیا مجھے،جانتا ہی ہوگا کیا کرتی ہے یہ پھر؟موحد نے ایک ہاتھ کمر پر رکھے دوسرے ہاتھ سے پیشانی مسلتے ہوئے پوچھا۔

فائر کرتی ہے سیدھا نوکری سے اور کیا کرتی ہے۔۔عدنان نے بجھے سے لہجے میں جواب دیا۔

او تیری۔۔۔یعنی گیا میں تیسرے ہی دن کام سے۔۔۔موحد نے دونوں ہاتھوں سے سر کو پکڑا آسمان بھی سر پر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔پرسوچ نگاہیں سامنے سڑک پر جمائے وہ پریشان حال کھڑا تھا۔

ملک ہاؤس کے وسیع عریض ڈائنگ ھال میں لگے لمبے چوڑے کھانے کے میز پر اہتمام سے رات کا کھانا سجا تھا۔تابندہ بیگم نے گھور کر سامنے بیٹھی اپنی بائیس سالہ بیٹی کی طرف دیکھا جو کہیں سے بھی بائیس کی نہیں لگ رہی تھی۔وہ بھر بھر کر چاولوں کی بھری ڈش میں سے چاول اپنی پلیٹ میں ڈالنے میں مگن تھی وہ یہ پلیٹ دوسری دفعہ بھر رہی تھی۔

بس کر جاؤ اب سلاد کھاؤ صرف۔تابندہ بیگم نے ردا کے آگے سے پلیٹ کو ہٹاتے ہوئے گھور کر کہا تو اس نے لاڈ سے ساتھ بیٹھے ملک جہانزیب کی طرف شکایتی نگاہوں سے دیکھا تابندہ بیگم اب اسکے سامنے سلاد کی پلیٹ رکھ رہی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے تابندہ دے دیں بچی ہے کھانے دیں۔۔جہانزیب سے بیٹی کی ایسی صورت کہاں دیکھی جاتی تھی۔

ملک صاب بس کریا کرو تسی وی،بچی کوئی نئ جے ہن اہے،کسے نے ویا وی نئیوں کرنا اس نال۔۔(ملک صاحب بس کریں آپ بھی،بچی نہیں ہے اب یہ کسی نے شادی بھی نہیں کرنی اس کے ساتھ)تابندہ بیگم نے اپنے مخصوص پنجابی لہجے میں ایک غصیلی نگاہ اپنی بیٹی پر ڈالتے ہوئے ملک جہانزیب سے کہا وہ اکثر ملک جہانزیب کے ساتھ غصے میں پنجابی میں بات کرنے لگتی تھیں۔

مما کوئی کیسے نہیں کرے گا؟مجھ سے تو جس نے شادی کرنی ہے ایسے ہی کرنی پڑے گی،رتی بھر بھی خود کو نہیں بدلوں گی میری پلیٹ واپس کریں،بہت بھوک لگی ہے۔۔ردا نے پیشانی پر ناگواری سے شکن ڈالے اپنی پلیٹ کی طرف اشارہ کیا۔

موٹی لڑکیوں سے آجکل کے لڑکے شادی نہیں کرتے،سب کو ماڈل جیسی لڑکی چاہیے سمارٹ سی صرف شکل خوبصورت ہونے سے کچھ نہیں

ہوتا اور خیر سے یہ ڈبل چِن جو بنا رکھی ہے اس سے شکل کا بھی بیڑا غرق کر رکھا ہے تم نے۔۔تابندہ بیگم نے افسوس کا اظہار کیا،ہر سہولت ہونے کے باوجود ردا اپنے بڑھتے موٹاپے کی کوئی فکر نہیں کرتی تھی وہ کھانے پینے کی بے حد شوقین تھی۔

تو آپکو کس نے کہا کوئی لڑکا مجھے پسند کرے گا،وہ تو میں لڑکے کو پسند کروں گی کیوں بابا؟؟ردا نے شرارت سے آنکھ دباتے ہوئے ساتھ بیٹھے ملک جہانزیب کو دیکھا اور پھر تابندہ بیگم کے کھلے منہ کو دیکھ کر دونوں بے ساختہ قہقہ لگا گئے تھے۔

ہنس لو تسی ملک صاب،کوئی فکر کرو اس کی اپنی عمر نالو وی وڈی لگ دی اے کڑی تواڈی۔۔(ہنس لیں ملک صاحب،کوئی فکر کرلیں اسکی اپنی عمر سے بھی بڑی لگتی ہے لڑکی آپکی)

تابندہ نے پریشانی سے ملک جہانزیب سے کہا جبکہ وہ ہاتھ کو ہوا میں اٹھائے ہمیشہ کی طرح اسے چپ رہنے کا اشارہ کررہے تھے۔وہ اسی طرح کرتے تھے ہمیشہ ردا کو کوئی کچھ بھی نہیں کہہ سکتا تھا اور وہ اسی لاڈ

پیار اور بے تحاشہ دولت کی وجہ سے بگڑ چکی تھی۔۔۔

کھانے کے میز پر پڑے ردا کے کے فون پر گھنٹی بجتے ہی وہ چیچ منہ میں ڈالتے فون کی طرف متوجہ ہوئی اور پھر خوشی سے چہک اٹھی۔۔

بھا کا فون بابا۔۔۔ردا نے چہک کر ملک جہانزیب اور تابندہ بیگم کی طرف دیکھا،تابندہ بیگم کے چہرے پر سنجیدگی بڑھ گئی جبکہ ملک جہانزیب مسکرا دیے،ردا فون کو کان سے لگائے فوراً کھانے کے میز سے اٹھی۔

بھا کیسے ہیں؟پتا ہے پورے ہفتے بعد کال کی ہے آپ نے۔ردا نے خفت سے مہتاب سے شکوہ کیا۔

سوری۔۔۔سوری گڑیا بس مناہل کی وجہ سے تھوڑا پریشان تھا۔۔مہتاب نے پریشان سے لہجے میں جواب دیا۔

بھا کیا ہوا میری گڑیا کو۔۔؟؟ردا نے پریشانی سے پوچھا۔

کچھ نہیں بورڈنگ میں سیٹ نہیں ہو پا رہی ابھی۔۔۔مہتاب نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا،مہتاب کی زوجہ نائلہ کو گزرے تین سال ہو چکے

تھے اور مناہل مہتاب کی چار سالہ بیٹی تھی جسے وہ اب بورڈنگ میں ڈال چکا تھا۔

بھا آپ کیوں نہیں مانتے کہا تو ہے میں سنبھال لوں گی اسکو آپ میرے پاس بھیج دیں اسے۔ردا نے اداس سی صورت بنائے شکوہ کیا۔

نہیں تم تو جانتی ہو مما۔۔۔خیر چھوڑو تمہیں ضروری کام سے فون کیا ہے میں نے۔۔۔مہتاب نے فقرے کو ادھوارا چھوڑ کر گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا ضروری کام بھا؟؟؟ردا نے بھنویں اچکائے پوچھا وہ ڈائنگ ھال سے نکل کر لاؤنج میں پڑے لکڑی کے جھولے پر آ بیٹھی تھی۔

وہ آج کمپنی کے باہر ایک لڑکے نے تم سے بدتمیزی کی تھی۔۔مہتاب کی بات سنتے ہی ردا نے آبرو چڑھائے اور جھولا ایک دم سے رکا۔

ہاں وہی بکواس کررہا تھا،اسے تو بہت مارا میں نے۔ردا نے فوراً جواب دیا۔

نہیں نہیں۔۔۔وہ نہیں بعد میں جو لڑکا اسے بچانے کو آیا تھا اسکی بات کررہا ہوں۔۔مہتاب نے اسکی بات کی تردید کی تو ردا نے فوراً لب بھینچے اور اس چشمش لڑکے کا سراپا آنکھوں کے آگے گھوم گیا۔

جی یاد آگیا بھا۔۔اکڑ دکھا رہا تھا مجھے اسے تو۔۔ردا نے دانت پیستے ہوئے آنکھوں کو سکوڑا۔۔

ارے ارے نہیں بھئی،معاف کردے اسے جانے دے نیا ہے تمھارا پتا نہیں تھا ادھر ملتان سے آیا ہے،میرے دوست کا بھائی ہے،بابا سے کوئی بات نا کرنا اس کے متعلق پلیز۔۔۔مہتاب نے پیار سے پچکارا تو وہ جو پیشانی پر بل ڈالے بپھری بیٹھی تھی کندھے ڈھیلے کیئے۔

اوکے،آپکی وجہ سے صرف ہاں،نہیں تو صبح اسکا کام تمام کرنے والی تھی میں۔۔ردا نے لاڈ سے جتایا۔

جی میری گڑیا جانتا ہوں،بس میرے لیے اسے معاف کر دو۔۔مہتاب نے پھر سے درخواست کی تو وہ کھلکھلا دی۔

بھا،بس کریں اب اتنی بھی منت سماجت نا کریں اور بتائیں لاہور کب آ رہے ہیں؟ردا نے لہجے کو خوشگوار کرتے ہوئے پوچھا اور باہر نکل گئی۔ لان میں ٹہلتے ہوئے وہ اب مہتاب سے باتیں کر رہی تھی۔مہتاب سے اس کا پیار ایسا ہی تھا۔کچھ سال پہلے ہونے والے سانحے کی باعث وہ اب گھر نہیں آتا تھا لیکن ردا سے اس کی محبت کم نہیں ہوئی تھی۔

ملک جہانزیب اور تابندہ بیگم کو شادی کے پانچ سال گزرنے کے بعد بھی جب اولاد نا ہوئی تو انہوں نے مہتاب کو یتیم خانے سے گود لیا تھا مہتاب کے آنے کے دو سال بعد ہی اللہ تعالیٰ نے تابندہ بیگم کی گود بھی ہری کردی اور گھر میں ردا پیدا ہوئی،ملک جہانزیب اور تابندہ بیگم کی محبت مہتاب کے لیے رتی بھر بھی کم نہیں ہوئی تھی لیکن چند سال پہلے جب مہتاب نے تابندہ بیگم کی بھانجی سے شادی کرنے کے بجائے اپنی ہم جماعت نائلہ سے شادی کرنے کا مطالبہ کیا تو سارا معاملا ہی الٹ گیا،نائلہ سے شادی تو کروا دی ملک جہانزیب نے پر تابندہ بیگم نے غصے میں مہتاب سے علیحدہ رہنے کا مطالبہ کردیا وہ عام سے گھرانے کی

لڑکی نائلہ کو کسی صورت بھی اپنی بھانجی کی جگہ پر گھر میں گھومتی ہوئی برداشت نہیں تھی۔

خدا کی کرنی ایسی ہوئی شادی کے ایک سال گزرنے کے بعد ہی نائلہ اس جہان فانی سے کوچ کر گئی پر مہتاب کے ساتھ ناچاقی تابندہ بیگم ختم نا کر سکیں۔یہی وجہ تھی وہ ملتان سے بہت کم لاہور آتا تھا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

عدنان کے بار بار اٹھانے کے باوجود اسکی آنکھ نہیں کھلی تھی یہی وجہ تھی وہ آفس آج دیر سے پہنچا تھا،ایک تو سر بھاری ہورہا تھا کل رات اس وقت تک پریشان رہا جب تک سرمد بھائی کا فون نہیں آگیا۔اس نے سرمد کو اپنی غلطی کے بارے میں سب بتا دیا تھا اور پھر سرمد نے مہتاب کے ذریعے بات کو سنبھالا اور رات گیارہ بجے اسے فون کیا کہ ردا کچھ نہیں کرے گی اسکے خلاف وہ آرام سے صبح آفس جا سکتا ہے۔

اب وہ لفٹ کا بٹن دبائے نیچے پارکنگ سے آتی لفٹ کا انتظار کررہا تھا جیسے ہی لفٹ اوپر ائ تو عجلت میں اس نے بٹن دبایا،لفٹ کا دروازہ کھلا

اور سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ کر موحد ٹھٹک گیا۔۔ردا جینز کے اوپر ٹی شرٹ پہنے سن گلاسز کو سر پر ٹکائے،چھوٹے سے بیگ کو کندھے پر لٹکائے کھڑی تھی،اگر موحد اسے دیکھ کر ٹھٹکا تھا تو وہ بھی آنکھیں سکوڑے اب اسے گھور رہی تھی۔ایک سکینڈ لگا تھا اسے موحد کو پہچانے میں لیکن یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی تھی کہ کل والی اکڑ اس میں موجود نہیں تھی چہرے پر اڑتی ہوائیاں ردا کو سکون دے گئیں،موحد نے لفٹ میں قدم رکھنے کے لیے قدم آگے بڑھایا۔

اؤٹ۔۔۔یوز دا سٹیرز۔۔۔(باہر نکلو۔۔سیڑھیاں استعال کرو)

ردا نے سخت لہجے میں حکم صادر کیا،موحد نے چونک کر اسکی طرف دیکھا وہ لب بھینچے سپاٹ چہرے کے ساتھ کھڑی تھی۔

موحد کے یوں دیکھنے کا جیسے اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا ردا آٹھ منزلہ عمارت تھی اور اسے پانچویں منزل پر جانا تھا پر یہ کیا مزاق تھا؟؟نہیں سامنے کھڑی لڑکی سے اسکا قطعاً کوئی مزاق والا سلسلہ نہیں تھا،وہ سنجیدہ ہی تھی اس وقت اور اسے لفٹ میں آنے سے منع کر چکی تھی۔

اسکے باپ کی ہے کیا لفٹ۔۔دانت پیس کر سوچا،ویسے کہہ تو ٹھیک رہی ہے۔۔ہے تو اسکے باپ کی ہی۔۔موحد نے کڑھ کر سوچا۔

صبح صبح اسی لڑکے کو دیکھ کر کل شام والا سارا منظر ذہن میں گھوم گیا کس طرح اس نے آ کر بلاوجہ کا رعب جھاڑا تھا اس پر،آیا بڑا انسانیت کا علمبردار،موحد پر ایک خونخوار نگاہ ڈال کر وہ ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے لفٹ کا بٹن پریس کر چکی تھی لفٹ اب بند ہو رہی تھی۔

منہ پر ایک طمانچے کی طرح لفٹ بند ہونے کے بعد جب اوپر کو چڑھنے لگی تو جیسے اسکو ہوش آیا وہ پہلے سے ہی بہت دیر سے پہنچا تھا آج،یہ خیال ذہن میں آتے ہی وہ برق رفتاری سے اوپری زینے کی طرف بھاگا تھا ٹائی گردن میں جھول رہی تھی اور تقریباً بھاگتا ہوا زینہ پھلانگتا اوپر چڑھ رہا تھا۔

یوز دا سٹیرز۔۔۔بار بار ردا کے تضحیک آمیز فقرہ ذہن میں ہتھوڑے برسا رہا تھا۔

بھینس کہیں کی،ارے بھئی کہہ نہیں سکتا تھا بی بی پریشان نا ہو آ جاؤں

گا تمھارے ساتھ پورا،اتنی لمبی چوڑی لفٹ ہے اس میں تو اس جیسی تین موٹیاں اور بھی میرے ساتھ با آسانی کھڑی ہو سکتی تھیں۔ اکیلی تو ایسے کھڑی تھی جیسے۔۔وہ اسے کوستا ہانپتا ہوا تیسرے فلور پر پھر سے لفٹ کو دیکھنے کے لیے لفٹ کی طرف بڑھا اور اس دفعہ لفٹ مل ہی گئ۔

اب کی بار کہیں بھی دِکھی اور یوں انسلٹ کی تو جو دل میں آیا بول دوں گا۔۔۔موحد نے غصے سے ٹائی کی ناٹ کو گھمایا۔

موحد مہتاب نے کہا ہے اسکے بعد اگر کبھی بھی ایسا کوئی ایشو بنا وہ تمہیں سپورٹ نہیں کرینگے اور اگر تم یہ جاب چھوڑ کر گھر آئے تو یہ جان لو میں اب تمہیں گھر گھسنے نہیں دوں گا کیونکہ تم اپنے بل پر تو ایسی اچھی پوسٹ اور سیرلی والی جاب ڈھونڈنے سے رہے۔سرمد کے الفاظ ذہن کی دیواروں سے ٹکریں مارتے ہوئیں اسے ائینہ دکھا رہے تھے کہ اکڑ کا اور عزت نفس کا گلا گھونٹ دو یہ دولت مند لوگ کیڑے مکوڑوں سے بھی کم حثیت پر رکھتے ہیں ہم جیسے لوگوں کو۔

گردن جو کچھ دیر پہلے اکڑاہٹ کا شکار ہوئی تھی وہ ڈھلک گئ تھی،بے

دل سا لفٹ سے اتر کر وہ اپنی نشست کی طرف بڑھ رہا تھا۔

مے ائی کم ان سر۔۔

ملک جہانزیب کے آفس کے دروازے پر آہستگی سے دستک دینے کے بعد وہ دروازہ تھوڑا سا کھول کر سر کو اندر کئے اجازت طلب کر رہا تھا،ملک جہانزیب کرسی کو دوسرے مخالف سمت گھمآئے ہوئے تھے،جہاں پوری دیوار میں نسب شیشہ نیچے کا منظر دکھا رہا تھا۔

گھومتی کرسی میں تھوڑی سی جنبش ہوئی تو وہ کچھ قدم آگے بڑھا۔

سر یہ کچھ انٹرویوز کنڈیکٹ کرنے تھے تو آپ سے شیڈول ڈسکس کرنا تھا تاکہ ان کو کالز کی جا سکیں

وہ اپنے آنے کا سبب بتاتے ہوئے اب بلکل میز کے سامنے مودبانہ کھڑا تھا۔کرسی گھومی اور کرسی پر بیٹھی ردا کو دیکھ کر وہ تھوڑا سا بوکھلایا وہ استہزائیہ مسکراہٹ لیے بغور اس کا جائزہ لے رہی تھی۔آج یہ دوسرا ٹکراؤ تھا اس کا بس منحوس وہ تین دن دکھی تک نہیں اور اب ہر جگہ

نظر آ رہی تھی۔

سر نہیں میم،ایچ آر ڈیپارٹمنٹ سے ہو

ردا نے مغرورنہ بھنویں اچکآئے اسے باور کروایا اور ہاتھ کے اشارے سے فائل میز پر رکھنے کا حکم دیا

جی ایچ آر ڈیپارٹمنٹ فنکشن مینجمنٹ اینڈ انٹرویوز کنڈیکٹر

موحد نے حد درجہ تحمل سے جواب دیا اور فائل میز پر اس کے سامنے رکھی وہ بڑے انہماک سے کرسی کو دھیرے سے دائیں بائیں گھماتی فائل کا جائزہ لے رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آتا جاتا کچھ ہو نا چاہے موحد نے اس کے جھکے سر کو نفرت سے گھورا۔

ردا نے اچانک سر اوپر اٹھایا تو موحد نے فوراً چہرے کا زاویہ درست کیا۔

لمبے قد کا خوبرو لڑکا تھا وہ جسکی آنکھوں پر ٹکا چشمہ اسکے ذہین ہونے کی چھپ دے رہا تھا،ردا کو اس کے چہرے پر نظر آتی اکڑ سے چڑ ہو رہی تھی،وہ اس کے چہرے پر بھی وہی ڈر اور احترام دیکھنا چاہتی تھی جو

اس کے لیے ردامیں کام کرنے والے ہر ملازم کے چہرے پر تھا۔

کل اگر مہتاب بھائی کی کال نہیں آتی تو تم یہاں دکھائی نہیں دیتے

آج،یو نو دس

وہ ہاتھ میں پکڑے قلم کو دونوں انگلیوں کی پوروں سے ٹکا کر گھماتی

کرسی کی پشت سے ٹیک لگآئے موحد کو اس کی اوقات باور کروا رہی

تھی۔

جی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے تحمل سے مختصر جواب دینے پر اکتفا کیا۔کیا اب اس بات کو

چھوڑے گی نہیں یہ موحد دل مسوس کر رہ گیا۔

واٹ جی۔۔۔یو ڈونٹ تھنک دیٹ یو سے سوری ٹو می ؟

ردا نے ایک دم سے آگے ہوتے ہوئے میز پر کہنیاں ٹکائیں اور رعب

سے پوچھا،موحد کی پیشانی پر شکن در آئے۔

فار واٹ ؟ وہ سب انجانے میں ہوا میں آپ کو جانتا نہیں تھا میم

موحد نے لہجے کو حد درجہ مدھم رکھتے ہوئے کندھے اچکائے

مطلب !!!! اگر میں ردا نہیں ہوتی،تو تم اس وقت رائٹ تھے،تم یہ کہنا چاہتے ہو ۔۔۔

ردا نے طنزیہ سوال کیا جس پر وہ گڑبڑایا،کیا چیز تھی یہ اب کیا پاؤں پکڑوں اس موٹی کے،عجیب مصیبت ہے میں نے تو کبھی گھاس تک نہیں ڈالی اس طرح کی شوخی،دولت مند اور سر چڑھی لڑکیوں کو

نو۔۔نو میم میرا یہ مطلب نہیں تھا

دل کے خیالات کے بلکل برعکس مودبانہ جھوٹ بولا،ضبط سے پیشانی کے شکن کم کئے

اوکے۔۔۔دن سیے سوری

ردا نے کندھے اچکائے،سامنے کھڑے شخص کے الفاظ اس کے چہرے کا ساتھ نہیں دے رہے تھے ردا کو تسکین بخش نہیں لگا

تیری تو یہ سامنے پڑا پیپر ویٹ اٹھا کر سر میں دے ماروں،سوری کی کچھ

لگتی معافی آج تک میں نے کسی سے مانگی تک نہیں

سوری میم

تھوک نگل کر ہاتھ نیچے باندھے پڑے احترام سے کہا جس پر ردا کی

مغرور مسکراہٹ میں اضافہ ہوا۔

بی کئیر فل نیکسٹ ٹائم

بڑے باور کرواتے لہجے میں کہتی وہ فائل کو میز پر اس کی طرف سرکا

چکی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جاؤ اب بابا نہیں آئے ہیں آج کل ائیں گے پھر اوکے کریں گے سب

ردا نے سامنے پڑے لیپ ٹاپ پر نظریں جمآئے مصروف انداز میں کہا،تو

فائل تو ایسے پکڑی تھی محترمہ نے جیسے یہی فائنل کر دیں گی

جی۔۔۔

بمشکل الفاظ ادا کیے اور پھر ناک پھلآئے کمرے سے باہر آ گیا دروازہ بند

کرنے کے بعد تیوری چڑھائے دروازے کو ایسے گھورا جیسے وہ یہ گھوری

دیکھ رہی ہو گی۔

چآئے کی ٹرے تھامے وہ میز کے پاس آیا تھا،جہاں عدنان میز پر کہنیاں ٹکآئے موبائل پر نظریں جمآئے بیٹھا تھا،آفس میں لنچ بریک تھی،یہ ردا کا کیفے ٹیریا تھا جہاں اس وقت سب لوگ لنچ کے بعد چآئے اور کولڈ ڈرنک سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

چند ایک سگریٹ سلگآئے بیٹھے گپوں میں مصروف تھے،کچھ لوگ اپنے گھروں سے لنچ باکس لے کر آتے تھے ان کو اب کھانا کھانے کے بعد بند کر رہے تھے۔

موحد نے چآئے کا ایک کپ اٹھا کر عدنان کے سامنے رکھا اور خود کرسی کو پیچھے دھکیلتا اس پر براجمان ہوا،پیشانی پر شکن نمایاں تھے۔جو آج دو دفعہ ردا کے ہاتھوں ہو جانے والی عزت افزائ کا منہ بولتا ثبوت تھے۔

انتہائ کوئی بد دماغ لڑکی ہے

موحد نے چمچ کو چآئے میں گھماتے ہوئے ناگواری سے سر کو ہوا میں جنبش دی،اس کی بات سن کر عدنان نے موبائل سکرین پر جھکی نگاہ اٹھا کر سوالیہ نظروں سے سامنے دیکھا۔

ارے یار لفٹ میں نہیں آنے دیا،نواب زادی نے

موحد نے شکل بگاڑتے ہوئے چآئے کا کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا،عدنان بے ساختہ اس کی حالت زار پر ہنس دیا،چآئے کا کپ اٹھایا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اکیزیکٹلی ایسی ہی ہے

بھنویں اچکا کر تائید کی جب کے لب ابھی بھی مسکرا رہے تھے۔

ارے ملک جہانزیب انتہائی سلجھے ہوئے انسان ہیں یہ کس پر ہے،اور ہاں آج ایچ آر کی فائل پکڑ کر بیٹھ گئی آتا جاتا کچھ ہو نا چاہیے

موحد نے استہزایہ مسکراتے ہوئے ردا کے فائل کا جائزہ لینے والی بات بتائی جس پر عدنان نے سر کو نفی میں جنبش دیتے ہوئے فوراً تردید کی

اب ایسی بھی کوئی بات نہیں جناب آکسفورڈ سے پڑھ کر ائیں ہیں محترمہ

چاۓ کا کپ پھر سے منہ کو لگایا اور موبائل کی سکرین بند کئے اسے ایک طرف میز پر رکھا موحد اس بات سے بھی رتی بھر متاثر نہیں لگ رہا تھا۔ عدنان اس کی صورت دیکھ کر تھوڑا اور آگے ہوا مقصد آواز کو دھیما رکھنا تھا۔

بڑے لوگوں کے چونچلے ہیں،میرے اور تم سے زیادہ ہی جانتی ہو گی وہ سب،تو بس میرا بھائی بچ کے رہیؤ اس سے سنا ہے باولی سی ہے

عدنان نے رازدانہ کہا جس پر موحد نے دلچسپی ظاہر کی اور کرسی کھسکاتا آگے ہوا وہ دونوں اس وقت چغل خور عورتوں کے مترادف لگ رہے تھے

مطلب کیا سنا ہے

موحد نے پر تجسس پوچھا جس پر عدنان نے بھی آبرو چڑھاۓ ارد گرد جائزہ لیا کہ کوئی ان کی گفتگو کا گواہ نا بن جاۓ۔

ارے بڑے قصے ہیں،یہ اپنا ثاقب ہے نا،اس کی کلاس فیلو تھی سکول

میں شاید، قصے سناتا ہے اکثر اس کے

عدنان کے رازدانہ انداز پر موحد کی دلچسپی عروج پر پہنچی،آنکھیں چشمے کے پیچھے سکڑیں جن میں چمک سی ابھری

کلاس کے لڑکوں کی بینڈ بجا دیتی تھی شروع سے اونچے دماغ کی ہے،کوئی موٹی کہتا تھا تو دماغ کی پھرکی گھما لیتی تھی،پھر اسکی خیر نہیں ہوتی جیسے اس دن وہ بے چارا

عدنان نے انجان لڑکے پر افسوس کا اظہار کیا،محترمہ خود کو سمجھتی کوئی توپ چیز ہے اس بات کا اندازہ وہ باخوبی لگا چکا تھا،پر وہ جو زیر اعتاب آ چکا تھا یہ بات ٹھیک نہیں تھی خیر میں اس سے ویسے بھی دوری بنا کر رکھوں گا وہ چآئے کے سپ لیتا ہوا اپنی سوچوں میں گم تھا۔

کن سوچوں میں گم ہے،چل جانا نہیں ہے

عدنان اپنا موبائل جیب میں رکھتے ہوئے کھڑا ہوا لنچ بریک ختم ہو چکی تھی۔

ملک صاحب جاگنگ سے واپسی پر اخبار ہاتھ میں پکڑے لاونج کے درمیان میں پہنچے تو نظر سامنے سے آتی تابندہ بیگم پر پڑی جو دوپٹے کو کمر کے گرد باندھے،پاؤں میں جوگرز پہنے لاونج کی طرف آ رہی تھیں۔

بھئی آپ کہاں کی تیاری اتنی صبح ؟

ملک صاحب نے ان کے حلیے کا دلچپسی سے جائزہ لیتے ہوئے خوشگوار لہجے میں سوال کیا

ملک صاب،تہانو تے کوئی فکر نی اے،اس دا کس پاسے رشتہ کرنا جے کہ نئ کوئی ارادہ تہاڈا ؟

(ملک صاحب،آپکو تو کوئی فکر نہیں ہے،اسکا کہیں رشتہ کرنا ہے کہ نہیں آپکا کوئی ارادہ پھر ؟)

تابندہ نے تیوری چڑھائے اپنی فکر سے آگاہ کیا جس پر وہ ہنس پڑے جب کہ وہ خفگی سے گھور رہی تھیں

تو ملکانی صاحبہ آپ کیا صبح صبح جوگرز پہن کر اس کے رشتے کی تلاش

میں نکل رہی ہیں

ملک جہانزیب نے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے مزاق کیا جس پر وہ تنک کر گویا ہوئیں

تُسی وی نا بس،ردا نو ٹھالاں اُٹھے میری نگرانی وچ کرے واک شاک ہاں

(آپ بھی نا بس،ردا کو جگاؤں اٹھے اور میری نگرانی میں واک کرنے جائے)

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اپنے مخصوص انداز میں ہاتھ کو جھلاتی آگے بڑھیں،ملک جہانزیب اتنے سالوں میں تابندہ بیگم کی سادگی اور پنجابی نہیں بدل سکے وہ ان کی چچا زاد تھیں اور چچا گاؤں کے بہت بڑے جاگیردار تھے بس گاؤں کی سادگی پر شہری چکاچوند نہیں چڑھ سکی تھی۔

چلیں اس بہانے آپ بھی سمارٹ ہو جائیں گی

ملک جہانزیب نے شریر لہجے میں پھر سے تابندہ کو چھیڑا تو وہ جو ردا

کے کمرے کی طرف قدم بڑھا رہی تھیں تلملا کر رک گئیں۔

میری خیر آئے ملک صاب میری گزر گئی آئے،تی دی کوئی کر لو ہن

فکر جیڑی اپنی عمر نالو وی وڈی لگ دی آئے

(میری خیر ہے ملک صاحب،میری تو گزر گئی ہے،بیٹی کی فکر کریں جو

اپنی عمر سے بھی بڑی لگتی ہے)

وہ پیشانی پر پریشانی کے شکن نمودار کرتیں کہہ رہی تھیں،ملک جہانزیب

کے چہرے پر طمانت بھری مسکراہٹ بکھری،کیا کچھ نہیں تھا ردا کے

پاس اس کا اپنا چھوٹا سا فرنیشڈ جم تھا گھر میں الیکٹرک ٹریک تھا پر وہ

کھانے کی اتنی شوقین تھی کہ یہ سب اگر کرتی بھی تو کوئی اثرات واضح

نہیں ہوتے تھے۔

کوئی بڑی نہیں لگتی شیر ہے وہ میرا ماشااللہ،اور یہ سب اللہ کے معاملات

ہیں جی،اللہ نے بنایا ہو گا میری بیٹی کا بھی کہیں نا کہیں کوئی جوڑ

تسلی آمیز لہجے میں کہتے،ملک جہانزیب اخبار کو کھولے صوفے پر

براجمان ہوئے۔

بس فلسفے شروع

تابندہ افسوس سے سر کو جھٹکتے ردا کے کمرے کی طرف بڑھیں رداوازہ کھولا تو وہ اوندھے منہ لیٹی سو رہی تھی،ایک طرف لیپ ٹاپ کھلا ہوا تھا کافی کا مگ بیڈ کے اطراف میں لگے میز پر پڑا تھا کمرہ گھپ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا،تابندہ بیگم اس کے اوندھے منہ لیٹنے پر بڑبڑاتی ہوئیں آگے بڑھیں کمرے کے پردے جھٹکے سے پیچھے کیے سورج کی روشنی کھڑکی میں لگے شیشے سے چھن کر کمرے کو روشن کر گئی پر وہاں بیڈ پر لیٹی ردا پر کمرے کا رات سے دن میں بدل جانا کوئی تبدیلی نا لا سکا۔

تابندہ بیگم اب اس کے سر پر کھڑیں کمفرٹر کو ہٹا رہی تھیں۔

ردا،اٹھو

تھوڑے رعب سے اٹھنے کے لیے کہا جبکہ باخوبی جانتی تھیں وہ کسی کے رعب میں آنے والی ہرگز نہیں تھی۔

مما کیا ہے ؟

تابندہ بیگم کے دو تین بار کندھا ہلانے پر ردا نے کسلمندی سے آنکھیں کھولے بیزار سی صورت بنائے کہا،جس پر ان کی پیشانی پر ناگواری کے شکن ابھرے

اٹھو مارننگ واک پر چلیں

غصے سے کہا اور پھر سے اس کے کندھے کو ہلایا وہ ٹس سے مس نا ہوئی تابندہ بیگم نے ایک جھٹکے سے کمفرٹر کو اس پر سے ہٹایا تو وہ جھنجلا کر اٹھ بیٹھی

مما!!یہ اب کیا ڈرامہ ہے

روہانسی ہوتی ہوئے سوال کیا

ڈرامہ نہیں ہے یہ اٹھو دیکھو کہاں کہاں چربی چڑھی ہے

تابندہ بیگم نے اس کے چہرے کو ہاتھوں میں لے کر کہا

مما اب آپ گاؤں میں کسی جاگیر دار کی بیٹی نہیں بہت بڑے بزنس مین

کی وائف ہیں، بھئی مت کیا کریں میرے رشتے کی اتنی فکر آج اشتہار ڈالوں یہ لمبی لائن لگ جائے گی

ردا نے اپنا مخصوص جواب دہرایا جو وہ تابندہ کے یوں عام ماؤں کی طرح اس کے رشتے کے لیے پریشان ہونے پر دیتی تھی۔

تابندہ بیگم اس کے پاس بیڈ پر بیٹھیں اور اس کے چہرے کو محبت سے اپنے ہاتھوں کے حصار میں لیا۔

پر مجھے ایسا نہیں چاہیے نا اپنی تی (بیٹی) کے لیے جو اس کی دولت سے محبت کرتا ہو اس سے نہیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بڑے پیار سے اس کو قائل کرنے کی کوشش کی وہ چاہتی تھیں وہ یہ سستی کاہلی چھوڑے اور خود کو دبلی پتلی سی لڑکی میں تبدیل کر لے کیونکہ ان کے خیال میں اس کی صورت کی ساری خوبصورتی اس کے بے جا موٹاپے کی وجہ سے ماند پڑ جاتی تھی

مما تو اس محبت کا بھی کیا میں اچار ڈالوں گی جو میرے پتلے پن سے

ہو گی میرے دل سے نہیں

ردا نے ان کے دونوں بازو پکڑ کر ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹاتے ہوئے دو ٹوک لہجے میں جواب دیا

بس میں کچھ نہیں جانتی مجھے تو ایسے اچھی نہیں لگتی

تابندہ بیگم نے خفگی سے کہا اور پہلو بدل کر خفگی کا اظہار بھی کیا

نہیں میں بلکل نہیں جاؤں گی جائیں نا ضد نا کریں

ردا بھی اپنے نام کی ڈھیٹ تھی ان کے پاس سے کمفرٹر کو اٹھآئے خود پر پھر سے تان لیا،تابندہ نے گھورا اور پھر غصے میں اٹھ کر دوازے کی طرف چل دیں یکدم پیچھے مڑیں۔

میرے نال گل نا کریں اج تو بعد

(مجھ سے بات نا کرنا آج کے بعد)

خفگی اور غصے کا اظہار کیا

کوئی بات نہیں میں منا لوں گی،اک چومی ای تے دینی ہوندی اے تہانو

(ایک بوسہ ہی تو دینا ہوتا آپکو)

ردا نے مسکراتے ہوئے شریر لہجے میں پنجابی بولی،تابندہ بیگم کی اور ننھال کی وجہ سے وہ بہت حد تک پنجابی بول لیتی تھی، تابندہ بڑبڑاتی ہوئیں کمرے سے باہر نکل گئیں۔

اور بیڈ پر وہ پھر سے اسی حالت میں سو گئی۔یہ صبح اٹھنا،جاگنگ کرنا،میک اپ کرنا بننا سنورنا،یہ سب اس کے بس کی بات نہیں تھی جینز ٹی شرٹ پہنے کندھے سے نیچے آتے بالوں کی اونچی سی پونی ٹیل بنائے یا پھر گھنگرالے بالوں کو کندھوں پر کھلا چھوڑے وہ اسی طرح کے حلیے میں پائی جاتی تھی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

بس سے نیچے اتر کر ردا تک کا فاصلہ وہ پیدل طے کرتا تھا اور اب بھی فون کان سے لگآئے علیزہ سے بات کرتے ہوئے وہ ردا کی طرف ہی جا رہا تھا۔

علیزہ اسے ثانیہ کے بارے میں بتا رہی تھی جو آج بھی اپنے سابقہ شوہر

راحیل کو یاد کرتی رہتی تھی،راحیل سے اس کی شادی دونوں کی پسندیدگی کی بنا پر ہوئی تھی پر راحیل کا غصہ اور بددماغی سب پر پانی پھیر گئی۔

بھائی آپ کریں نا آپی کو فون ان کو سمجھائیں بس کرے اب اس شخص کو یاد کرنا جس نے قدر نہیں کی ان کی

علیزہ کے لہجے میں پریشانی جھلک رہی تھی جو اس بات کی گواہ تھی کہ ثانیہ اب بھی اسی طرح روتی ہے جیسے وہ مہینہ پہلے چھوڑ کر آیا تھا۔

اچھا میں کروں گا فون بلکہ اس ہفتے سوچ رہا ہوں کہ چکر لگا ہی لوں ملتان کا

موحد نے ارد گرد چلتی ٹریفک کو دیکھتے ہوئے جواب دیا وہ ردا کے مین گیٹ پر پہنچ چکا تھا۔

اچھا ہے آ جائیں اداس ہو رہے ہم سب بھی

علیزہ کی آواز میں کھنکتی خوشی وہ واضح محسوس کر سکتا تھا

ٹھیک ہے لگاتا ہوں چکر چلو آفس پہنچ گیا ہوں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے عجلت میں کہتے ہوئے فون بند کیا اور موبائل فون کو پینٹ کی جیب میں رکھتے ہوئے آگے بڑھا،گیٹ پر بیٹھے گارڈ کو مسکرا کر سلام کرتا وہ اندر داخل ہوا اور روز کے معمول کے مطابق لفٹ کی جانب بڑھا۔

اسے اب ردا آتے ہوئے مہینہ ہو گیا تھا،اس دن کے بعد اسے ردا ملک ایک دو دفعہ نظر ائ بھی تو وہ نظر بچا کر ادھر اُدھر ہو گیا۔

پر آج جیسے ہی لفٹ کھلی وہ سامنے کھڑی تھی،اور اس دفعہ اس کی نگاہیں ہی موحد کو سمجھا چکی تھیں کہ یوز دا سٹیرز

موحد نے ضبط سے قدم پیچھے موڑے اور پھر بڑبڑاتا ہوا سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

ایڈیٹ ردا نے بالوں کو جھٹکا اور اس کو جاتا دیکھ کر لفٹ کا بٹن پھر سے دبا دیا۔

ویلڈن مسٹر موحد۔۔۔

ملک جہانزیب نے فائل پر سے نگاہ اٹھا کر سامنے بیٹھے موحد کی طرف

سوالیہ نظروں سے دیکھا۔وہ اس وقت ان کے آفس میں بیٹھا تھا

موحد عالمگیر سر

موحد نے شائستگی سے ان کے ادھورے فقرے کو مکمل کیا،ہلکے نیلے رنگ کی ڈریس شرٹ اور سیاہ ڈریس پینٹ میں ملبوس،وہ ردا کے سالانہ تقریب کے انتظامات کے متعلق بنائی گئی فائل لے کر ملک جہانزیب کے پاس آیا تھا،اس دفعہ اس نے تمام پرانے انتظامات میں ردوبدل کیا تھا جو ملک جہانزیب کو متاثر کر گیا تھا۔

ہمم گڈ نیم موحد عالمگیر،بہت یونیک سڑٹیجیز ہیں ائیم امپرسڈ

ملک جہانزیب نے سراہا،موحد نے انگلی سے گلاسز درست کیے سینہ ایکدم سے حجم بڑھانے لگا

تھنکیو سر

مسکرا کر مودبانہ کہا

اس دفعہ کا فنکشن بہت اچھا ہونے جا رہا ہے اس کا مطلب ہے

وہ سر ہلاتے ایک دفعہ پھر سے فائل کا جائزہ لے رہے تھے،آفس کا دروازہ اچانک کھلا اور ردا لاپرواہی سے اندر داخل ہوئی۔سرخ رنگ کی ڈھیلی سی فراک جو گھٹنوں تک آتی تھی اس کے نیچے جینز پہنے وہ اب دروازے سے اندر داخل ہو چکی تھی۔

بابا۔۔۔

اندر داخل ہوتے ہی ملک جہانزیب کو پکارتی آفس کی میز تک پہنچی اور پھر موحد کو دیکھ کر فقرہ ادھوارا چھوڑ دیا۔

اوہ ردا،کم ہیر،لُک کیا ائیڈیاز ایڈ کئے ہیں اس لڑکے نے اس دفعہ کے فنکشن کے لیے

ملک جہانزیب نے پرجوش لہجے میں ردا کو پاس آنے کا کہا اور پھر فائل میز پر اس کی طرف سرکا دی،وہ بھنویں چڑھائے آنکھیں سکیڑے فائل کا جائزہ لے رہی تھی۔پھر سر اوپر اٹھا کر موحد کی طرف دیکھا۔

ہمم اچھے ہیں،بابا وہ فارنرز گیسٹ کے لیے گفٹس لینے میں خود جاؤں گی

مجھے کار لے کر جانی ہے امجد نہیں ہے وہ چھٹی پر ہے

ردا نے کندھے اچکا کر سرسری لہجے میں موحد کے کام کو سراہا اور پھر پوری طرح ملک جہانزیب کی طرف متوجہ ہوئی

نو نو۔۔۔،تم بہت ریش ڈرائیوینگ کرتی ہو، بلکل نہیں آج رہنے دو

ملک جہانزیب نے سر کو نفی میں ہلایا،ردا نے خفا سی صورت بنائے دیکھا

بابا اٹس ناٹ فیئر

اس کا لہجے سے بھی خفگی جھلک رہی تھی،موحد نے ملک جہانزیب کی طرف دیکھا شاید وہ اسے جانے کا اشارہ کریں پر وہ اس وقت ردا کے ساتھ گفتگو میں مگن تھے۔

فیئر ہی فیئر ہے،سنو تم موحد کے ساتھ مل کر فنکشن کے ارینجمینٹس دیکھو میں چاہتا ہوں یہ بہت بیسٹ ہونا چاہیے

ملک جہانزیب نے اچانک موحد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اس کے

ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے

اس کے ساتھ ؟

ردا نے ناگواری سے تیوری چڑھائے موحد کی طرف دیکھا،رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی موحد نے دل میں ورد شروع کر دیا وہ ہر گز بھی اس بد دماغ مغرور لڑکی کے ساتھ کوئی کام نہیں کرنا چاہتا تھا

یس بہت قابل ہیں یہ اور پھر کچھ تمھارے ایڈیاز اور اس کے کمال ہو جائے گا

ملک جہانزیب بڑے پرجوش تھے اس سال کی اینویل تقریب کے بارے میں،وہ ردا کا ایک نیا آرٹیکل لانچ کرنے والے تھے جس کے کیے باہر کے ممالک سے بھی بہت سے مہمانوں کو مدعو کیا گیا تھا۔

اوکے،پر ابھی مجھے جانا ہے،میرا موڈ ہے آج شاپنگ کا تو سوچا ساتھ گفٹس بھی ہو جائیں گے

ردا نے لاپرواہی سے حامی بھری،اور لاڈ سے ان سے پھر گاڑی کی چابی

کا مطالبہ کیا

نہیں اکیلے تو ہر گز نہیں جانے دوں گا میں تمہیں،اوہ موحد آپکو ڈرائیونگ آتی ہے کیا ؟

ملک جہانزیب نے اچانک موحد کی طرف دیکھ کر سوال کیا،لو جی گئی بھینس پانی میں موحد نے تھوک نگلا پر ملک جہانزیب کی نظروں میں آنے کا یہ اچھا موقع تھا اس طرح وہ ردا کے ڈر سے محفوظ ہو سکتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بابا۔۔۔

ردا نے دانت پیس کر گھورا اور آنکھوں کے اشارے سے منع کیا پر ملک جہانزیب نے بے اعتنائی برتتے ہوئے پھر سے موحد کی طرف جواب طلب نظروں سے دیکھا۔

موحد ابھی ہاں یا نا کی کشمکش میں ہی تھا کہ ملک جہانزیب خود ہی اندازہ لگا چکے تھے کہ وہ ڈرائیونگ جانتا ہے

آپ جائیں ردا کے ساتھ اور پھر آپ بھی پاکستانی گیسٹس کے گفٹس کا

ارینج کر لیجئے گا جو بھی آپ نے سوچا ہے

ملک جہانزیب نے اس کا جواب جانے بنا ہی حکم صادر کر دیا۔ردا نے پیشانی پر بل ڈالے کچھ کہنا چاہا

کوئی آرگیو نہیں جائیں اس کے ساتھ

ملک جہانزیب نے اسے بولنے سے روک کر اشارہ کیا اس دفعہ ان کے لہجے میں رعب تھا

موحد یہ کیز ابھی لے جائیں ردا کو

ملک جہانزیب نے کار کی چابی موحد کی طرف بڑھائی جو اس نے جھجکتے ہوئے پکڑی جبکہ ردا خفگی سے ملک جہانزیب کو دیکھ رہی تھی۔وہ ردا سے بہت پیار کرتے تھے اس کی تمام جائز،ناجائز خواہشات بھی پوری کر جاتے تھے پر ایسی نہیں جس میں اس کی جان کو خاطرہ ہو۔

ردا غصے میں اب موحد کو اٹھنے کا اشارہ کر رہی تھی،موحد نے اجازت طلب نظروں سے جہانزیب کی طرف دیکھا تو وہ مسکرا دیے۔

موحد اب گاڑی کی چابی پکڑے ردا کے پیچھے چل رہا تھا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

میں ڈرائیو کروں گی

ردا نے موحد کے ہاتھ سے چابی کھینچی تو وہ جو گاڑی کے قریب ہی پہنچا تھا چونک گیا۔

میم وہ۔۔۔لیکن

بے ربط سے الفاظ ادا کیے وہ تو ڈرائیونگ سیٹ کی طرف کا دروازہ کھول بھی چکی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بیٹھو ساتھ

ردا نے ناگواری سے سر کو ہلا کر اشارہ کیا اور سن گلاسز آنکھوں پر چڑھائے۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

وہ گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ چکی تھی،گاڑی میں بیٹھ کر پھر سے حیرت

زدہ سے کھڑے موحد کو فرنٹ مرر سے اندر بیٹھے کا اشارہ کیا اس دفعہ پیشانی پر شکن کا اضافہ ہو گیا تھا۔

ایسے ہی اس کو میرے سر پر مسلط کر دیا بابا نے۔ردا نے دانت پیستے ہوئے سوچا،موحد تیزی سے آگے بڑھا اور بیٹھنے کے بجائے کھڑکی سے چہرہ اندر کیا۔

میم سر ناراض ہوں گے کائینڈلی مجھے ڈرائیو کرنے دیں

موحد نے مودبانہ گزارش کی،ردا نے چشمہ اوپر اٹھا کر آنکھوں کو سکوڑ کر گھورا

تو سر تو تب ناراض ہوں گے جب ان کو یہ پتا چلے گا کہ گاڑی میں نے ڈرائیو کی ہے

ردا نے تیکھے لہجے میں معنی خیز جواب دیا۔موحد نے بے چارگی سے دیکھا کہاں پھنس گیا تھا وہ کہہ دینا چاہیے تھا کہ نہیں آتی مجھے ڈرائیونگ یہ مروآئے گی مجھے پاگل کہیں کی،ابھی بول دوں اسے کہ مجھے نہیں جانا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمھارے ساتھ وہ کشمکش تھا۔

بیٹھو گے یا میں جاؤں

ردا نے تیوری چڑھائی،موحد نے چارو ناچار کار کا دروازہ کھولا اور بیٹھ گیا وہ اب چیونگم منہ میں رکھ رہی تھی،آنکھوں پر سیاہ چشمہ درست کرتے ہوئے وہ پارکنگ ائیریا سے گاڑی باہر لا چکی تھی۔

گاڑی تو بڑی مہارت سے چلا رہی ہے،پھر ملک صاحب کیوں اتنے پریشان ہو رہے تھے،ردا کے نفاست سے گاڑی کو پارکنگ ائیریا سے باہر نکالنے پر وہ متاثر ہوئے بنا نہیں رہ سکا۔

گاڑی اب ردا کے مین گیٹ سے باہر نکل رہی تھی،جیسے ہی گاڑی سڑک پر پہنچے کچھ پل گزر گے،ایکدم سے موسیقی کی آواز اور گاڑی کی رفتار بڑھنا شروع ہوئی،گاڑی میں انگلش موسیقی کان پھاڑ رہی تھی،وہ چیونگم چباتی مگن سی کار کی رفتار کو مزید بڑھا رہی تھی۔

موحد نے کار کی رفتار زیادہ بڑھتے دیکھ کر دانت پیسے،پاگل کہیں کی خود

تو شاید جان پیاری نہیں اس کو ضبط ختم ہو تو وہ بول پڑا

میم۔۔۔میم سپیڈ سلو کریں پلیز

موحد نے موسیقی کی وجہ سے آواز کو اونچا رکھتے ہوئے کہا۔ ہر کار اور بائیک سے کار ٹکراتے ہوئے بمشکل بچ رہی تھی۔

اوہ شٹ اپ،کچھ نہیں ہو گا

ردا نے اس کی طرف دیکھے بنا ناگواری سے کہا،موحد نے کھا جانے والی نگاہ اس پر ڈالی۔مار دے گی۔۔۔یہ مار دے گی موٹی کہیں وہ بار بار کبھی ردا کے سٹرینگ پر موجود ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا اور کبھی سامنے سڑک پر دل تو چاہ رہا تھا ایک جھانپڑ رسید کرے اور کہے اب اتر۔۔۔اتر میں دکھاتا ہوں اتنی مہنگی پیاری اور خوبصورت کار کیسے چلائی جاتی ہے۔

پر یہ سب دل چاہ سکتا تھا اور دماغ صرف سوچ ہی سکتا تھا۔وہ اسی اضطراب کی کفیت میں بیٹھا تھا جب رفتار شاپنگ مال پر پہنچ کر کم ہوئی تھی موحد کی اٹکی سانس بحال ہوئی۔یہ لاہور کا بہت بڑا مال تھا۔

اترو کہ اب انویٹیشن بھیجوں تمہیں

کار پارکنگ میں پارک کرنے کے بعد وہ طنزیہ اسے کہتے ہوئے اتری تو وہ بھی اس کے پیچھے جلدی سے اترا۔

☬☬☬☬☬☬☬☬☬☬☬☬☬☬☬☬

مہتاب ملک کرسی پر بےچین سا بیٹھا تھا اور نگاہیں سامنے داخلی دروازے پر مرکوز تھیں،سامنے میز کے دوسری طرف بیٹھی خاتون ناک کے آخری نقطے پر عینک ٹکائے نیچے پڑے کاغز پر کچھ لکھنے میں مصروف تھی۔

مناہل کو بورڈنگ میں ڈالنے کے بعد یہ اس کا دوسرا چکر تھا،وہ اس وقت بہاولپور کے بہت مقبول بورڈنگ سکول کے آفس میں بیٹھا تھا۔اس دفعہ مناہل بہت بیمار ہو گئی تھی اور اس قدر بضد ہوئی کہ بورڈنگ سکول والوں کو اسے بلوانا پڑا۔

بابی۔۔

مناہل آفس کے داخلی دروازے سے ہی خوشی میں چیختے ہوئے اس کی طرف بڑھی اور تقریباً بھاگتی ہوئی آ کر اس کے ساتھ چپک گئی۔

بابی۔۔۔مجھے یہاں نہیں رہنا ہے

خفا سے لہجے میں کہتے ہوئے وہ اس کے سینے میں سر چھپا رہی تھی،مہتاب نے بے اختیار اس کے سر پر بوسہ دیا ان تین ہفتوں میں وہ بے تحاشہ کمزور اور زرد ہو گئی تھی آنکھیں بھی اندر کو دھنسی ہوئیں معلوم ہوتی تھیں۔

بابی مجھے آپ کے ساتھ جانا ہے،مجھے یہاں نہیں رہنا

وہ اب سسک رہی تھی،مہتاب کا دل پر جیسے کسی نے منوں بوجھ رکھ دیا ہو محبت سے اس کا چہرہ اوپر اٹھآئے اس کے ماتھے پر بوسہ لیا۔

سر وی ٹرائی اوور بیسٹ بٹ یور ڈاٹر۔۔۔(جناب ہم نے اپنی طرف سے بہت کوشش کی پر آپ کی بیٹی)

سامنے بیٹھی خاتون نے دونوں ہاتھوں کو ملآئے ٹھوڑی کے نیچے رکھا،ابھی اس کی بات مکمل نہیں ہوئی پائی تھی کہ مہتاب نے سر کو اثبات میں ہلاتے ہوئے ان کو ہاتھ کے اشارے سے بات کرنے سے روک دیا۔

شاید چھوٹی ہے ابھی،میں اس کو کچھ دن کے لیے ساتھ لے جاتا

ہوں،ای ٔ ہوپ کچھ دن میرے ساتھ رہے تو ٹھیک ہو جائے میں

سمجھاؤں گا اسے

مہتاب ملک نے شائستگی سے سامنے بیٹھی خاتون سے کہا تو وہ بھی مسکرا

کر تائیدی سر کو جنبش دے گئی۔

آپکی بیٹی کو بھرپور توجہ چاہیے سر

خاتون نے نگاہیں مناہل پر مرکوز کیں

ایک مشورہ دینا چاہتی ہوں،آپ کچھ عرصہ سارے کام چھوڑ دیں اور

اپنی بچی پر بھرپور توجہ دیں

وہ بڑے ملائم لہجے میں مہتاب کو نصیحت کر رہی تھیں۔

جی میں کوشش کرتا ہوں،تو ابھی میں اسے ساتھ لے جا سکتا ہوں

مہتاب نے اجازت طلب نظروں سے سامنے بیٹھی خاتون کو دیکھ کر پوچھا

جی ش ئیور،میں اس کا سامان منگوا دیتی ہوں

خاتون نے پاس پڑے فون کا ریسور اٹھایا

موحد بے زار سی صورت بنائے ردا کے پیچھے چل رہا تھا،ایک ہاتھ تھکنا شروع ہوتا تو کچھ شاپنگ بیگز وہ دوسرے ہاتھ میں کر لیتا۔

عجیب ظالم عورت ہے،ایک لیگج ٹرالی بھی نہیں لے سکی محترمہ اور شاپنگ ایسے کر رہی ہے جیسے میں اس کے باپ کا ملازم ہوں،اس نے دانت پیس کر سوچا،ویسے اس کے باپ کا ملازم تو ہوں۔

اپنے آگے شان سے چلتی ردا کو دیکھ کر ناگواری سے ناک چڑھائی۔اتنا بڑا پیکجز مال تھا اور نواب زادی نے گھما گھما کر پاگل کر دیا تھا،خود تو اپنے پرس سے کبھی چاکلیٹ نکال کر کھاتی اور کبھی کچھ۔

موحد نے دانت پیستے ہوئے تھپڑ کی شکل میں ہاتھ تان کر ہوا میں اس کے سر کے بلکل پیچھے معلق کیا ایسے جیسے ابھی ایک زور دار تھپڑ اس کے سر میں مار ہی دے گا،دل کی شدید خواہش تھی جس پر وہ ایسا کرنے پر مجبور ہوا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاتھ اسی طرح اٹھآئے ابھی وہ اس کے سر کے قریب گیا،کہ وہ اسی لمحے پیچھے مڑی موحد نے ہڑبڑا کر ہاتھ گردن کے پیچھے کیا اور بوکھلا کر اردگرد دیکھا جبکہ وہ باخوبی اس کا ہاتھ تھپڑ کی صورت اوپر اٹھا اور اس کے چہرے کے بگڑے زاویے دیکھ چکی تھی۔

تھپڑ مارنے لگے تھے آپ کے ہیزبینڈ آپکو

کچھ دور کھڑی چھوٹی سی بچی نے چہک کر کہا اور ہنسی چھپانے کی خاطر منہ پر ہاتھ رکھا،ردا نے جھٹکے سے گردن گھما کر بچی کی طرف دیکھا اور پھر منہ کھولے،مٹھیاں بھینچ کر خونخوار نگاہ حواس باختہ کھڑے موحد پر ڈالی اس کی تو روح پرواز کرنے جیسی حالت تھی۔

میم۔۔۔میم نو،بیٹا کیوں جھوٹ بول رہی ہو

بوکھلاہٹ میں بے ربط الفاظ ادا کرتا ہوا وہ بچی کی طرف بڑھا۔

اتنی سی بچی کو کیا ضرورت ہے جھوٹ بولنے کی،تم مجھے پیچھے سے تھپڑ دکھا رہے تھے یہ سچ ہے

ردا نے مٹھیاں بھینچ کر ضبط کرتے سرخ چہرے کے ساتھ کہا،اسے تو ویسے بھی موحد کی اکڑ سے چڑ تھی اور آج تو اس نے حد ہی کر دی تھی۔

ردا کی صورت کے بدلتے زاویے دیکھ کر وہ گڑ بڑا کر واپس اس کی طرف آیا۔

میم۔۔میم میرا یقین کریں، گرمی بہت ہے وہ میں پسینہ صاف کر رہا تھا

بوکھلاہٹ میں جو جھوٹ جتنی جلدی گھڑ سکا وہ بول دیا،

اس کی سمجھ سے باہر تھا کہ وہ اب اس بات کو کیسے گھمائے،پر ردا کے تیور باور کر گئے کہ وہ اس کی باتوں کے چکر میں آنے والوں میں سے نہیں ہے۔

یہ ملتان کا کوئی بند بازار نہیں ہے جس میں گرمی لگ رہی ہے تمہیں یہ پیکیجز مال ہے،یہ گرمی تمہیں بہت بھاری پڑے گی دیکھا نا تم اب

ردا نے انگلی اٹھا کر دانت پیستے ہوئے دھمکی دی،اور قدم لفٹ کی طرف

بڑھا دیے دماغ اس بات پر ایسا گھوما تھا کہ وہ اب ایک سیکنڈ بھی یہاں رکنا نہیں چاہتی تھی۔

میم یہ غلط بات ہے،آپ میری نہیں ایک پاگل سی بچی کی بات پر یقین کر رہی ہیں

موحد اس کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

جسٹ شٹ اپ۔۔۔

وہ غصے سے مڑی اور سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ غرائی۔قدموں کی رفتار اور تیز کر دی۔

میم پلیز میم ایسا کچھ نہیں تھا،آپ اس بچی کی باتوں میں مت ائیں پلیز

موحد اس کے پیچے تیزی سے لفٹ میں گھسا تھا۔

تمھیں ایک بات سمجھ نہیں ائی تھی شاید،میں نے تمھیں کہا تھا بی کیئر فل فور نیکسٹ ٹائم

ردا نے چہرے کا رخ دوسری طرف موڑے گردن کو اکڑاتے ہوئے کہا

موحد نے زور سے پیشانی پر ہاتھ مارا۔وہ لفٹ سے نکل کر تیزی سے کار کی جانب بڑھ رہی تھی موحد بیگز کو سنبھالتا ہوا بمشکل اس کے پیچھے تیز تیز قدموں میں پیروی کر رہا تھا۔

یہ یاد رکھنا میں تمہیں گھر نہیں گھسنے دوں گا،۔۔سرمد کی آواز اس کے ذہن کی دیوراوں سے ٹکرائی۔

موحد بیٹا علیزہ کی شادی مانگ رہے اس کے سسرال والے ایڈوانس مانگ لے اپنے آفس سے۔۔صالحہ کی بازگشت ذہن میں گونجی۔

میم۔۔۔میم پلیز

موحد نے کار کی بیک کھولتی ردا کا پاس جا کر پھر سے التجا کی پر وہ ناک پھلآئے دنیا جہان کی کی سختی چہرے پر سجائے ہوئی تھی۔

سامان رکھو گاڑی میں

لہجے میں بھی کم سختی نہیں تھی۔وہ اب ڈرائیورنگ سیٹ کی طرف جا رہی تھی۔

میم سوری۔۔۔نیور اگین میم

موحد نے پھر سے التجا کی،ردا نے خونخوار نگاہوں سے اس کے چہرے کا جائزہ لیا جہاں ضبط واضح تھا وہ جو الفاظ کا ساتھ ہرگز نہیں دے رہا تھا۔

سامان رکھو۔۔سنائی نہیں دیا کیا

اب کی بار وہ اونچی آواز میں چیخی،حالت ایسی تھی جیسے وہ بمشکل ضبط کر رہی ہے اسے

موحد نے شاپنگ بیگز گاڑی کی بیک میں رکھے،ابھی وہ بیگز رکھے گاڑی کی بیک کو بند کر رہا تھا کہ ردا نے گاڑی چلا دی۔

مطلب وہ اسے گاڑی میں ساتھ لے کر نہیں جا رہی تھی۔موحد تیزی سے کار کے قریب پہنچا اور گاڑی کے شیشے پر ہاتھ رکھا۔

میم لِسن

گاڑی کا شیشہ بجایا پر وہ توکچھ بھی سننا نہیں چاہتی تھی گاڑی کے ٹائر چرچرآئے کی،زور کا ہارن دیتی وہ طیش کے عالم میں وہاں سے نکلی۔

میم۔۔۔

موحد نے پیچھے سے آواز لگائی اور پھر ہارے ہوئے جواری کی طرح سر پکڑ کر کھڑا رہ گیا۔کیا ہے غصہ قابو میں کیوں نہیں رکھ سکتا میں۔ایک ہاتھ کا مکا زور سے دوسرے ہاتھ پر مار کر خود کو کوسا۔

ثانیہ نے آہستگی سے سر اوپر اٹھایا اور سامنے بیٹھی صالحہ کی طرف دیکھا،علیزہ کے سسرال والے اس سال شادی لینے پر بضد تھے،پر صالحہ بیگم ثانیہ کی وجہ سے پریشان تھیں کتنے ہی رشتے دیکھ لیے پر کوئی عمر میں بہت زیادہ ہو تا تو کسی کا کچھ اور مسئلہ ہوتا ہے۔

امی آپ علیزہ کی شادی کر دیں میری وجہ سے اس کو کیوں گھر بیٹھا کر رکھنا

ثانیہ نے سرمد کی موجودگی کی وجہ سے نظریں چراتے ہوئے کہا اگرچہ وہ اس سے سال چھوٹا تھا پر گھر کے تمام افراد عالمگیر کے بعد اسے گھر کے سربراہ کی جگہ دیے ہوئے تھے۔

پر پہلے تمھارا کہیں ہو جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا

صالحہ نے پھر سے بچارگی سے وہی بات دہرائی جو وہ تقریباً آدھے گھنٹے میں بیسوں بار دہرا چکی تھیں۔

امی مجھے شادی نہیں کرنی،میں جاب کرنا چاہتی ہوں

ثانیہ نے دو ٹوک کہا،سرمد جو تب سے خاموش بیٹھا تھا اس کی جاب والی بات پر سپاٹ نگاہیں ثانیہ پر جمائیں

کوئی ضرورت نہیں ہے آپی تینوں میں سے کسی ایک کو بھی جاب کرنے کی میں اور موحد ہیں نا

سرمد کا لہجہ سخت تھا۔

بھائی میں بوجھ نہیں بننا چاہتی اور نا اب شادی۔۔۔

وہ ابھی بات مکمل نہیں کر پائی تھی کہ سرمد غصے میں گویا ہوا۔

اچھا بس آپی مانا آپ بڑی ہیں ہم سب میں پر مجھے یہ گوارا نہیں اور رہی آپ کی شادی کی بات بہت اچھی جگہ آپ کی بھی شادی کروائیں

گے ان شا اللہ

سرمد ہاتھ کو بھی ہوا میں ثانیہ کے سامنے تانے ہوا تھا۔گھر بھر کی ذمہ داری نے اسے بہت تلخ بنا دیا تھا۔

سرمد لیکن میں گھر میں یوں بیٹھے بیٹھے ایک ذہنی مرئضہ بنتی جا رہی ہوں،باہر جانا چاہتی ہوں مصروف رہنا چاہتی ہوں

ثانیہ روہانسی ہوئی،وہ تھک چکی تھی اپنے ماضی اپنی غلطی پر رو رو کر اب خود اپنے قدموں پر کھڑا ہونا چاہتی تھی،اس کی تعلیم گو کہ ابھی صرف بی اے تھی اس لیے کوئی اچھی جاب ملنا تو مشکل تھا پر وہ مصروفیت کی خواہاں تھی۔

تو پھر کسی سکول میں دیکھ لیں وقت گزاری کے لیے

سرمد نے گہری سانس انڈیلتے ہوئے حامی بھری،ایک طرح سے وہ صیح کہہ رہی تھی اسے سوچوں کے بھنور سے نکلنے کے لیے مصروفیت کی اشد ضرورت تھی۔

ہاں یہی سوچا ہے میں نے اپنی کچھ دوستوں سے کہا ہے

ثانیہ نے سرمد کو جواب دے کر پریشان حال بیٹھی صالحہ کی طرف مسکرا کر دیکھا پر وہاں اس مسکراہٹ کا کوئی اثر نہیں تھا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

غصے میں کپڑے اٹھا اٹھا کر وہ بیگ میں پٹخ رہا تھا،عدنان آفس جا چکا تھا پر وہ کس منہ سے جاتا آفس یقیناً وہ بد دماغ موٹی کل والی ساری روداد ملک جہانزیب کے گوش گزار کر چکی ہو گی بس اسی خیال کے زیر اثر وہ اب ملتان واپسی کی تیاری کر رہا تھا۔

بھائی سے کیا کہوں گا۔۔۔سر پکڑ کر بیڈ پر بیٹھا، اور امی۔۔۔ان کو کیسے سمجھاؤں گا وہ تو ویسے بھی میرے غصے کو میری ہر مصیبت کی جڑ کہتی ہیں اور اس دفعہ ثانیہ کو جو اس کی سال گرہ پر لیپ ٹاپ کا دلانے کا وعدہ کیا تھا۔۔۔اوہ میرے خدا،پاس پڑا کشن اٹھا کر زور سے دیوار میں دے مارا۔

موبائل فون کی گھنٹی پر بے دلی سے جیب سے موبائل نکالا کوئی انجان

نمبر جگمگا رہا تھا۔فون اٹھا کر کان کو لگایا۔

ہیلو

غصے سے کہا اسے اس وقت ہر چیز،ہر آواز بری لگ رہی تھی،جلا بھنا بیٹھا تھا۔

آج آئے کیوں نہیں آپ آفس ؟

دوسری طرف سے نسوانی آواز میں بڑے رعب سے پوچھا گیا،وہ جو پہلے سے تپا بیٹھا تھا غصہ سوا نیزے پر پہنچ گیا۔

مرضی میری آپ کون ہیں

غرا کر بدتمیزی سے جواب دیا،کون تھی یہ ضرور آفس کی کوئی لڑکی ہوگی اسے ابھی میرے فائر ہونے کا علم نہیں ہوا ہوگا۔ سوچتے ہوئے پیشانی پر ناگواری کے شکن در آئے

ردا ملک

دوسری طرف سے دانت پیستے ہوئے جواب آیا۔وہ جو پیشانی پر شکن

سجائے بیٹھا تھا ایک دم پھر سے گڑبڑا گیا فون ہاتھ سے چھوٹتے بمشکل بچا۔

میم۔۔میم آپ۔۔۔ وہ۔۔۔

فوراً لہجے کو ایسے قابو کیا اور سمجھ نہیں آیا کیا کہے۔

فوراً آفس پہنچو اور فنکشن ارینجمینٹ فائل دکھاؤ آ کر

ردا نے اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے غصے سے حکم صادر کیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میم اس کا مطلب ہے۔۔۔اس کا مطلب آپ نے جاب سے فائر نہیں کیا مجھے ؟

موحد کی تو باچھیں کھل گئیں،کچھ دیر پہلے گھر کی پریشانیوں اور سرمد کے غصے کو سوچ سوچ کر جو دماغ پھٹ رہا تھا اس کو جیسے طمانت ملی۔

کیوں تم چاہتے ہو کہ کر دوں تمہیں فائر ؟

ردا نے طنزیہ پوچھا

نو۔۔۔نو۔۔۔میم

موحد نے گڑ بڑا کر جواب دیا۔کیا چیز تھی وہ پر اس وقت نوکری بچانے کے لیے گدھے کو باپ بنانے کے مترادف تھا سب کچھ۔

تمھاری بہت منت سماجت پر سوچا ایک موقع اور دے دیتی ہوں تمہیں

ردا کے مغرورنہ جواب پر وہ دل مسوس کر رہ گیا۔

اب آفس پہنچو کام ہے بہت

رعب سے حکم صادر کیے وہ فون رکھ چکی تھی۔موحد نے سرد آہ بھری ایک نگاہ کپڑوں سے لدے سفری بیگ پر ڈالی اور پھر تقریباً بھاگتا ہوا واش روم میں گھسا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ کیا ؟ ریحا کیوں ؟ میں نے تو زرداد ہارون کا کہا تھا ؟ ؟

ردا نے حیرت سے چہرہ اوپر اٹھآئے اپنے سامنے میز کی دوسری اطراف پر کرسی پر براجمان موحد کی طرف دیکھ کر سوال کیا۔

اس دفعہ کی سالانہ تقریب میں ردا پاکستان کے مشہور اور اپنے پسندیدہ

گلوکار زرداد ہارون کو بلوانے کا کہہ چکی تھی پر وہاں گلوکارہ کا نام دیکھ کر اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

میم وہ بجٹ اوٗٹ ہو رہا ہے انہیں بلوانے پر،زرداد ہارون کی ڈیمانڈ زیادہ ہے باقی پھر مینج کرنا مشکل ہوگا ۔۔۔

موحد نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے زرداد ہارون کی جگہ ریحا کے متبادل کی وضاحت دی پر ردا کے چہرے کے بدلتے زاویے اسے صاف سمجھا گئے کہ وہ اس کے اس فیصلے سے ہر گز خوش نہیں ہوئی۔

موٹی بھی پورے پاکستان کی طرح زرداد کی فین نکلی موحد نے کن اکھیوں سے اس کا جائزہ لیا۔ریحا اتنی خوبصورت ہے اس کو کیا تکلیف ہے جلتی ہو گی اس کی سمارٹنس سے دل میں قہقہ لگایا۔

میں کچھ نہیں جانتی مجھے زرداد ہارون ہی چاہیے فنکشن پر،بات کرو اس سے جتنا مانگتا ہے اتنا دیں گے اسے

ردا نے گھورتے ہوئے مغرورنہ کہا۔

زرداد ہارون کی کچھ لگتی پتا ہے وہ کتنا مہنگا سنگر ہے،باپ کا پیسہ اڑا رہی موٹی بھینس کیا ہے گانا ہی تو گانا ہے،موحد نے اس کے مغرورنہ پن پر جل کر سوچا۔

میم لیکن اس سے سب اپ سیٹ ہو گا بجٹ کو دیکھ کر میں نے یہ فیصلہ لیا تھا

کہنیاں میز پر ٹکائے بڑے تحمل کا مظاہرہ کیا،اب کل والی غلطی وہ ہر گز پھر سے دوہرانا نہیں چاہتا تھا۔دل کی تو ان گنت خواہشات تھیں پر بس تقریب ہونے تک اسے ردا کو برداشت کرنا تھا تو اس میں کیا مشکل تھا۔

وہ لاہور میں ہی کہیں اور ملازمت کی کوشش کا سوچ چکا تھا تب تک بس یہ سب جھیلنا تھا۔

اونر تم ہو یا میں ؟،اپنے مفید مشورے اپنے تک رکھو تو بہتر ہے، یہ کیا میڈل کلاس لوگوں کی طرح بجٹ بجٹ لگا رکھی ہے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ردا کے لہجے میں حد درجہ ناگواری تھی،وہ میز کے نیچے انگلیاں کراس شکل میں بنا چکا تھا اور دل دماغ کو ٹھنڈا رہنے کی تلقین کر رہا تھا۔

جی میم

مختصر جواب دیا اور سر تسلیم خم کیا۔

جتنا بھی اوٴٹ ہو گا اس سے پے ہو جائے گا

ردا نے کندھے اچکائے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوکے میم

ضبط سے لب بھینچے سر کو اثبات میں ہلایا۔وہ اب فائل کا اگلا ورق پلٹ چکی تھی۔

اور یہ اوپن سب رکھ دیا ہے ویدر فارکاسٹنگ رپورٹ کہاں ہے

ردا نے پھر سے تلخ لہجے میں سوال کیا،بھنویں چڑھائے وہ موحد سے پھر سے سوال کر رہی تھی۔اس بار تو وہ واقعی گڑبڑا گیا،موسم کے بارے میں تو جاننے کی کوشش ہی نہیں کی اس نے۔

میم وہ۔۔۔

گڑبڑا کر تھوڑا سا آگے ہوا،وہ اتنی گہرائی میں جا کر سب جج کرے گی اس بات کا قطعاً علم نہیں تھا اسے۔

عجیب انسان ہیں آپ اوپن فنکشن اریجمنٹ رکھ رہے ہیں،اگر اس رات بارش ہو گئی تو ؟

ردا نے فائل پر ہاتھ دھرے استہزائیہ سوال کیا۔وہ ٹائی درست ہی کرتا رہ گیا،اب یہ کہاں سوچا میں نے۔

مسٹر موحد عالمگیر،یہ ردا کا اینول فنکشن ہے، گرینڈ فنکشن کوئی معمولی تقریب نہیں ہے

ردا کے لہجے میں پھر سے حقارت در ائی جو اس کے دماغ کی رگیں کھینچ دیتی تھی۔

پہلے ویدر فارکسٹنگ لیں اس کے بعد دیکھتے ہیں اوپن ہو گا یا ھال

ردا نے ناگواری سے فائل کو بند کرتے ہوئے حکم صادر کیا اور فائل میز

پر اس کی طرف سرکائی۔

کیا مصیبت ہے؟ ؟ باپ نے کہا تھا مجھ سے کچھ سیکھے گی یہ تو سیکھا رہی ہے۔ دانت پیستے ہوئے باہر نکل گیا۔اس کے نکلتے ہی ردا نے دروازے کو گھور کر دیکھا۔

عجیب تھا،مطلب بابا نے تعریف کیا کر دی خود کو کوئی اعلیٰ و ارفع ہستی گرادنیں لگے محترم

ہن۔ہ۔ہ۔ردا نے ناک پھلائے سوچا کرسی دھیرے دھیرے گھوم رہی تھی۔

ملک جہانزیب ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے سامنے آدھی دیوار پر چھائی فلیٹ پینل سکرین پر نظریں جمائے انہماک سے خبرنامہ دیکھ رہے تھے جب عقب سے تابندہ بیگم کی پریشان حال آواز ابھری۔

(ملک صاب ویکھ لو ہن فئیر (ملک صاحب دیکھ لیں اب پھر

وہ موبائل ہاتھ میں تھامے غصے میں بھری ان کے پیچھے سے گھومتے ہوئے آگے ائیں۔ چہرے ہر غم و غصے کے آثار تھے۔

کیوں ایسا کیا ہو گیا اب ؟

ملک جہانزیب نے ریموٹ اٹھا کر ٹی وی کی آواز آہستہ کرتے ہوئے پوچھا۔

ردا فون نئ چک رئی ی بھئ رات ویکھو کنی ہو گئ ہے،ائ ایم سو اپ سیٹ

ردا فون نہیں اٹھا رہی ہے بھئ،دیکھیں کتنی رات ہو گئ ہے میں بہت (پریشان ہوں)

تابندہ نے پریشان کن لہجے میں کہتے ہوئے فون میز پر رکھا۔رات کے گیارہ بج رہے تھے اور ردا اپنے دوستوں کے ساتھ باہر تھی۔

ارے آپ کیوں ہو رہی ہیں پریشان،آجکل بچے یونہی گھومتے پھرتے ہیں اور وہ باہر سے پڑھ کر ائ ہے بہت سمجھدار ہے سب اچھا برا جانتی ہے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ملک جہانزیب نے تسلی آمیز لہجے میں پریشان بیٹھی تابندہ کو سمجھایا۔ردا جیسی بھی تھی پر اس معاملے میں بہت محتاط تھی ملک جہانزیب یہ بات باخوبی جانتے تھے انہیں اپنی بیٹی ہر پورا بھروسہ تھا۔

لیکن تابندہ بیگم کی سوچ ان ست یکسر مختلف تھی وہ ردا کی اتنی آزادی اور خود سری کے حق میں نہیں تھیں انہیں تو سر جھکآئے جی جی کرتی گاؤں کی لڑکیاں یاد آ جاتی تھیں۔

کج اچھا برا نئیں جان دی اوہو،باولی اے پوری (کچھ اچھا برا نہیں جانتی ہے وہ،پاگل ہے پوری)

تابندہ بیگم نے فوراً غصے میں ان کی بات کی تردید کی پیشانی کے شکن اور ابھرے۔

اج آئے تے دو ٹوک گل کرو اس نال،رات نوں دیر تک بار رینا بند اس دا (آج آئے تو دو ٹوک بات کریں اس کے ساتھ رات کو دیر تک باہر رہنا بند ہے اس کا)

انگلی کھڑے کرتے ہوئے گھور کر ملک جہانزیب سے کہا جو پر سکون بیٹھے تھے۔

جی آپ غصہ نا کریں جی ابھی کرتا ہوں فون اسے

ملک جہانزیب نے سامنے میز پر رکھا فون اٹھایا ناک پر رکھا چشمہ تھوڑا نیچے کیا اور پھر موبائل سکرین پر انگلیاں ٹپٹا کر کان سے لگایا۔

کچھ گھنٹی بجنے کے بعد ردا فون اٹھا چکی تھی۔

جی بیٹا جی کہاں ہیں آپ ؟

ملک جہانزیب نے تحمل سے سوال کیا تابندہ بیگم کے کان کھڑے ہوئے ۔

کیوں کیا ہوا مما کا پنجابی موڈ آن ہے کیا ؟

ردا نے ہلکا سا قہقہ لگا کر سوال کیا پیچھے سے موسیقی کی آواز اور لڑکے اور لڑکیوں کی باتوں کا شور سنائی دے رہا تھا۔

فل بیٹ پر

ملک جہانزیب نے چور سی نگاہ تابندہ بیگم پر ڈالی اور مسکراہٹ دبائی۔

بابا ارحم کے ساتھ ہوں اس کی برتھ ڈے ہے سب فرینڈز اکٹھے ہیں تو آج آپ کو سنبھالنا ہو گا سب

ردا نے اپنے ہم جماعت کا بتایا جو آکسفورڈ یونی ورسٹی میں بھی اس کے ساتھ پڑھتا رہا تھا۔

بیٹا ابھی تو میں ہینڈیل کر لوں گا پر صبح آپ کو کرنا ہو گا

جہانزیب نے آہستگی سے کہا تابندہ بیگم بھنویں سکیڑ کر متجسس قریب ہوئیں انہیں سنائی نہیں دے رہا تھا وہ کیا کھسر پھسر کر رہے تھے۔

اوہ ڈونٹ وری پاپا کر لوں گی،لو یو سو۔و۔و۔و مچھ

ردا کا انداز عجلت لیے ہوئے تھا۔

لو یو ٹو

ملک جہانزیب نے گہری سانس لیتے ہوئے فون بند کیا۔

ہاں کیدو تک آ رئی ئی اے ؟

(ہاں کب تک آ رہی ہے ؟)

فون بند ہوتے ہوئے تابندہ نے لب بھینچ کر پوچھا وہ جانتی تھیں کہ باپ بیٹی نے کوئی منصوبہ بنا لیا ہوگا۔

بس کچھ دیر تک،ارے آپ فکر نا کریں امجد ہے نا ساتھ،چلیں آپ سو جائیں اب

ملک جہانزیب نے اپنے قابل بھروسہ ڈرائیور کا نام لیتے ہوئے ٹی وی بند کیا اور اپنی جگہ سے اٹھے۔

ملک صاب ڈک لو کڑی نوں۔ں۔ں۔ں۔میں سمجھا رئی آں (ملک صاحب بند کر لیں لڑکی کو میں سمجھ رہی ہوں)

تابندہ نے پر شکوہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے خبردار کیا۔ملک جہانزیب بے ساختہ مسکرا دیے۔

ارے بھئی لڑکی ہے مرغی نہیں،چلیں آ جائیں

محبت سے اپنا بازو ان کے گرد حائل کرتے ہوئے کمرے کی طرف

بڑھے۔وہ مسلسل بڑ بڑا رہی تھیں۔

سامنے پڑے کمپیوٹر سکرین پر نظریں جمآئے موحد تیزی سے کی بورڈ پر انگلیاں چلاتے ہوئے ٹائپنگ میں مصروف تھا۔جب ردا کے اس کے سر پر آ کر کھڑی ہوئی۔

چلیں ؟

رعب سے پوچھا،وہ کافی دیر تک موحد کا اپنے آفس میں انتظار کرتی رہی ان کو آج تقریب کے مینیو کو فائنل کرنے جانا تھا اور جب وہ نا آیا تو وہ تنگ آ کر خود اس کے پاس آ گئی

کہاں ؟

موحد نے سر جھکآئے ٹائپنگ کرتے ہوئے مصروف لہجے میں سوال کیا اس کو بلکل اندازہ نہیں تھا ردا یوں خود چل کر آ جائے گی۔

ڈیٹ پر

ردا نے میز پر ہاتھ مارا اور چڑ کر کہا۔موحد نے جھٹکے سے سر اوپر اٹھایا۔

جی۔۔۔

موحد نے اُس کی طرف حیرت سے دیکھا، ہلکی نیلی ٹی شرٹ پر بلیک لیدر جیکٹ،نیلی جینز اور گلے میں سکارف لیے استہزائیہ مسکراہٹ سجائے گھور رہی تھی۔

ایڈیٹ۔۔۔گھونچو کہیں کا یہ تیاری مکمل کرے گا تقریب کی بابا بھی پتہ نہیں کس کس کی بلاوجہ تعریف بگارنے لگتے ہیں۔

یاد نہیں کیا مینویو فائنل کرنے جانا ہے آج ؟

ردا نے دانت پیستے ہوئے یاد دلایا،موحد کو ایکدم سے یاد آیا وہ واقعتاً بھول گیا تھا کہ آج انہیں تقریب کا مینیو فائنل کرنے جانا تھا جھٹکے سےاپنی جگہ سے اٹھا۔

اوہ جی بلکل،آپ پہنچیں ہوٹل امجد کے ساتھ میں بس آ رہا ہوں پیچھے چشمے کو انگلی سے درست کیا،اپنی بائک کی چابی اٹھائ اور موبائل کو جیب

میں رکھتے ہوئے عجلت میں کہا۔

ایکسکیوزمی !!!!! آپ میرے ساتھ جائیں گے

ردا نے کار کی چابی اس کی آنکھوں کے آگے لہراتے ہوئے باور کروایا۔

موحد کے ساتھ اس کے یہ مزے ہو گئے تھے کہ ملک جہانزیب آرام سے اس کے حوالے کار کر دیتے تھے۔

اوہ تیری۔۔۔آج پھر اس موت کے کنویں میں گاڑی چلانے والی کے ساتھ صبر آزمائی کرنا ہو گی موحد کی آنکھیں جھولتی چابی کے ساتھ دائیں بائیں سفر کر رہی تھیں۔

اور۔۔۔

کھوئی سی آواز میں پوچھنا شروع ہی کیا کہ وہ جھٹ سے گویا ہوئی۔

اور کار میں ڈرائیو کروں گی

دانتوں کی مصنوعی نمائش کی اور پھر ناک پھلآئے غصے سے اسے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔موحد نے تھوک نگلا اتنی گندی گاڑی ڈرائیو کرتی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اس دن وہ کلمہ کا ورد کرتا رہا اور ضروری نہیں کہ آپ کا ہر دن اچھا ہی ہو۔

میم۔۔۔

موحد نے بچارگی سے التجا کرنے کے لیے ہاتھ اوپر اٹھایا جبکہ وہ اب دھمکی کے انداز میں گھور رہی تھی۔

شرافت سے چلو اب۔۔۔۔

گھورتے ہوئے رعب سے کہا اور وہ بائیک کی چابی خاموشی سے جیب میں رکھتا ہوا پیچھے چل پڑا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مناہل مہتاب کی گود میں بیٹھی اپنی گڑیا کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی،یہ ملک مہتاب کا اعلیٰ شان بنگلا تھا جس کے وسیع عریض لاؤنج میں اس وقت سرمد مہتاب کے سامنے بیٹھا تھا ملک مہتاب دو دن سے آفس نہیں آ رہا تھا،اور سرمد آج اس کے کہنے پر ہی آفس کے کچھ کام لے کر اس کے بنگلے پر پہنچا تھا۔

ملک مہتاب اب سرمد کو اپنے نا آنے کی وجہ بتا رہا تھا،وہ پوری توجہ مناہل کو دے رہا تھا۔جس کی وجہ سے وہ آفس نہیں آ سکتا تھا۔

تو آپ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ اسکا یہیں ایڈمیشن کروا دیں،اور گھر میں میڈ رکھ لیں جیسے پہلے رکھی ہوئی تھی

سرمد نے فائل کو بند کرتے ہوئے مخلصانہ مشورہ دیا،مہتاب نے دستخط کرنے والے قلم کو گہری سانس لیتے ہوئے بند کیا۔

یہ تو بہت بار میں نے بھی سوچا ہے پر اب ساجدہ اماں جیسی کوئی قابل اعتبار ہو تو سوچوں

مہتاب نے پیار سے گود میں بیٹھی مناہل کے بالوں میں انگلیاں پھیریں۔ نائلہ کے گزر جانے کے بعد تین سال تک مناہل کی نگہداشت ساجدہ نامی آیا نے کی تھی وہ کافی عمر رسیدہ تھیں پر بے حد قابل اعتبار اور مخلص تھیں،ملک مہتاب ان پر آنکھ بند کیے بھروسہ کرتا تھا لیکن ایک سال پہلے ان کے انتقال کے بعد سے وہ بے حد پریشانی کا سامنا کر رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک کام کرو،تم دیکھو کوئی ایسی ہو جو بہت قابل اعتبار ہو اچھی ہو

کچھ دیر سوچنے کے بعد اچانک مہتاب نے سرمد کے سر یہ کام سونپ دیا

۔سرمد نے ایک پل کو سوچا اور پھر مسکرا کر تائید میں سر ہلاتے ہوئے

گویا ہوا۔

آپ فکر نا کریں میں دیکھتا ہوں

سرمد نے ایک نظر پریشانی کے باعث مرجھآئے سے مہتاب پر ڈالی اور

پھر چارسالہ مناہل پر جو باپ کے سینے سے چپکی ہوئی تھی۔اچانک اسے

یاد آیا کہ صالحہ نے مہتاب کے لیے کھیر بھیجی تھی۔

یہ امی نے آپ کے لیے کھیر بھیجی ہے

اپنی ایک طرف پڑے ٹفن کو اٹھا کر مہتاب کی طرف بڑھایا۔وہ اور

مہتاب یونیورسٹی کے زمانے سے دوست تھے اور تب بھی جب صالحہ کچھ

بھی سرمد کے لیے بناتی تھیں مہتاب بہت شوق سے کھاتا تھا۔

اسی لیے اب بھی گاہے بگاہے صالحہ اس کے لیے کچھ نا کچھ بنا کر بھیجتی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رہتی تھیں۔مہتاب ملک کے ان پر بہت احسانات تھے جسے وہ خود ہرگز احسانات نہیں گردانتا تھا۔

ارے واہ،کیسی ہیں آنٹی اؤں گا کسی دن ملنے ان سے

مہتاب نے خوش دلی سے کھیر کے ٹفن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

جی ضرور آئے گا،امی بلکل ٹھیک ہیں

سرمد نے مسکرا کر جواب دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ڈیٹس گڈ،موحد کیسا جا رہا ہے پھر تو کوئی پرابلم نہیں ہوئی اسے

مہتاب نے بے تابی سے ٹفن کو کھولتے ہوئے پوچھا،اور کچھ دوری پر رکھی کھانے کی رولنگ ٹرالی سے پلیٹ اور چمچ اٹھایا۔

نہیں نہیں کوئی پرابلم نہیں ہوئی،بس اگرملتان آ جاتا تو

سرمد نے بات کو ادھورا چھوڑا کیونکہ وہ جانتا تھا موحد لاہور میں خوش نہیں ہے اور اس بات کا اندازہ وہ اس سے ایک دو دفعہ بات کرنے سے ہی لگا چکا تھا۔

ہم۔م۔م۔م پر سرمد ملتان میں اسے وہ پیکج دے نہیں سکوں گا میں،تم جانتے ہو فائینسز بابا ہینڈل کرتے ہیں سارا اور میں اب۔۔۔

بات کو ادھورا چھوڑے وہ اداس ہوا تھا۔سرمد اس کا اداس چہرہ دیکھ کر فوراً گویا ہوا

نہیں کوئی مس ئلہ نہیں

ہاتھ سے تسلی کا اشارہ کرتے ہوئے کہا،مہتاب نے پلیٹ سرمد کی طرف بڑھائی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عدنان تمام انتظامات کو ستائیشی نگاہوں سے تکتا،کچھ دور فون کان کو لگآئے کھڑے موحد کی طرف بڑھ رہا تھا۔ردا کی اینول تقریب کے لیے لاہور کے بہترین ہوٹل کے وسیع عریض لان میں اوپن انتظامات کیے گئے تھے۔

لان میں دیدہ زیب سجاوٹ آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھیں۔ہر چیز نفاست اور دلکشی کا منہ بولتا ثبوت تھی ایک طرف سٹیج تھا برقی قمقوں

اور پھولوں کے ملاپ سے پورا لان جگمگا رہا تھا جو ایک مسحورکن ماحول پیش کر رہا تھا ۔سجاوٹ کی ہر چیز سے موحد کی تین ہفتوں کی محنت جھلک رہی تھی۔

موحد تو صبح سے ہی آج انتظامات میں مصروف تھا اور عدنان اب شام کو تقریب سے کچھ گھنٹے پہلے پہنچا تھا۔موحد کے پاس پہنچا تو وہ ایکدم سے اسے دیکھ کر ہوائیاں اڑے چہرہ لیے اس کی طرف بڑھا۔

بہت مس‌ئ‌لہ ہو گیا ہے یار۔ر۔ر۔ر

موحد نے پریشان سے لہجے میں فون کو ہتھیلی پر مارتے ہوئے کہا۔اس کی پیشانی پر شکن تھے اور ابھی تک وہ عام سے ٹراؤزر اور ٹی شرٹ میں ملبوس تھا۔

مطلب ابھی تک وہ تقریب کے لیے تیار نہیں ہوا تھا۔

کیوں کیا ہوا اتنا پریشان کیوں ہو رہا ہے،سب ٹھیک تو ہے اے ون تیاری ہے

عدنان نے ارد گرد دیکھتے ہوئے اس کی پریشانی کا جواز طلب کیا۔اسے بظاہر تو کوئی کمی نظر نہیں آ رہی تھی پھر موحد کیوں اتنا حواس باختہ تھا

۔

یار زرداد ہارون کے پی۔اے کی کال تھی آج شام کا ردا کے ساتھ کانٹریکٹ کینسل کر دیا اس نے

موحد نے کمر پر ہاتھ دھرے اپنی پریشانی کا سبب بتایا،زرداد ہارون ایک ہفتے کے لیے حیدر آباد چلا گیا تھا اور اس نے اپنے سارے کانٹریکٹ کینسل کر دیے تھے،سب کو دوگنا ایڈوانس واپس کر کے بولتی بند کر دی تھی سب کی۔

یہ کیسے کر سکتا ہے وہ ایڈوانس لیا ہے اس نے

عدنان نے بھنویں چڑھائے پوچھا۔

ایڈوانس دوگنا واپس کر دیا اس نے،اسکا اپنا کوئی پرسنل اشو ہے حیدر آباد بیٹھا ہے

موحد نے موبائل جیب میں رکھا اور پیشانی پر آئے بالوں کو ہاتھ سے تھام کر پیچھے کرتے ہوئے جواب دیا۔

چلو۔و۔و۔وو اب کیا ہو گا ؟

عدنان کو اب جا کر اس کی پریشانی کا اندازہ ہوا

ہونا کیا ہے،وہ ہے نا چڑیل موٹی اس کے ہاتھوں ہو گی میری وہ بھی کراری

موحد نے ناگواری سے ناک چڑھاتے ہوئے اپنی اصل پریشانی کی وجہ بتائی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ابھی تک بتایا نہیں اسے

عدنان نے تعجب سے پوچھا۔

ارے یار کہاں کوشش کر رہا تھا بار بار زرداد کے پی۔ اے سے بات کرنے کی،کہ وہ آ جائے چاہے کچھ دیر کے لیے،پر وہ نہیں مان رہا

موحد نے چڑ کر جواب دیا۔اور پھر اسی طرح اضطراب میں ارد گرد دیکھا

۔

کسی اور سے بات کر لے زرداد نے جو دوگنا بھیجا ہے وہ اسے دے دینا

عدنان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے تسلی آمیز مشورہ دیا۔

کچھ گھنٹے باقی ہیں اب،پھر بھی کوشش کرتا ہوں

موحد نے مایوسی سے کہا اور جیب سے فون نکالے ایک طرف چل دیا۔

ابھی صرف ردا کا سٹاف ہی پہنچ رہا تھا۔ردا خود بھی ابھی تک نہیں پہنچی تھی۔اور موحد کی کوشش تھی وہ اس کے آنے سے پہلے تک زرداد کا متبادل انتظام کر لے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سرمد نے ایک نظر بلکل خاموش غیر مرئی نقطے پر نگاہیں مرکوز کیے ثانیہ کی طرف دیکھا پھر گہری سانس لیتا ہوا گھوم کر اس کے بلکل سامنے آیا

۔

وہ ثانیہ کو مناہل کی دیکھ بھال کے لیے راضی کر رہا تھا،اگر مہتاب اس

کے ساتھ مخلص تھا تو وہ بھی مہتاب کی پریشانی میں اتنا ہی مخلص ہو کر سوچ رہا تھا۔تین دن مسلسل سوچنے کے بعد اسے ثانیہ سے زیادہ قابل اعتبار کوئی نہیں لگی تھی جو مناہل کی دیکھ بھال کر سکتی اور اب وہ اسی بات کے سلسلے میں صالحہ اور ثانیہ کو لے کر الگ کمرے میں بیٹھا تھا۔

آپی آپ کا بھی دل لگا رہے گا اور پھر آپ کو جاب تو کرنی ہی تھی

سرمد نے التجائی لہجے میں اسے قائل کرنے کی کوشش کی جو اداس صورت بنائے پتا نہیں کن سوچوں میں گم تھی۔

بلکل ٹھیک کہہ رہا ہے سرمد اور بن ماں کی بچی ہے نیکی ہی ہے،اگر تو اس کی دیکھ بھال کرے گی

صالحہ نے پوری طرح سرمد کا ساتھ دیا،مہتاب سے تو ویسے بھی گھر بھر بہت محبت کرتا تھا اس کے کم احسانات نہیں تھے پہلے سرمد کو اپنی کمپنی میں اچھی پوسٹ پر رکھنا اور پھر موحد بھی اب اسی کی بدولت اچھا خاصہ کما رہا تھا اب۔

اور صبح میرے ساتھ جائیں گی آپ اور شام کو آپکو میں وہاں سے پک کر لیا کروں گا

سرمد اسے آنے جانے کی سہولت سے بھی آگاہ کر رہا تھا۔ثانیہ ہنوز اسی حالت میں گم سم بیٹھی تھی۔پھر آہستگی سے سر اوپر اٹھآئے سرمد کی طرف دیکھا۔

ٹھیک ہے،صبح لے جانا مجھے ساتھ

پرسکون لہجے میں کہا تو صالحہ اور سرمد دونوں کے لبوں پر ایک ساتھ مسکراہٹ بکھر گئی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھنکیو۔۔۔آپی آپ نے تو مس ئلہ ہی حل کر دیا میرا،ابھی کال کرتا ہوں مہتاب سر کو

سرمد خوشی سے کہتے ہوئے جلدی سے فون پر مہتاب کا نمبر ملانے لگا اور وہ صالحہ کی طرف دیکھتے ہوئے اداس سی اٹھ کر کمرے سے باہر آ گئی۔صحن میں تانیہ زور شور سے پڑھنے میں مصروف تھی اور علیزہ ایک

طرف چند بچیوں کو لے کر بیٹھی تھی جو اس سے ٹیوشن لیتی تھیں۔

علیزہ کی شادی کی تاریخ رکھ دی گئی تھی۔اور اچھا ہی تھا اسے بھی جاب ملازمت مل گئی تھی اس طرح وہ بھی گھر کا کچھ خرچ اور علیزہ کی من پسند چیزیں اسے لے کر دے سکتی تھی جو سرمد نے اس کی جہیز کی لسٹ میں سے کٹوا دی تھیں۔ثانیہ نے برآمدے کے ستون سے سر ٹکائے پرسکون سانس خارج کی

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

موحد مگن سا سامنے سٹیج پر ہونے والی انعامات اور شیلڈز کی تقسیم دیکھ رہا تھا،ردا کمپنی ہر سال کے اختتام پر اپنے ملازموں کو ان کی بہتر کارکردگی پر ایوارڈز،اور بونس وغیرہ تقسیم کرتی تھی۔

موحد۔۔۔زرداد ہارون کیوں نہیں پہنچا ابھی تک ؟

عقب سے ردا کی تیکھی تشویش ناک آواز پر اس نے چونک کر گردن کو خم دیا وہ بلکل پیچھے کھڑی تھی۔سیاہ رنگ کے ستاروں سے مزین خوبصورت گاؤن کو زیب تن کیے جاذب نظر مدھم سا میک اپ کیے وہ

خلاف معمول بہت دلکش لگ رہی تھی۔

میم وہ۔۔۔

موحد جو کچھ دیر کے لیے زرداد والی بات کو بھول کر تقریب سے لطف اندوز ہو رہا تھا ایکدم سے یاد آ جانے پر بوکھلا کر کھڑا ہوا۔

کیا ہوا ہے ؟ چپ کیوں ہو بتاؤ گے مجھے پرائزز ختم ہونے والے ہیں

ردا نے پیشانی پر بل ڈالے اس کے چپ رہنے کی وجہ پوچھی

میم وہ۔۔۔زرداد ہارون تو کچھ گھنٹے پہلے ایڈوانس ریٹن کر چکا ہے اور کینسل کر چکا ہے آنا

موحد نے آہستگی سے جواب دیتے ہوئے ردا کے سر پر بمب پھوڑا،اور جیسا سوچا تھا ویسا ہی ہوا سامنے کھڑی ردا اس خبر پر آگ بگولہ ہو گئی تھی ۔

واٹ۔۔۔یہ کیا بکواس کر رہے ہو ؟،کب کیا اس نے ایسا ؟ اور تم ہو کے مجھے اب بتا رہے ہو

ردا پیشانی پر پریشانی کی شکن ڈالے چیخ رہی تھی اس پر،موحد نے ضبط کرنے کے لیے لب بھینچ کر ایک پل کے لیے آنکھیں موندیں۔

سب سپوئی‌ال ہو گیا،سارا مزہ خراب اب کیا انٹرٹیننگ ہے فنکشن میں

وہ چیخ چیخ کر اپنا سارا غصہ اس پر اتار رہی تھی۔ اس نے بہت محنت سے سب سے مہنگے بینڈ کا انتظام کیا تھا جو زرداد کے معیار پر پورا اترتے۔

تم مجھے دو فون،میں بات کرتی ہوں اس سے،ایسے کیسے منع کر دیا ؟

ردا نے آفس موبائل اس کے ہاتھ سے کھینچا اور کال لسٹ میں سے زرداد کے پی۔ اے کا نمبر ملایا پر دوسری طرف نمبر بند تھا۔

تم مجھ سے بات نہیں کروا سکتے تھے ایڈیٹ جب کال ائ تھی

ردا نے غصے سے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ جھاڑا اور فون موحد کی طرف بڑھا دیا موحد نے خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا۔خاموشی سے ہاتھ بڑھا کر اس سے موبائل پکڑا جو اس وقت طیش کے عالم میں اسے گھور رہی تھی۔

اب لگاؤ جا کر کوئی میوزک ایسے کھڑے میرا منہ کیوں تک رہے ہو

حقارت سے وہ خاموش کھڑے موحد کو حکم صادر کرتی پیر پٹختے ہوئے

آگے جا رہی تھی۔

اس کے حوالے زرداد ہارون والا کام مجھے لگانا ہی نہیں چاہیے تھا مجھے

یہ خود کرنا چاہیے تھا بہت غلط کیا میں نے کہ اس پر چھوڑ دیا سب۔

وہ دل میں موحد کو کوستی بے دل سی اب مینیو کو جانچنے جا رہی تھی۔

جب عقب سے مردانہ دلکش آواز کانوں میں پڑی کوئی بہت ہی

خوبصورت آواز میں گانا گا رہا تھا۔

دیکھ تیرا کیا رنگ کر دیا،خوشبو کا جھونکا تیرے سنگ کر دیا ہے

ردا چونک کر پیچھے مڑی،موحد سٹیج پر مائک تھامے گا رہا تھا۔حیرت کا

پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا اس پر۔سیاہ پینٹ کوٹ میں ملبوس وہ بڑے اعتماد کے

ساتھ مسکرا کر گاتا ہوا سب کو اپنی طرف متوجہ کر چکا تھا۔

وہ صرف خوبرو اور ذہین ہی نہیں بہت ہی خوبصورت آواز کا مالک تھا۔وہ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میوزک کی بیٹ کے اتار چڑھاؤ کے عین مطابق گا رہا تھا جس کی وجہ سے آواز زیادہ سریلی لگ رہی تھی۔

تیرے پاس یادوں کا میلا رہے گا،تو لوگوں میں رہ کر اکیلا رہے گا

سب لوگ اس کی آواز سے لطف اندوز ہونے لگے تو موحد کے اعتماد میں مزید اضافہ ہوا۔وہ اور جوش میں گانے لگا تھا۔پورے لان میں سب لوگ تالیاں بجانے لگے تھے۔

دیکھ تیرا کیا رنگ کر دیا ہے خوشبو کا جھونکا تیرے سنگ کر دیا ہے

ردا نے حیرت سے اپنے پاؤں کی طرف دیکھا جو دھیرے سے گانے سے لطف اندوز ہوتے ہوئے زمین پر ٹپٹپانے لگے تھے۔اور پھر اس نے پرسکون سانس باہر انڈیلی تھوڑے دیر پہلے تنے اعصاب اب مکمل طور پر سکون میں تھے۔

تقریب میں موجود سب لوگ کھانے سے لطف اندوز ہو رہے تھے اب مدھم سی موسیقی پورے لان کے ماحول کو مسحور کن بنا رہی تھی ۔ردا

اپنا کولڈ ڈرنک کا گلاس تھامے مختلف مہمانوں کے پاس باری باری جا رہی تھی۔

سب لوگ موحد کی آواز کی تعریف کر رہے تھے کچھ تو اس کو کوئی گلوکار ہی سمجھ رہے تھے۔

سب لوگوں نے اس کی تعریف کی صرف وہی تھی جس نے اسے یوں سب سنبھال لینے پر سراہا نہیں تھا۔اور اب دل میں یہ بات کھٹک رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارد گرد متلاشی نگاہیں دوڑائیں ساتھ ساتھ قدم بھی بڑھ رہے تھے۔وہ بہت کم ہیل پہنتی تھی یہی وجہ تھی اب سہج سہج کر لان میں قدم دھرتی گاؤن کو دونوں ہاتھوں سے سنبھالتی آگے بڑھ رہی تھی۔

یوں ہی ارد گرد دیکھتے ہوئے آخر کار وہ اور عدنان اسے ایک کونے میں کولڈ ڈرنک کے ساتھ سگریٹ سلگائے کھڑے نظر آئے۔بالوں کو جھٹکا دیتے وہ اب ان کی طرف بڑھ رہی تھی۔

سب نے تعریف کی،ایون دیکھا وہ ستار صاحب کتنے خوش ہو رہے تھے اور ملک جہانزیب تو گلے لگا گئے مجھے،اگر نہیں کی تو اس موٹی نے نہیں کی تعریف

موحد نے عدنان کے ہاتھ سے سگریٹ پکڑ کر ایک کش لگایا جبکہ وہ دوسرے ہاتھ میں کولڈ ڈرنک کا گلاس تھامے ہوئے تھا۔وہ سگریٹ پیتا نہیں تھا لیکن کبھی کبھی یونہی دوستوں کی سگریٹ بانٹ لیتا تھا۔

ارے یار چھوڑ دفعہ کر اس سے کیا کرنا تھا تو نے تعریف لے کر مجھے تو ڈر ہی بہت لگتااس سے

عدنان نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے اسے تسلی دی جو صرف ردا کے نا تعریف کرنے پر شکوہ کر رہا تھا۔

ہاں دفعہ ہی ہے بھئی،میں تو ویسے ہی کہہ رہا ہوں،پتا ہے کیا ایسے لوگ ایکچولی کسی کی تعریف کر ہی نہیں سکتے

موحد نے کولڈ ڈرنک کا سپ لے کر ہوا کو ہاتھ میں ہلاتے ہوئے پاس

کھڑے عدنان سے کہا۔وہ لوگ باقی لوگوں سے کافی دور ذرا سنسان سی جگہ پر کھڑے تھے اس لیے اس کی آواز سرگوشی سے ذرا اونچی تھی۔

ایسے مطلب ؟

عدنان نے سگریٹ کا کش لیا اور پھر سے سگریٹ اس کی طرف بڑھائی

۔

ایسے مطلب۔۔۔مغرور نک چڑھے جیسی یہ ہے، بے چاری احساس کمتری کا شکار ہے

موحد نے عدنان کے سگریٹ تھامے ہاتھ کو دیکھ کر نفی میں ہاتھ ہلایا،عدنان نے کندھے اچکاتے سگریٹ واپس منہ کو لگایا اور اس کی بات کا جواب دیا

ابے او۔۔۔اسے کیا احساس کمتری کروڑوں کی اکلوتی وارث ہے

عدنان نے چہرہ اوپر اٹھآئے سگریٹ کا دھواں ہوا میں چھوڑا۔کچھ دوری میں کھڑی ردا کے قدم منجمند ہو گئے تھے۔وہ جو موحد کو سب

سنبھالنے پر سراہنے ائ تھی اس کی باتیں سن کر دنگ رہ گئ۔

موٹی دیکھا ہے کتنی ہے

موحد نے ناگواری سے کہا۔ردا کے تن بدن میں آگ لگی

اتنی بھی نہیں ہے موٹی،بس قد تھوڑا لمبا ہے جس کی وجہ سے زیادہ
محسوس ہوتی موٹی

عدنان نے اس کی بات کی تردید کی۔

ارے آجکل کے حساب سے تو موٹی ہی ہے،دیکھا ہے کبھی کیا سلم
سمارٹ لڑکیاں ہوتی ہیں،یہ۔۔۔پتلی کمر،ادائیں،ایسے میں ان جیسی موٹی
لڑکیوں کو کوئی نظر بھر کر نہیں دیکھتا

موحد جلا بھنا ساری بھڑاس نکال رہا تھا،لبوں پر تمسخرانہ مسکراہٹ
تھی،اس بات سے یکسر انجان کے کچھ دور کھڑی وہ سب سن رہی ہے۔

بس یہی وجہ ہے،مصنوعی غصہ ناک پر سوار رکھتی ہے،ایٹیوڈ میں رہتی
ہے میڈیم

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے کولڈ ڈرنک کے گلاس سے آخری گھونٹ حلق میں انڈیلا۔

ایسی بھی اب بات نہیں ہے،شکل و صورت تو کمال ہے اور آج تو کمال است لگ رہی ہے

عدنان نے معنی خیز لہجے میں کہتے ہوئے آنکھ دبائی۔

شکل کا کوئی اچار ڈالے گا کیا،اتنی مغرور،سر چڑھی موٹی کوئی لڑکا دل سے شادی نہیں کرے گا لکھوا لے مجھ سے

موحد نے ہنستے ہوئے ابھی فقرہ مکمل ہی کیا تھا جب ردا تیز تیز قدم اٹھاتی اس تک ائی اور ایک پل کی تاخیر کیے بنا زور دار تھپڑ موحد کے گال پر دے مارا۔

میم۔۔۔

عدنان کے حلق سے چیخ نما آواز نکلی جبکہ موحد تو ساکن کھڑا تھا۔

تم اب بتاؤ گے کہ میں کیا ہوں یا کیا نہیں ؟،مجھ سے کون شادی کرے گا۔۔ہاں

ردا پھٹ پڑی تھی،اس کی آواز خوفناک حد تک اونچی تھی اگرچہ وہ لوگ باقی تمام لوگوں سے بہت دور تھے اس لیے کسی کو کوئی خبر نہیں تھی کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔

جسٹ ویٹ اینڈ واچ

ردا نے موحد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دھمکی دی۔وہ جھٹکا کھا کر مڑنے ہی لگی کہ موحد نے اس کا بازو تھامے ایک جھٹکے سے روکا۔

اے لسن،کیا جسٹ ویٹ اینڈ واچ ہاں،کیا۔۔کیا سمجھتی کیا ہو تم خود کو ؟،بھینس کہیں کی،دولت مند ہو تو جب چاہا پکڑ کر انسلٹ کر دیا

موحد اس سے بھی زیادہ اونچی آواز میں چیخا تھا۔رگیں تنی ہوئی تھیں تو چہرہ سرخ تھا تھپڑ والا گال زیادہ سرخ تھا۔

زیادہ سے زیادہ کیا کرو گی ہاں،جاب سے نکالو گی،ارے تم کیا نکالو گی،میں تھوکتا ہوں ایسی جاب پر

موحد نے جھٹکا دے کر اسکے ہاتھ کو چھوڑا۔ردا نے لڑکھڑاتے ہوئے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خونخوار نظروں سے گھورا۔تیزی سے اس پر جھپٹی پر موحد نے ایک جھٹکا دے کر روکا،ردا ہل کر رہ گئی۔

مائی فٹ۔۔۔ بھاڑ میں گئی یہ نوکری

موحد نے گلے میں پہنے ایمپلائی کارڈ کو کھینچ کر ردا کے پاؤں میں پٹخا ۔تھوڑا سا جسم کو خم دیا،پھر مڑا چٹکی بجا کر انگلی کھڑی کی

اور ہاں سچ کہا ہے میں نے کوئی بھی نہیں کرے گا تم سے شادی،کوئی بھی نہیں

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دانت پیس کر تلخ لہجے میں کہا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا آگے بڑھ گیا۔ردا تیز تیز سانس اندر باہر انڈیلتی اب اس کی پشت کو گھور رہی تھی جبکہ عدنان وہاں سے آنکھ بچا کر نکل چکا تھا۔

ثانیہ نے گہری پلکوں کی جھالر اٹھاتے ہوئے پہلی نگاہ مہتاب ولاز پر ڈالی،سفید رنگ کا خوبصورت بنگلا پہلی نظر میں ہی سراہنے کے قابل تھا،سرمد اسے گیٹ پر اتار کر عجلت میں آفس کے لیے نکل گیا تھا۔

گیٹ پر موجود گارڈ نے اسے سیدھا اندر جانے کا اشارہ کیا۔سلیقے سے سر پر دوپٹہ اوڑھے وہ خراماں خراماں چلتی ہوئی مہتاب ولاز کے وسیع عریض پورچ میں سے گزرتی ہوئی داخلی دروزے تک پہنچی،جب اندر سے ایک ملازمہ باہر نکلی۔

وہ شاید اسی کے لیے باہر آ رہی تھی۔اسے دیکھتے ہی مسکرا دی اور اندر چلنے کا اشارہ کیا۔ثانیہ اس کی پیروی کرتی ہوئی اندر داخل ہوئی تو سامنے موجود لاونج میں ہی مہتاب کھڑا تھا۔سرمد نے ثانیہ کی آمد کی آگاہی دے دی تھی اسے اسی لیے وہ انتظار میں کھڑا تھا

اسلام علیکم

ثانیہ نے شائستگی سے سلام کیا تو وہ خوشدلی سے مسکرا دیا وہ کوٹ پینٹ میں ملبوس شاید آفس نکلنے کے لیے بکل تیار کھڑا تھا۔

وعلیکم سلام،کیسی ہیں آپ ؟

خوشگوار لہجے میں جواب دیا اور ساتھ ہی ثانیہ کا حال پوچھ لیا۔

میں ٹھیک ہوں

ثانیہ نے مختصر جواب دیا اور کچھ دور کھڑی چار سالہ مناہل کی طرف دیکھا وہ بہت ہی خوبصورت بچی تھی پیچھے کندھوں تک آتے بالوں کی پونی باندھ رکھی تھی جس میں سے بہت سے بال باہر نکلے ہوئے تھے۔ وہ اب خفگی سے ثانیہ کو گھور رہی تھی۔

مناہل ادھر اؤ یہ آپ کی آنٹی ہیں،سلام کرو انہیں بیٹا

مہتاب نے کچھ دور کھڑی مناہل کو پچکارتے ہوئے پاس بلایا۔مناہل نے پیشانی پر ناگوار سے بل ڈالے اور پھر خفا سی لاؤنج کے وسط سے اوپر چڑھتے زینے کی طرف بڑھ گئی۔

مناہل کم ہیر۔۔۔مناہل

مہتاب مناہل کو پکارتا ہی رہ گیا مگر وہ پیچھے مڑے بنا زینہ پھلانگتی اوپر جا رہی تھی،مہتاب نے خفت بھری نگاہوں سے سامنے کھڑی ثانیہ کو دیکھا۔

کوئی بات نہیں سمجھ جائے گی ابھی چھوٹی ہے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ثانیہ نے اس کی خفت مٹانے کو مسکراتے ہوئے کہا۔

جی ہوپ فل،بس دل کو اب تسلی ہے کہ کوئی اپنا ہے،جس کے پاس ہو گی مناہل،یقین کریں جب سرمد نے آپ کا بتایا میں مینٹلی ریلکس ہو گیا

مہتاب نے تشکر آمیز لہجہ اپنایا۔ثانیہ اس کے اس انداز پر پرسکون ہوئی اس نے مہتاب کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا سرمد کی زبانی اور ایک دو بار جب وہ گھر آیا تھا اسے دیکھا بھی تھا پر آمنے سامنے بات آج ہو رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جی،آپ بے فکر رہے ہیں

ثانیہ نے تسلی آمیز لہجے میں جواب دیا تو وہ بھی لب بھینچے مسکرا دیا۔

تھنکیو سو مچھ،اور ہاں۔۔۔کل سے ڈرائیور آپکو پک بھی کرے گا اور ڈراپ بھی،سرمد کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں ہے

آنکھ کے اوپر بھنوؤں پر انگلی کو پھیرتے ہوئے بڑے ہی مہزب انداز

میں کہا تو ثانیہ ایکدم سے نفی میں سر ہلا گئی۔

جی،لیکن۔۔۔

ابھی وہ بات مکمل نہیں کرپائی تھی کہ مہتاب نے بیچ سے ہی اس کی بات کو اچک لیا۔

ڈونٹ وری میں سرمد سے بات کر لوں گا،آپ ریلیکس رہیں

ثانیہ اس کی بات پر کچھ بولتے بولتے چپ ہو گئی۔مہتاب نے ہلکا سا جسم کو خم دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایوا۔۔۔۔

آواز کو اونچا رکھتے ہوئے گھر کی ملازمہ کو پکارا،کچھ دیر میں ہی ایک تیس،بتیس سال کے لگ بھگ لڑکی مودب انداز میں پاس آ کر کھڑی ہوئی۔

جی۔۔۔سر ؟

مہتاب نے ثانیہ کی طرف اشارہ کیا۔

میم ثانیہ۔۔مناہل کی کیر ٹیکر ہیں آج سے یہی مناہل کا خیال رکھیں گی ان کو کسی بھی طرح کی کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے گھر میں،یہ گھر کے فرد کی طرح ہیں

وہ ایوا سے اسے متعارف کروا رہا تھا۔ثانیہ کو اس کا یوں احترام کرنا اور عزت دینا بہت متاثر کن لگا۔

اوکے ثانیہ۔۔۔میں چلتا ہوں،مناہل کل سے سکول جائے گی آج اس کو دیکھ لیجئے گا

بڑی شائستگی سے کہتا ہوا وہ اجازت طلب کر رہا تھا۔ثانیہ نے سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔وہ پینٹ کی ایک جیب میں ہاتھ ڈالے آگے بڑھ گیا۔جبکہ وہ نگاہیں گھماتے ستائشی نظروں سے گھر کو دیکھ رہی تھی۔

تیز تیز سانس اندر باہر انڈیلتی وہ کمرے میں چکر لگا رہی تھی آج پھر رات کے تین بج گئے تھے پر کل رات کی تذلیل ذہن سے نکلنے کا نام تک نہیں لے رہی تھی۔اس کے کمرے کی کھلی کھڑکی سے آتے ہوا

کے جھونکے پردوں کو اڑا رہے تھے۔سامنے لگے قدآدم ٹی وی پر نیشنل جیوگرافک چینل شیر کو ہرن کا شکار کرتے ہوئے دکھا رہا تھا۔

اس کا ذہن پھٹ رہا تھا،ہاں وہ سر چڑھی تھی،دولت کی طاقت کا غرور اس کی رگ رگ میں سمآئے ہوئے تھا پر موحد کو کوئی حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ اس کی ذاتیات پر یوں جملے کستا،

وہ بچپن میں اب کی نسبت زیادہ صحت مند تھی اور بچپن سے ہی لوگوں کے اسطرح کے جملے سن سن کر وہ اب ضبط کھو بیٹھتی تھی۔یہی وجہ تھی کوئی موٹی کہتا تو اپنے کراٹوں سے اس کا منہ توڑ دیتی پر کل موحد کے ایک جھٹکے نے اس کے کسی کراٹے کے وار کو چلنے ہی نہیں دیا یہی وجہ تھی غصہ ٹھنڈا ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

پر موحد نے کل جو کچھ بھی کہا وہ اسے ضبط کی آخری حدود پر لے آیا تھا،آج تک کبھی کسی نے اسے اس طرح ذلت سے دوچار نہیں کیا تھا اور وہ بھی ایک عام سے ملازم نے۔

ردا کو ایک پل چین نہیں تھا۔دل چاہ رہا تھا کہ اس کا خون کر دے پر

اس کا خون کرنے سے بھی وہ تسکین وہ طمانت قلب کو نصیب نہیں ہوتی نظر آ رہی تھی،گشت کرتے اسکے قدم ایکدم سے تھمے اور پھر وہ تقریباً بھاگتی ہوئی بیڈ پر پڑے موبائل کی طرف لپکی۔

موبائل پر انگلیاں چلائیں اور پھر ہلکی سی کمر پر ہاتھ دھرے فون کان سے لگایا،جیسے ہی دوسری طرف موجود نفس کی آواز فون میں سے ابھری وہ ناک پھلا کر گویا ہوئی

ارحم تم سے کام ہے مجھے

تیزی سے فقرہ مکمل کیے اب وہ سرخ چہرے کے ساتھ کھڑی تھی۔ارحم کے علاوہ اس کا اس کام میں کوئی ساتھ نہیں دے سکتا تھا۔وہ جانتی تھی جو کچھ وہ اب کرنا چاہتی ہے ارحم کے اس میں بہت اثرورسوخ تھے

ہاں بولو کیا کام ہے

ارحم نے پر تجسس پوچھا۔ردا نے آنکھیں سکوڑی

ایک لڑکے کو اغوا کروانا ہے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بنا تمہید باندھے ردا نے دو ٹوک بات کی تو دوسری طرف ارحم تو جیسے حیرت کے سمندر میں غوطہ لگا گیا۔

ہیں۔۔۔کیا کہہ رہی ہو ہوش میں ہو ؟ مزاق کر رہی ہو رات کے اس وقت

ارحم نے حیرانگی سے پوچھا۔ردا نے لب بھینچے غصے سے فون دوسرے کان میں منتقل کیا

ہوش میں ہوں،تم صرف یہ بتاؤ یہ کر سکتے ہو کہ نہیں ؟

ردا نے دانت پیستے ہوئے پوچھا،وہ اس وقت غصے سے کانپ رہی تھی۔

ارے بھئی کیا ہو گیا ہے تمہیں اغوا کیوں کروانا ہے ؟،پہلے تو مار پیٹ لیتی تھی کیا اب جان سے مارنا ہے کسی کو،دماغ درست ہے تمھارا ؟

ارحم کو اس کی ذہنی حالت پر شک گزرا۔

مارنا نہیں ہے اسے

ردا نے گہری سانس لی اور پر عزم لہجے میں کہا

پھر پھر کیا کرنا ہے ؟

دوسری طرف تجسس تھا کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

نکاح کرنا ہے اس لڑکے سے گن پوائنٹ پر

ردا نے پرسکون لہجے میس دو ٹوک کہا تو دوسری طر ف جیسے ارحم کو سانپ سونگھ گیا۔

⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜

کار سے اتر کر ثانیہ پورچ سے ہوتی ہوئی لاؤنج میں پہنچی تو مہتاب اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے صوفے پر سے اٹھا وہ آج بھی آفس کے لیے بلکل تیار بس اسی کے آنے کا منتظر تھا۔

رسمً دعا سلام کے بعد مہتاب آفس کے لیے نکلا تو وہ بھی آگے بڑھی مناہل کارٹون دیکھنے میں مگن تھی۔

ثانیہ کو آج دوسرا دن تھا یہاں اور ابھی تک مناہل نے اس کے ساتھ کوئی بات کرنا شروع نہیں کی تھی۔اس کے سارے کام ایوا اور دوسرے

ملازم ہی ثانیہ کی نگرانی میں کر رہے تھے۔

مناہل حد درجہ بگڑی ہوئی بچی تھی جسے بمشکل کسی کام کے لیے ایوا راضی کرتی تھی۔ثانیہ اسے یونہی ٹی وی دیکھتا چھوڑ کر کچن کی طرف بڑھی۔

آپ ہٹو بے بی کا بریک فاسٹ میں خود بناتی ہوں

ثانیہ نے کچن میں کام کرتی ملازمہ کو کہا تو وہ مسکراتی ہوئی ایک طرف ہوئی۔آج وہ جلدی پہنچ گئی تھی تو سوچا مناہل کا ناشتہ وہ خود بنا دے۔

ناشتہ تیار کرنے کے بعد وہ لاؤنج میں ائی تو مناہل ہنوز کارٹون دیکھنے میں مصروف تھی۔

مناہل یور بریک فاسٹ از ریڈی کم ہیر بے بی

بڑے خوشگوار لہجے میں کہتے ہوئے وہ ناشتہ اوپن کچن کے اطراف میں لگے کھانے کے میز پر لگا رہی تھی ٹوسٹ کے ساتھ فرائیڈ انڈا اور دودھ کا گلاس،جیم،اور مالیٹ اس نے کھانے کی ٹرالی سے سب اٹھا کر میز پر

سجایا۔

اور کچھ دور بیٹھی مناہل کے قریب ائی۔

چلو بے بی

محبت سے آ کر مناہل کے پاس بیٹھی اور مسکرا کر کہا

نو۔۔۔۔مجھے بابی ساتھ کھانا ہے

مناہل نے سینے پر ہاتھ باندھے خفا سے لہجے میں جواب دیا وہ اپنے ننھے بھنوں کو سکیڑے آنکھوں کے جُھم کو کم کیے ہوئی تھی۔

ابھی میرے ساتھ کھاؤ،شام کو جب بابی ائیں تو ان کے ساتھ کھانا

مناہل نے پچکارا

نو۔۔۔مجھے آپ کے ساتھ نہیں کھانا

مناہل کی آواز پہلے سے اونچی تھی اور لہجہ پہلے سے سخت تھا،ثانیہ نے گہری سانس لی اور پھر اٹھ کر ٹوسٹ اور انڈا پاس لے ائی۔

بہت مزے کا بنا ہے،یمی۔ی۔ی۔ی۔

ٹوسٹ کا ایک ٹکڑا منہ میں رکھتے ہوئے وہ کن اکھیوں سے مناہل کی طرف دیکھ رہی تھی مگر وہ تو ہنوز سپاٹ چہرہ لیے بیٹھی تھی کوئی تاثر نہیں تھا چہرے پر۔

تھوڑا سا کھا لو بے بی

ثانیہ اب بلکل اس کے قریب بیٹھ گئی تھی۔لہجہ ملائم اور پیار بھرا تھا۔

نو۔۔بولا نا بابی ساتھ کھانا ہے مجھے

مناہل نے اس کے ہاتھ کو ناگواری سے ایک طرف دھکیلا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ایک ہاتھ سے اپنی گڑیا کے بال تھامے اور دوسرے سے زینے کے جنگلے کو تھامے وہ سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔ثانیہ مایوسی سے اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔

میم آپ پریشان نا ہوں

عقب سے ایوا کی ہمدردنہ آواز ابھری تو ثانیہ نے چونک کر گردن گھمائ

۔

پر اس نے ناشتہ نہیں کیا ؟

ثانیہ نے پریشان سے لہجے میں کہا اور ایک نظر سامنے میز پر سجے ناشتے پر ڈالی۔مناہل بہت ہی کمزور اور اپنی عمر سے کم نظر آنے والی بچی تھی وجہ شاید یہی تھی وہ بہت ضدی تھی اور کم کھاتی تھی۔

میڈیم ایسا کرتی ہوں ابھی اسے دودھ دے آتی ہوں

ایوا نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے کچن کی طرف بڑھی واپس پلٹی تو اس کے ہاتھ میں فیڈر باٹل تھی۔

بات سنو یہ کیوں ؟ اتنی بڑی ہو گئی ہے ابھی بھی فیڈر باٹل ؟ ؟ گلاس میں کیوں نہیں دیتی دودھ

ثانیہ نے حیرت سے دیکھتے ہوئے ٹھوکا وہ گلاس میں موجود دودھ کو اب فیڈر میں انڈیل رہی تھی۔ثانیہ کو عجیب سا لگا کیونکہ مناہل چار سال کی ہو چکی تھی اس عمر کے بچے کو گلاس میں دودھ پینا آنا چاہیے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میڈیم گلاس اٹھا کر مارتی ہے بے بی۔۔بہت بگڑی ہوئی ہے

ایوا نے دودھ ڈالنے کے بعد باٹل کے ڈھکن کو گھماتے ہوئے اس کی گرفت کو مضبوط کیا اور آگے بڑھ گئی۔

ہمم

ثانیہ نے پرسوچ نگاہیں اس پر جمائیں۔آج دوسرا ہی دن اسے تھکا رہا تھا،کل بھی وہ شام تک بنا مطلب گھر میں گھومتی رہی مناہل تو اسے دیکھنا تک گنوارا نہیں کرتی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عجیب سی کوفت ہوئی،اسی اکیلے پن اور سوچوں سے چھٹکارے کے لیے وہ ملازمت کرنا چاہتی تھی لیکن سرمد نے اسے یہ کہاں پھنسا دیا تھا۔
بےزاری سے پاس پڑے ٹی وی ریموٹ کو اٹھا کر ٹی وی کا چینل بدلہ

۔

ٹی وی کی روشنی بے رونق سی آنکھوں میں چمکنے لگی تھی۔

موحد ناک پھلآئے کمرے میں موجود لکڑی کی الماری سے اپنے کپڑے نکال کر سامنے پلنگ پر پڑے سیاہ سفری بیگ میں رکھ رہا تھا۔اسے ردامیں بمشکل دو ماہ ہی ہوئے تھے اور وہ واپسی کی تیاری کر رہا تھا۔ کچھ دور لکڑی کی کرسی پر بیٹھے عدنان نے گھور کر موحد کی طرف دیکھا افسوس سے سر کو ہلایا۔

پاگل مت بن یار،تو بھی کم بکواس نہیں کر رہا تھا اس کے بارے میں

عدنان نے ہاتھ کواوپر اٹھا ئے اسے باور کرایا کہ وہ بھی ردا کی ذاتیات پر حملہ کر رہا تھا اس کا یوں طیش میں آ جانا اور تھپڑ لگا دینا حیرانگی کی بات نہیں تھی۔

ایسے الفاظ وہ کسی بھی خود دار لڑکی کے لیے ادا کرتا تو اس کا ردعمل ایک زور دار چماٹ ہی ہوتا فرق صرف یہ تھا کہ ردا کا ہاتھ عام لڑکیوں کے ہاتھ کی نسبت اچھا خاصہ بھاری تھا۔

موحد کے ہاتھ لمحہ بھر کو رکے۔

تو بس کر اب، غلام کہیں کے، دم دبا کر بھاگ گیا وہاں سے اس لیے نا بول تو زیادہ اچھا ہے، ملازمت کرتے ہیں، تنخواہ لیتے ہیں، غلامی نہیں

موحد نے پیشانی پر شکن ڈالے غصے سے کہا۔

کن ہواؤں میں ہیں، سلطنت مغلیہ کے تھپڑ کھائے شہزادے، جہاں بھی جائیں ایسا ہی حال ہے جی حضوری کرو ترقی پاؤ، شکر کر عینک بچ گئی تیری، تھپڑ ایسا کرارا تھا مجھے تو ڈر تھا عینک ٹوٹ جائے گی تیری

عدنان نے اسی کے لہجے میں اسے ائینہ دکھانے کی کوشش کی جو جوش میں صرف اپنی عزت نفس کے بارے میں سوچ رہا تھا جب کہ ملازمت میں عزت نفس کو بالآئے طاق رکھ کر ہی آگے بڑھا جاتا ہے۔

بکواس بند کر موٹی کے آگے تھر تھر کانپنے والے چوہے، تھوکتا ہوں میں ایسی جی حضوری پر بھئی کم پیسے کما لوں گا پر یہ موٹی جنگلی عورت کی غلامی نیور۔۔۔ایور۔۔۔

موحد نے گردن اکڑاتے ہوئے دو ٹوک کہا۔عدنان نے بھنویں اچکا کر

اس کی طرف دیکھا

تو اب کیا کرے گا پھر ؟

استہزائیہ مسکراہٹ سجائے سوال داغا

اب کیا جا رہا ہوں پرسوں گھر،بھائی کو بتا دوں گا سب کہ وہاں ایک عدد گوشت کا پہاڑ ہے جو جینا حرام کئے ہوئے ہے،میں ملازمت کرنا چاہتا ہوں غلامی نہیں

موحد نے پرعزم لہجے میں جواب دیا۔

اچھا پھر ؟

عدنان نے ہنوز اسی لہجے میں پھر سے جواب طلب نظروں سے دیکھا

پھر کیا نئی جاب تلاش کروں گا

موحد نے کندھے اچکآئے،وہ اپنے فیصلے پر رتی بھر بھی پیشمان نہیں تھا۔

اچھا پھر ؟

عدنان نے وہی سوال دہرایا،

کیا دماغ کھا رہا ہے

موحد نے چڑ کر اس کی طرف دیکھا اور پاس پڑی شرٹ کو اٹھا کر اس کے چہرے پر دے مارا۔

✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾

دھندلا سا منظر تھا جو ذہن میں چل رہا تھا،وہ حل نہیں پا رہا تھا،بس منظر تھا ایک جو یاد آ رہا تھا،وہ ملتان روانگی کی غرض سے بیگ اٹھا کر فلیٹ سے نیچے آیا تھا اور کیب کے انتظار میں سڑک پر کھڑا تھا۔

یکایک سامنے ایک سیاہ شیشوں والی بڑی سی وین آ کر رکی اور اسی لمحے پیچھے سے کسی نے اس کے ناک پر رومال رکھتے ہوئے اسے وین کے کھلتے دروازے میں دھکا دیا تھا،سب اتنا اناً فاناً ہوا کہ اسے کچھ سمجھ نا ائ اور جب تک سمجھ آنے لگی،وہ ہوش کھو چکا تھا شاید ناک پر رکھے جانے والا رومال کام دکھا گیا تھا۔

اور اب ذہن ہوش میں واپس آتے ہوئے سب دہرا رہا تھا پر نا تو آنکھ

کھل رہی تھی اور نا جسم ہل رہا تھا۔وہ پوری قوت لگا رہا تھا کہ آنکھ کھل جائے اور بمشکل اس میں کامیاب ہوا۔

ردا جو موبائل میں مصروف تھی اس کی انگلیوں کی جنبش کو دیکھ کر ایکدم سے سر اٹھا کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔آج تین دن بعد وہ موحد کو ارحم کے بھاڑے کے غنڈوں کی مدد سے اغوا کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی اور اب موحد کو ارحم کے فارم ہاؤس میں ہی رکھا ہوا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد کی آنکھ کھلی تو کرسی پر بیٹھا رسیوں میں جکڑا ہوا تھا سر بھاری ہو رہا تھا بمشکل حواس بحال ہوئے تو سامنے کا منظر دیکھ کر حلق تک کڑوا ہو گیا۔

سامنے ردا بیٹھی تھی اور اس کے ہوش میں آنے پر اب مسکراتے ہوئے دلچسپی سے اسے دیکھ رہی تھی۔موحد نے دانت پیستے ہوئے ارد گرد کا جائزہ لیا وائٹ ٹائیلز والا فرنشڈ کمرہ تھا پھر غصے سے سامنے بیٹھی ردا کی طرف دیکھا،دماغ ابھی بھی قبول نہیں کر پا رہا تھا کہ یہ سب ہو کیا رہا

ہے اس کے ساتھ۔

یہ کیا بدتمیزی ہے بھئی کھولو مجھے کیوں باندھ رکھا ہے

موحد نے گھور کر اپنے سامنے پرسکون بیٹھی ردا کو دیکھا جو اپنے گھنگرالے بالوں کی لٹ کو پکڑ پکڑ کر کھینچ رہی تھی اور لٹ سیدھی ہو کر چھوڑنے پر سپرنگ کی طرح واپس جا رہی تھی۔وہ ایک ہاتھ میں لوڈیڈ گن پکڑے ہوئے تھی،جسے بار بار گھما کر آنکھوں کے آگے لا رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چیونگم کو چباتے ہوئے وہ بے نیازی سے کھڑی ہوئی، لب جن پر فاتحانہ مسکراہٹ سجی تھی بار بار چیونگم کا غبارہ بنا کر پھوڑ رہے تھے۔

نکاح ہو جانے دو ہمارا پھر کھول دوں گی تمہیں

ردا نے گن کو اس کے گردن کے نیچے رکھ کر اس کے چہرے کو اوپر کرتے ہوئے کہا۔

موحد کے تو جیسے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے،سر کو زور سے ہلایا ایسے

جیسے خواب سے جاگنے کی سعی کر رہا ہو،پر یہ خواب نہیں حقیقت تھی وہ سامنے کھڑی تھی اس کے۔

میں ہر گز نکاح نہیں کروں گا تمھارے ساتھ،کیا بے ہودگی ہے یہ کھولو مجھے فوراً،اب تمھارا ملازم نہیں ہوں میں

موحد نے غصے سے گھور کر دیکھتے ہوئے ناگواری سے کہا جس پر وہ اب کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

نکاح تو ہو گا اور آج ہی ہو گا ہمارا

ردا نے اس کے بال پکڑ کر اتنی زور سے کھینچے کہ موحد کی بے ساختہ آہ نکلی۔ظالم تو تھی ہی وہ،پر آج تو ڈاکو رانی جیسا روپ دھارے ہوئے تھی۔

پاگل ہو گئی ہو کیا تم،نکاح مائی فٹ میں تو تمھیں دیکھنا تک نہیں چاہتا

موحد نے حقارت سے جواب دیا۔

ٹھیک ہے پھر مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ کیونکہ نفرت تو میں بھی تم

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے اتنی ہی کرتی ہوں جتنی تم مجھ سے،ویسے بھی سب کے لیے تو تم ملتان کے لیے نکل چکے ہو،جاب تم چھوڑ چکے ہو،کسی کو کیا پتا چلے گا میں نے قتل کر دیا تمھارا

ردا نے گن کو گھماتے ہوئے مزے سے جواب دیا۔

ڈرانا کسی اور کو تم اور قتل۔۔۔یہ نہیں کر سکتی تم،کھولو مجھے جنگلی بھینس

موحد نے پوری قوت بازوؤں پر لگاتے ہوئے غصے سے کہا۔

چلو۔و۔وو۔۔۔قتل نہیں کر سکتی،پر ساری زندگی یوں قید میں تو رکھ ہی سکتی ہوں نہ؟

ردا نے کندھے اچکآئے اور لبوں کو باہر نکالے پرسکون لہجے میں کہا۔

چاہتی کیا ہو اب ؟

موحد نے ضبط سے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ پوچھا

تم نے کہا تھا مجھ سے کوئی شادی نہیں کرے گا،مطلبب۔۔۔کوئی نہیں

صرف تم کرو گے

ردا نے مصنوعی بتیسی دکھاتے ہوئے کہا

دماغ ٹھکانے پر نہیں رہا کیا محترمہ کہ اس پر بھی منوں کے حساب سے چربی چڑھا رکھی ہے ؟،مجھ سے زبردستی نکاح کر بھی لو گی اگلے ہی پل طلاق دے دوں گا تمہیں

موحد نے استہزائیہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے اسے جتایا وہ کیا اسے لڑکی سمجھ رہی تھی کہ اغوا کیا اور زبردستی نکاح کر لیا۔

ڈھکن سمجھا ہے کیا ؟،حق مہر اتنا لکھواؤں گی کہ طلاق دینے سے اچھا خودکشی کرنے کا سوچو گے

ردا نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے چیونگم چباتے ہوئے کہا۔

کھولو مجھے۔۔۔۔

موحد اب چیخا تھا،وہ تو پاگل ہو چکی تھی بلکل،حق مہر والی بات تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی۔

نکاح کے بعد ہی کھولوں گی

ردا نے بڑے آرام سے دو ٹوک جواب دیا اور پھر اسے چیختا چھوڑ کر باہر نکل گئی۔موحد نے پھر سے اپنے آپ کو کھلونے کی کوشش کی پر ناکام تھا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

قبول ہے

موحد نے کن اکھیوں سے سر پر پسٹل تانے لڑکے کو دیکھا اور دانت پیستے ہوئے سامنے بیٹھے نکاح خواں کو جواب دیا۔نکاح خواں نے مسکراتے ہوئے رجسٹر بند کیا اور اپنی جگہ سے اٹھا۔ دو کروڑ حق مہر پر نکاح ہوا تھا

بیٹے کسی لڑکی کو دھوکا دینے سے پہلے یہ یاد رکھنا تھا کہ ہر لڑکی کمزور نہیں ہوتی

نکاح خواں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے کہا موحد نے چونک کر غصے سے سر اٹھایا۔

دھوکا۔۔۔کیا،کیا کہہ رہے ہیں آپ ؟

موحد نے حیرت سے منہ کھولے سوال کیا جبکہ نکاح خواں کمرے کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔پتہ نہیں موٹی نے کیا کہانی ڈالی تھی نکاح خواں کے سامنے جو وہ اسے یوں کہہ کر جا رہا تھا۔

پورا ایک دن اسے یونہی باندھ کر رکھا گیا تھا اور بلا آخر موحد نے اس سب سے جان چھڑانے کی خاطر نکاح کی حامی بھر ہی لی۔دماغ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو چکا تھا بھوک سے برا حال تھا۔

مبارک ہو دلہا بھائی

پاس کھڑے آدمی نے اس کے کندھے پر کہنی مار کر موحد کو چھیڑا وہ دونوں اب ایک دوسرے کے گلے مل رہے تھے۔

شٹ اپ۔۔۔بکواس بند کرو اور جانے دو مجھے اب

موحد نے غصے سے جھاڑتے ہوئے پسٹل کی طرف دیکھا۔تو دونوں قہقہ لگا کر ہنسنے لگے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جانے دیتے ہیں اتنی جلدی بھی کیا ہے ؟،باجی حکم کریں گی تب

ان میں سے ایک نے آنکھ دبا کر کہا۔موحد کا بس نہیں چل رہا تھا وہ

ان کو تحس نحس کر دیتا پر وہ لوگ دستخط کے فوراً بعد اسے پھر سے

باندھ چکے تھے۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور ردا مسکراتی ہوئی اس کی طرف بڑھی وہی

مخصوص حلیہ جینز ٹی شرٹ اور گلے میں جھولتا سکارف،دونوں اطراف

سے کندھوں پر گرتے گھنگرالے بال،لبوں پر تمسخرانہ مسکراہٹ اور

آنکھوں میں فاتحانہ چمک لیے۔

انہیں کہو کھولیں مجھے

موحد نے چیخ کر کہا اور خونخوار نظروں سے گھورا،کون سی منحوس گھڑی

تھی وہ لاہور آیا تھا۔وہ دو دن سے خود کو کوس رہا تھا۔

کھول دو

ردا نے پرسکون لہجے میں کہتے ہوئے سینے پر ہاتھ باندھے دونوں آدمی

اشارہ پاتے ہی اب موحد کو کھول رہے تھے۔

مجھے جانا ہے

موحد ایک دم سے اٹھا اور حقارت سے ردا کی طرف دیکھتے ہوئے دو ٹوک کہا۔

کہاں بھئی ؟،کہیں نہیں جا سکتے تم نکاح ہو گیا ہمارا اب میں جو کہوں گی وہ کرو گے

ردا نے مسکراتے ہوئے کہا جبکہ ہاتھ اپنے بالوں کی لٹ کو رول کر رہے تھے۔

نکاح۔۔۔

موحد نے زور سے طنزیہ قہقہ لگایا

میں نہیں مانتا اس نکاح کو

موحد نے ناک پھلا کر کہا،وہ بھوک اور باندھے رہنے کی وجہ سے بے حال سا تھا۔بال بکھرے ہوئے ہونٹ خشک

نا مانو،تم نا مانو لیکن دنیا تو مانے گی لیگلی اب تم اس موٹی بھینس کے

اکلوتے ہیزبینڈ ہو جس سے بقول تمھارے کوئی شادی نہیں کر سکتا تھا

ردا نے مزے سے استہزائیہ کہا۔موحد کا چہرہ زرد سے سرخ ہوا

نہیں ہو ں میں تمھارا ہیزبینڈ،تمہیں جو سمجھنا ہے سمجھتی رہو،اور جانا

ہے مجھے اب

موحد نے غصے سے کہا اور ایک طرف پڑے اپنے بیگ کی طرف بڑھا۔

ارے اتنا غصہ ابھی تو تمہیں میرے ساتھ رہنا ہے ہمیشہ،ابھی تو مجھے

سب کو بتانا ہے سب

ردا پر سکون تھی جیسے ذہن کو تسکین مل گئی ہو،طاقت کا نشہ تھا یا پھر

اپنی تزلیل کے تگڑے جواب کا

ابھی نہیں جا سکتے تم کہیں بھی میرے ساتھ ہی جاؤ گے میرے گھر

ردا نے دو ٹوک کہا،موحد اس پر جھپٹنے کے لیے آگے بڑھا ہی تھا کہ

دونوں آدمیوں نے اسے بازوؤں سے دبوچ کر روک لیا۔

کھانا دو میرے مزاجی خدا کو

ردا نے شریر سے لہجے میں کہتے ہوئے دونوں آدمیوں کو کہا اور بڑی ادا سے بالوں کو جھٹکا دیا

باجی مزاجی نہیں مجازی ہوتا ہے

ان دونوں میں سے ایک نے بتیسی نکال کر درستگی کروائ

نہیں یہ میرے مزاجی ہی ہیں

وہ مسکرا کر کہتی بڑے آرام سے کمرے سے باہر نکل گئ۔موحد نے ایک خونخوار نگاہ ردا پر ڈالی اور پھر پرسوچ نگاہوں سے دونوں آدمیوں کی طرف دیکھا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

باجی۔۔۔باجی وہ بھاگ گیا آپ کا مزاجی خدا

وہ فون پر نظریں جمآئے بیٹھی تھی جب ان دونوں آدمیوں میں سے ایک ہانپتا ہوا سامنے آ کر گویا ہوا

ردا ایک جھٹکے سے کرسی پر سے اٹھی،پیشانی پر شکن در آئے۔وہ کھانے کا کہہ کر ابھی لاؤنج میں آ کر بیٹھی ہی تھی۔ارحم سو رہا تھا اور وہ سوچ رہی تھی کہ آگے کیا کرنا ہے اس کو

کیا،اور تم دونوں نے جانے دیا آرام سے پاگل ہو کیا تم دونوں؟؟؟

ردا نے غصے سے سامنے کھڑے شخص کو جھاڑا۔وہ ایک ہاتھ اپنی کمر پر رکھے ہوئے تھا اور چہرے پر بھی سرخ سا نشان تھا اس کا مطلب تھا کہ موحد دونوں کی اچھی دھلائی کر کے بھاگا ہے۔

باجی وہ تو واقعی آپکا مزاجی خدا ہی نکلا، بھوک اور پیاس سے نڈھال ہونے کے باوجود ہم دونوں کی کمر توڑ گیا

سامنے کھڑے شخص نے اپنی کمر کے پیچھے ہاتھ دھر کر کراہاتے ہوئے کہا۔ردا نے گھور کر دیکھا۔

کوئی حال نہیں تم دونوں کا عجیب غنڈے ہو تم لوگ

ردا نے دانت پیسے اور تیزی سے پورچ کی طرف بڑھی۔اگر وہ کچھ دیر

پہلے ہی نکلا ہو گا تو یہیں کہیں مین روڈ پر بھٹک رہا ہو گا۔

ایسے تو نہیں چھوڑوں گی تمہیں میں۔۔۔وہ اب گاڑی کو پورچ میں سے نکال رہی تھی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

موحد نے بات ختم کی اور پھر اپنے سامنے ہونق بنی بیٹھی علیزہ کی طرف دیکھا۔اس نے صرف علیزہ کو اپنی ملتان آمد کی سچائی سے آگاہ کیا تھا۔ بڑی مشکل سے وہ اس فارم ہاؤس سے بچ کر آج صبح ہی ملتان پہنچا تھا۔

بھائی۔۔۔کیا سچ کہہ رہے ہیں آپ ؟

علیزہ نے پھٹی آنکھوں سے گھٹی سی چیخ نما آواز نکالی،وہ اپنے کمرے میں بیٹھی تھی جب موحد سو کر اٹھا اور اس کے کمرے میں آیا۔

سچ ہے یہ

موحد نے سرگوشی کی اور پھر گردن گھما کر کمرے کے داخلی دروازے کی طرف چور نظروں سے دیکھا مبادہ کوئی اور اس بات سے آگاہ نا ہو

جائے کہ وہ ردا چھوڑ آیا ہے۔

بھائی یہ کیا کیا آپ نے ؟،کتنی دفعہ کہا ہے غصہ پی جایا کریں، ہم جیسوں کو پینا پڑتا ہے، ہر جائز و ناجائزہ جگہ پر

علیزہ نے پریشان کن لہجے میں سمجھایا چہرہ اتر گیا تھا۔موحد کی اس دو ماہ کی ملازمت سے ہی گھر کے حالات بہت بدل گئے تھے پہلے اکیلا سرمد کماتا تھا تو گھر کا خرچ ہی بمشکل نکلتا تھا،پر جب سے موحد کمانا شروع ہوا تھا اور اس کی جاب بھی سرمد سے زیادہ اچھی تھی دو ماہ میں ہی گھر کے مالی حالات بدل گئے تھے۔

آہستہ بولو پلیز

موحد نے ہاتھ کے اشارے سے اسے آواز کم رکھنے کے لیے کہا جو اس کے یوں جاب چھوڑ کر آ جانے پر روہانسی ہو رہی تھی۔

تو کیا ابھی بھائی اور امی کو

علیزہ نے پر تجسس سوال کیا،وہ دل برداشتہ ہو گئی تھی ہر اس لڑکی کی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

طرح جو خود تو شادی کر کے میکہ چھوڑ کر جاتی ہے پر وہاں کی فکریں ساتھ لے آتی ہے۔

ہاں کچھ نہیں بتایا ابھی،ان دونوں کو یہی کہا ہے تمھاری شادی کے لیے آیا ہوں

موحد نے ٹھنڈی سانس بھری،علیزہ نے افسوس سے سر ہلایا

بھائی پر۔۔۔

بچارگی سے بات کو ادھورا چھوڑا،ایک ہفتے بعد اس کی شادی تھی جس کی تقریباً تیاری مکمل ہو چکی تھی۔

ابھی چپ نا تمھاری شادی کے بعد بتا دوں گا سب ان کو بھی

موحد نے خفگی سے پیشانی پر شکن نمودار کیے،علیزہ ہنوز سپاٹ چہرہ لیے بیٹھی تھی۔

پریشان نا ہو سب سنبھالوں گا،یہ بتاؤ آپی کب تک آتی ہیں؟ کافی دیر ہو گئی ہے

موحد نے فورا بات کا پینترا بدل کر اس کی توجہ اور طرف مبذول کرانی چاہی ۔علیزہ کی پریشان حال صورت بات بدلنے پر بھی طمانت کا تاثر پیش نا کر سکی

آ جاتی ہیں شام سات بجے تک آج ہی دیر ہوئی ہے،میری بات ہوئی تھی ابھی ان سے کہہ رہی تھیں کہ مہتاب سر کی کوئی میٹنگ تھی وہ واپس آتے ہیں،تو وہ آتی ہے

علیزہ نے ثانیہ کے نا آنے کا سبب بتایا۔موحد بیڈ پر سے اٹھا

اچھا،چلو تانیہ کو دیکھوں کہاں ہے لیپ ٹاپ کیسا جا رہا ہے اس کا

موحد خفت چھپاتا کمرے سے باہر نکل گیا،علیزہ کی بے چین سی صورت اب مزید دیکھی نہیں جا تی تھی،وہ بھی کیا کرتا وہاں ملازمت اب اس کے بس سے باہر کی بات تھی اور اب جو ردا اس کے ساتھ کر چکی تھی اس کے بعد تو وہ ردا واپس جانے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔

مہتاب گاڑی سے باہر نکلا اور تیزی سے پورچ سے ہوتا ہوا اندر داخل

ہوا۔کوٹ بازو پر ڈالا ہوا تھا اور ٹائی ڈھیلی ہونے کی وجہ سے گلے میں جھول رہی تھی۔چہرے پر ہلکے سے خفت کے آثار نمایاں تھے،اس کی آج کچھ فارنرز کے ساتھ میٹنگ تھی جس کی وجہ سے گھر آنے میں دیر ہو گئی تھی۔

ثانیہ لاؤنج میں موجود نہیں تھی،ایوا کے بتانے پر وہ اوپری زینہ چڑھتا مناہل کے کمرے میں آیا،ہلکی سی دستک کے بعد دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تو وہ جو مناہل کے سر کے قریب ایک کہنی کے بل آدھی بیٹھی آدھی لیٹی سی تھی جلدی سے سیدھی ہوئی۔

مہتاب کو یوں دستک کے فوراً بعد کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر جلدی سے سر پر دوپٹہ درست کیا۔سرمد اسے بتا چکا تھا کہ آج اسے زیادہ دیر تک مناہل کے ساتھ رکنا پڑے گا اس لیے وہ پرسکون تھی۔

ائی ایم ریلی سوری۔۔۔

مہتاب نے خفت سے کہا اور کوٹ ایک طرف پڑی کرسی پر رکھ دیا،ثانیہ اب بیڈ پر سے اٹھ چکی تھی۔

کوئی بات نہیں

شائستگی سے کہتے ہوئے خفیف سے مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ تھوڑا آگے ائی ۔اور میز پڑے اپنےبیگ کو اٹھایا ۔

سو گئی ہے کیا ؟

مہتاب نے آگے بڑھتے ہوئے مناہل کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا،جو بے سدھ سو رہی تھی۔

جی سو گئی ہے آپکو مس کر رہی تھی،بہت مشکل سے سوئی ہے

ثانیہ نے مناہل کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔اور بیگ کو کندھے پر لٹکایا۔

اوہ گڈ۔۔۔بی ہیو بہتر ہوا اس کا کیا آپ کے ساتھ ؟

مہتاب نے فکر مندی سے پوچھا،کیونکہ پہلے تین چار دن تو مناہل اس کے ساتھ بہت زیادہ برا برتاؤ اپنآئے ہوئی تھی اور مہتاب کو اس بات کی فکر لاحق تھی کہ ثانیہ بھی بورڈنگ سکول کی طرح مناہل کی طرف سے

ہاتھ کھڑے کر لے گی۔

ہمممم کچھ کچھ بہتر ہوئی ہے،ایکچولی روز دیکھتی ہے اب یہاں تو عادت پڑتی جا رہی ہے اسے

ثانیہ نے کندھے پر بیگ درست کرتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا۔

تھنکیو مس ثانیہ الفاظ نہیں ہیں میرے پاس بہت بڑی پریشانی تھی بہت بڑا بوجھ تھا جو ختم ہو گیا ہے میرے سر پر سے

مہتاب نے سر جھکا کر تشکر آمیز لہجے میں شکریہ ادا کیا۔

تھنکیو کس بات کا سر میری ڈیوٹی ہے یہ سب کرنا

ثانیہ نے بات کی تردید کی،اسے مہتاب کا یوں مشکور ہونا نادم کر گیا وہ اس کو اس سب کے لیے اچھا خاصا معاوضہ ادا کر رہا تھا،ہاں شروع کے دو تین دن وہ اچاٹ ہوئی تھی کیونکہ اس کو لگا تھا کہ اس کی تنہائی میں مزید اضافہ ہو گیا ہے،پر پھر اس نے مناہل کے سب کام خود سے کرنے شروع کر دیے اس کے کپڑے پریس کرنا، الماری میں سیٹ کرنا

اس کو سکول کے لیے تیار کرنا لنچ باکس بنانا،سکول سے لے کر آنا اسے پڑھانا اس کے ساتھ کھیلنا اس سب میں وہ کافی مصروف ہو گئی تھی کیونکہ اس کو لگتا تھا کہ اگر مہتاب ملک اسے اس سب کا اتنا معاوضہ ادا کر رہا ہے تو اسے بھی اس کے مطابق دل سے اپنی ڈیوٹی نبھانی چاہیے۔

جی پر فرض ہر کوئی دل سے نہیں نبھاتا

مہتاب نے مشکور نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا،وہ بہت سادہ سی بے حد سنجیدہ لڑکی تھی لبوں پر اگر کبھی کبھار مسکراہٹ آتی بھی تو آنکھیں کبھی اس کا ساتھ نا دیتیں اس کو دیکھ کر مہتاب کو اپنا غم چھوٹا لگنے لگتا۔

چلیں منصور ویٹ کر رہا ہے آپکا

وہ مہتاب کے یوں یک ٹک دیکھنے پر پریشان سی ہوئی تو مہتاب نے فوراً سر جھٹک کر ہاتھ سے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ڈرائیور کا بتایا،ثانیہ اثبات میں سر ہلاتی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

(تابندہ بیگم اپنے کمرے سے باہر نکلی تو ٹھٹھک کر رکیں اور آنکھوں کو حد درجہ سکوڑ کر کھانے کی ٹرالی کو گھورا، سسی ٹرالی ردا کے کمرے کی طرف دھکیلتی ہوئی جا رہی تھی۔ٹرالی پاستہ پیزہ اور کیک سے سجی ہوئی تھی۔

رک جا اتھے،اے ہن کیدر جا ریا،سب کشِ ؟(رک جاؤ یہیں،یہ اب سب کچھ کدھر جا رہا ہے ؟)تابندہ بیگم نے پیشانی پر بل ڈالے ملازمہ کو ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے پوچھا،دوپہر کے تین بج رہے تھے اور انہیں اچھی طرح یاد تھا کہ اس طرح کی ایک ٹرالی تقریباً دوپہر بارہ بجے بھی ردا کے کمرے میں گئی تھی۔

بی بی جی،ردا بی بی کے کمرے میں ان کو بھوک لگی ہے

سسی نے ٹرالی کے ہینڈل پر سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے جھجھک کر جواب دیا کیونکہ ردا نے اسے خاص تاکید کی تھی کہ تابندہ بیگم کی نظروں سے چھپ چھپا کر لانا پر وہ اچانک سے اپنے کمرے سے نکل ائیں گی اس بات کا اندازہ نہیں تھا سسی کو،تابندہ بیگم کی پیشانی پر شکن بڑھ گئے

جلدی سے آگے بڑھیں۔

ہٹ پرے، نئیں جائے گا کش وی،مینو دے ذرا (پیچھے ہو، نہیں جائے گا کچھ بھی،مجھے دو ذرا) سسی کو ہاتھ سے دور کرتی وہ ٹرالی کو ایک طرف لاؤنج میں لگا چکی تھیں،گھور کر پریشان سی کھڑی سسی کو ہاتھ کے اشارے سے وہاں سے جانے کا کہا۔

یہ سارے ملازم گاؤں سے آتے تھے جو دن رات ملک ہاؤس میں رہتے تھے اس لیے تابندہ بیگم کی وقت بروقت بولی گئی پنجابی کو باخوبی سمجھ لیتے تھے۔سسی سر جھکائے ایک طرف ہوئی۔

اور خود وہ غصے میں بھری ردا کے کمرے کی طرف بڑھیں،بلال کے ردا سے شادی پر انکار نے انہیں پہلے ہی بہت پریشان کر رکھا تھا اوپر سے ردا کو ایک ہفتے سے پتہ نہیں کیا ہوا تھا وہ آفس نہیں جا رہی تھی اور معمول سے بھی زیادہ کھانے لگی تھی۔

بلال تابندہ بیگم کا بھتیجا تھا جو باہر مقیم تھا اچھا خاصہ خوبرو اور پڑھا لکھا،جس نے ردا سے شادی کے لیے صاف انکار کر دیا اور یہ بات

تابندہ بیگم کی راتوں کی نیند اڑا چکی تھی۔

غصے میں بھری ردا کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئیں،ردا بڑے مزے سے ڈھیلے سے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس سامنے لگے ٹی وی پر نظریں جمائے لیٹی ہوئی تھی،

بال بکھرے ہوئے اور آنکھیں زیادہ سونے کے سبب سوزش لیے ہوئے تھیں۔تابندہ بیگم دانت پیس کر گھورتی ہوئی آگے بڑھیں۔

ردا وٹ از گوئنگ آن بیٹا جی ؟ (ردا کیا ہو راہا ہے یہ بیٹا ؟)تنک کر پوچھا جس پر ٹی وی میں مگن ردا نے بیزاری سے گردن گھما کر تابندہ بیگم کی طرف دیکھا۔وہی ہوا جس بات کا ڈر تھا،ردا نے افسوس سے سر ہلایا۔

مما آپ نے روک دیا ہوگا سسی کو ایز یوزیل ؟ کیوں کرتی ہیں آپ ایسا مجھے بھوک لگی ہے بلائیں سسی کو

ردا نے پیشانی پر بل ڈالے غصے سے کہا۔موحد کے یوں نکاح کے بعد

بھاگ جانے نے اسے بے چین کر دیا تھا کیا فائدہ ہوا تھا اس سے یوں نکاح کرنے کا وہ تو بھاگ گیا تھا۔

اسے ایک پل چین نہیں تھا نا تو آفس جانے کو دل کر رہا تھا اور نا کسی اور کام کو فقط پریشانی میں بھوک بڑھ گئی تھی اور وزن بھی۔

ہاں روک دیا، تیجی واری اے کھے تے صوواہ کمرے وچ آ ریا سی۔۔(ہاں روک دیا، تیسری دفعہ یہ گند بلا تمھارے کمرے میں آ رہا تھا)تابندہ بیگم نے آواز کو اونچا رکھتے ہوئے اس سے بھی زیادہ غصہ دکھایا۔ اور ان کا غصہ جتنا بڑھتا تھا اتنے ہی پنجابی کے عجیب غریب الفاظ میں اضافہ ہوتا تھا۔

وہ کھے صوواہ نہیں ہے مما پاستہ اور پیزا ہے

ردا نے بچوں کی طرح رونے والی صورت بنائے جواب دیا سوچ سوچ کر بھوک عروج پر تھی جو برداشت سے باہر تھی۔

نہیں کھانا تم نے ایسا ویسا کچھ بھی،اپنی فکر نئیں تینو کوئی (اپنی فکر ہی

نہیں ہے تمہیں کوئی تابندہ بیگم نے سخت لہجے میں منع کیا

بہت فکر ہے مجھے خود کی،آپ بس نا کیا کریں فکر میری

ردا نے خفگی اور غصے کے ملے جلے لہجے میں جواب دیا اور کمفرٹر کو خود پر سے ایک طرف کرتی بیڈ سے اٹھی۔

کیوں نا کراں، بھئی ماں جو اللہ نے بنا دیتا تیری،ماڑی قسمت میری

(کیوں نا کروں، بھئی ماں جو اللہ نے بنا دیا تمہاری،میری قسمت کم)

تابندہ بیگم نے غصے سے کہا اور آگے بڑھ کر اس کے کمرے کی بکھری چیزوں کو درست کرنا شروع کیا۔لیپ ٹاپ کو بند کیا اور بیڈ کی سائیڈ میز پر رکھا۔بکھرے کشن ایک طرف کیے ردا کا یوں کمرے کی ہو کر رہ جانا ان کے لیے تشویش ناک تھا

مما پلیز اس وقت نا کریں اپنی قسمت پر بین،مجھے بہت بھوک لگی ہے،سسی۔۔۔۔سسی۔۔۔۔

وہ اب ملازمہ کو آوازیں لگاتی کمرے کے داخلی دروازے کی طرف

بڑھی،تابندہ بیگم تیزی سے اسے روکنے کی خاطر آگے بڑھیں

لگ دی رے بیٹھ اتھے(لگتی رہے ادھر بیٹھو)،آفس کیوں نہیں جا رہی

ہو

تابندہ بیگم نے اسے بازو سے پکڑ کر جھٹکا دیا اور اپنے پاس صوفے پر

بیٹھایا۔ ردا نے آنکھیں گھما کر گہری سانس باہر انڈیلی۔

بس نہیں دل چاہ رہا مما

ردا نے بے زار صورت بنائے جواب دیا۔تابندہ بیگم نے کن اکھیوں سے

اس کا جائزہ لیا،بکھرے سے بال افسردہ سا چہرہ کہیں اس کو پیار تو نہیں

ہو گیا کسی سے ؟ ؟ ؟،چھپاک سے ذہن میں خیال اڈا

کی ہویا دل نوں۔ں۔ں۔ں،کسے منڈے دا چکر تے نیں (کیا ہوا دل

کو،کسی لڑکے کا چکر تو نہیں)

تابندہ بیگم نے ایک آبرو چڑھائے تشویش سے پوچھا۔اور پھر اسی لمحے

ارحم کا سراپا ذہن میں ابھرا

پلیز اس ارحم دا ناں نا لئیں ذیر لگدا مینو (پلیز اُس ارحم کا نام نا لینا ذہر لگتا ہے مجھے)

اس سے پہلے کے ردا کچھ کہتی وہ خودساختہ خیال پر اچھل کر گویا ہوئیں۔ارحم ان کو بلکل اچھا نہیں لگتا تھا وہ آدھا انگریز تھا اس طرح کے لوگ تابندہ بیگم کو کم ہضم ہوتے تھے۔

مما ا۔ا۔اا۔ا ارحم نہیں ہے وہ

ردا نے چڑ کر جواب دیا۔وہ پہلے ہی الجھی ہوئی تھی بدلے کی آگ تن بدن کو سلگآئے ہوئی تھی اوپر سے تابندہ بیگم کے عجیب و غریب خیالات اس کو زچ کر رہے تھے۔

(مطلب کوئی ہور اے (مطلب کوئی اور ہے

تابندہ بیگم نے فوراً اس کے جواب کو اچک لیا،اور ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے آنکھوں کو سکوڑ کر سر ہلایا

مما !!!!!

ردا نے دانت پیس کر کہتے ہوئے خفگی سے گھورا،تو وہ بدمزہ سی صورت بنا کر رہ گئیں۔

اچھا سنیں،میں بھا کے پاس ملتان جا رہی ہوں کچھ دن کے لیے

ردا نے موبائل سکرین پر نظریں جمائے مگن سے انداز میں بتایا،وہ ملتان جانے کا فیصلہ کر چکی تھی موحد کیا سمجھتا تھا وہ اتنی آسانی سے اس سے بچ کر نکل جائے گا ۔

ملتان دا اے منڈا ؟ پنجابی اے کہ نئیں،بس اے دس دے مینو،پیار وی کردا تیرے نال ؟ (ملتان کا لڑکا ہے ؟ پنجابی ہے بس یہ بتا دو) مجھو،پیار بھی کرتا ہے تمھارے ساتھ ؟

تابندہ بیگم کی سوئی وہیں کہیں اٹکی ہوئی تھی،انہوں نے ایک ہی سانس میں اتنے سوال کر ڈالے ردا نے بغور ان کو دیکھا اور پھر آنکھوں کو سکوڑ کر پر سوچ لہجے میں گویا ہوئی

نہیں۔۔۔نفرت کرتا ہے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سیڑھیوں سے نیچے اترتے ردا کے قدموں کی رفتار سامنے موجود نفس کو دیکھ کر کم ہوئی،وہ رات کی پرواز سے ملتان پہنچی تھی اور اب تقریباً دن کے ایک بجے سو کر اٹھی تھی،ناشتہ کرنے کی غرض سے نیچے ائ تو سامنے لاؤنج میں ثانیہ کو دیکھ کر حیرت سے قدم تھمے۔

ثانیہ مناہل کو لنچ کروا رہی تھی،مناہل کچھ دیر پہلے ہی سکول سے واپس ائ تھی۔ردا کی حیرت کا موجب ثانیہ کا حلیہ تھا وہ کہیں سے بھی ملازمہ نہیں لگ رہی تھی،خوش شکل،خوش لباس اور پر کشش شخصیت کی مالک سامنے بیٹھی لڑکی گھر کی کوئی ملازمہ ہر گز نہیں ہو سکتی تھی۔

یونہی حیرت میں ڈوبی جب وہ لاؤنج میں داخل ہوئی تو ثانیہ بھی اس کی طرف متوجہ ہوئی،ایوا ثانیہ کو پہلے سے ہی ردا کی آمد کا بتا چکی تھی اس لیے اس کی آنکھوں میں ردا کو دیکھ کر کوئی حیرانگی نہیں تھی

اسلام علیکم

ثانیہ نے مسکرا کر شائستگی سے سلام میں پہل کی تو ردا پر تجسس سی آگے بڑھی،

وعلیکم سلام،آپ ۔۔۔؟

سوالیہ نظروں سے ثانیہ کو بغور دیکھتے ہوئے فقرہ ادھورا چھوڑا۔

میں مناہل کی کیر ٹیکر ہوں

ثانیہ نے ہنوز ملائم سی مسکراہٹ لبوں پر سجائے جواب دیا۔وہ ستائیشی نگاہوں سے ردا کا جائزہ لے رہی تھی جینز اور ٹی شرٹ میں ملبوس بھری سی جسامت کی لڑکی جو بے حد خوبصورت تھی اس کے تیکھے نقوش اور دودھ جیسی سفید رنگت جدید طرز کا فیشن اس پر خوب جچ رہا تھا جس کو دل میں ثانیہ سراہے بنا نا رہ سکی۔

اوہ ائی سی۔۔۔۔

ردا نے پرسوچ سر کو اثبات میں ہلاتے ہوئے کہا اور آگے بڑھی۔

پھپھو کی جان کیا کر رہی ہے بھئی ؟

محبت سے مناہل کی طرف بڑھی جو پہلے سے ہی ردا کو دیکھ کر صوفے پر سے اٹھ گئی تھی،اب وہ ردا کی گود میں بیٹھی باتیں کر رہی تھی اور

ثانیہ مسکراتے ہوئے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

تم کیا کرو گی ؟ گھر اکیلی رہ کر چلو ساتھ

مہتاب نے موبائل پر مصروف ردا کی طرف دیکھتے ہوئے اسے ساتھ جانے کی پیش کش کی،وہ جو مہتاب سے موحد کے مطلق معلومات لینے کی غرض سے اس کے کمرے میں ائ تھی،اس کو کسی شادی کی تقریب کے لیے تیار ہوتا دیکھ کر ارادہ بدل گئ۔

مہتاب اب اسے بھی شادی کی تقریب پر ساتھ چلنے کا کہہ رہا تھا۔ ردا نے بےزار سی صورت بنائے موبائل پر سے نظر اٹھائ۔

بھا۔۔۔آپکو پتا ہے نہ میں کہاں جاتی ہوں ایسے فنکشنز پر

بےدلی سے جواب دے کر پھر سے موبائل پر نظریں جمائیں۔اسے ملتان آئے دوسرا دن تھا۔

چل کر تو دیکھو،یہ ہماری شادیوں سے بہت مختلف ہوتی ہے،تمہیں مزہ

آئے گا یقین کرو

مہتاب نے کپڑوں کی الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ردا نے کوئی جواب نہیں دیا وہ فیس بک پر موحد عالمگیر کو تلاش کرنے میں مصروف تھی اور جناب مل گئے تھے۔

فیس بک کی ڈسپلے پک پر وہ مسکراتا ہوا اس کا خون تک جلا گیا۔چمشمش کہیں کا دانت پیس کر کوسا

ارے وہ لڑکا نہیں جس کا کہا تھا تمہیں ایک دفعہ کہ میرے دوست کا بھائی ہے معاف کردو اسے،اسی کی سسٹر کی شادی ہے،ثانیہ اس کی ہی بڑی بہن ہے

مہتاب نے الماری سے کوٹ پینٹ نکالا اور اچانک کچھ یاد آ جانے پر پرجوش انداز میں ردا سے مخاطب ہوا،ردا نے چونک کر اوپر نظر اٹھائی ۔۔۔۔اوہ تو محترم پکڑے گئے معنی خیز مسکراہٹ کو لبوں پر مزین کیا۔

اس کا تو مسئلہ ہی حل ہو گیا تھا۔وہ یونہی آنکھیں سکوڑے بیٹھی

تھی جب ایوا کمرے کا داخلی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اس کے ساتھ مناہل بھی تھی جس کو شاید وہ تقریب کے لیے تیار کئے اندر لا رہی تھی۔

ثانیہ آج علیزہ کی شادی کی وجہ سے نہیں ائی تھی،ردا کو اس بات کا تو علم ہو گیا تھا کہ ثانیہ کی بہن کی شادی ہے جہاں مہتاب جا رہا ہے پر ثانیہ ہی موحد کی بہن ہے ابھی ابھی پتہ چلا تھا۔

جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھی اور مناہل کی طرف بڑھی۔

ارے۔۔۔ میرا بچہ جا رہا ہے تو میں بھی چلتی ہوں ناں،ابھی ائی ریڈی ہو کر

گھٹنوں کے بل جھک کر مناہل کے گال پر بوسہ دیا اور چٹکی بجاتے ہوئے مہتاب کی طرف دیکھا جو بھرپور مسکراہٹ چہرے پر سجا گیا۔

ردا۔۔۔

وہ کمرے کے دروازے تک پہنچی تھی جب پیچھے سے مہتاب نے پکارا وہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چہک کر مڑی

وہ پینٹ شرٹ۔۔۔

مہتاب نے التجائی لہجے میں اسے پینٹ شرٹ پہننے سے منع کیا تو وہ چہک کر سر کو تائید میں ہلا گئی۔

اوکے سمجھ گئی،لانگ فراک پہن لیتی ہوں

جلدی سے پرجوش ہو کر جواب دیتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شادی کے سارے انتظامات نمٹا کر موحد اب شادی ھال پہنچا تھا،گہرے گرے رنگ کے کوٹ پینٹ پر اناری سرخ رنگ کی ٹائی لگآئے،وہ نکھرا نکھرا سا مسکراتا ہوا شادی ھال میں داخل ہوا۔

بڑے خوشگوار انداز میں سٹیج کا رخ کیا،رستے میں تمام رشتہ داروں کو سلام کرتا ہوا وہ سٹیج کے قریب پہنچا تو بڑھتے قدم اور لبوں پر بکھری مسکراہٹ ایک دم سے غائب ہوئی،سامنے ردا سٹیج پر باوقار انداز میں

علیزہ کے بلکل برابر میں براجمان تھی۔

او تیری۔۔۔۔ بے ساختہ خودساختہ سرگوشی کی

سرخ رنگ کی پاؤں تک آتی فراک میں اس کے بھرے بھرے بازو فراک کی آستینوں میں پھنسے ہوئے تھے،ایک طرف کندھے پر جھولتا دوپٹہ جس سے وہ بے نیاز تھی،جاذب نظر میک اپ کیے وہ صورت سے بہت سے خوبصورت دوشیزاؤں کو مات دے رہی تھی۔

موحد کے تو جیسے قدم جم گئے تھے حالت ایسی کہ کاٹو تو بدن میں خون نہیں،ردا جو علیزہ سے محو گفتگو تھی اچانک سامنے مجسم بنے موحد پر نظر پڑتے ہی استہزائیہ مسکرا دی موحد جھٹکا کھا کر مڑا اور گڑبڑا کر تیز تیز قدم اٹھاتا ایک طرف چل دیا۔

یہ بھینس کہاں سے آ ٹپکی،خون اور ہونٹ ایک ساتھ خشک ہوئے تھے تو گلے میں بھی کانٹے سے چبھ گئے،

اب کیا ہو گا ؟؟؟ خود سے ہی سوال کرتا وہ ھال کے ایک کونے میں

چہرے کا رخ موڑے کھڑا تھا جب عقب سے ملائم سی نسوانی آواز ابھری۔

ہیلو ہزبینڈ

موحد کرنٹ کھا کر مڑا،وہ سینے پر ہاتھ باندھے،آنکھوں میں فاتحانہ چمک لیے اور لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ سجائے کھڑی تھی

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

تم۔۔۔تم یہاں کیا کر رہی ہو ؟

موحد نے دانت پیستے ہوئے اس کے یوں بے بےباکی سے ہزبینڈ کہنے پر گھبرا کر ارد گرد دیکھتے ہوئے پوچھا۔

وہی جو سب کر رہے ہیں،شادی ایٹنڈ

ردا نے سینے پر باندھے ہاتھ کھول کر کندھے اچکاتے پرسکون لہجے میں جواب دیا۔موحد اس کے اس پرسکون انداز پر جل بھن گیا۔ ردا نے مسکراہٹ دبائی،موحد کی یہ حالت اسے سکون بخش رہی تھی۔

اوکے تو کرو ایٹنڈ،میرے پاس کیوں ائ ہو اور ڈونٹ کال میں ہزبینڈ اگین انڈرسٹینڈ

موحد نے انگشت انگلی اس کی آنکھوں کے آگے تان کر خبردار کیا،وہ کھلکھلا دی۔یہی یہی سب کرنا چاہتی تھی وہ اس کے ساتھ پل پل کڑھتا موحد اس کی ذہنی اذیت کی تسکین کا باعث تھا۔

ہزبینڈ کو ہزبینڈ نا کہوں تو اور کیا کہوں بولو ؟

مصنوعی لاڈ سے پلکیں جھپکائیں،بازو کو جھٹکا دیتے ہوئے دوپٹہ کندھے پر درست کیا موحد نے کھاجانے والی نظروں سے گھورا

جسٹ شٹ اپ۔۔۔دیکھو

آواز کو قدرے آہستہ رکھتے ہوئے وہ ابھی اسے اچھی خاصی سنانے کی غرض سے تھوڑا قریب ہوا ہی تھا کہ اپنے پیچھے سے سرمد کی آواز سن کر سٹپٹا کر رک گیا۔

ہیلو میم ردا۔۔۔

سرمد اب اس کے بلکل بغل میں کھڑا تھا اس کا انداز ردا کے لیے بے حد احترام لیے ہوئے تھا،موحد کی سانس اٹک کر رہ گئی۔

کچھ بک نا دے یہ بھائی کو۔۔۔

ہیلو

ردا نے مسکراتے ہوئے سرمد کی طرف دیکھا۔

میں موحد کا بڑا بھائی سرمد

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سرمد نے خوشگوار لہجے میں اپنا تعارف کروایا ردا نے مسکرا کر سر ہلانے پر اکتفا کیا کیونکہ سرمد اگلا سوال فوراً ہی پوچھ چکا تھا جس کو سنتے ہی موحد کا چہرہ سفید پڑ گیا۔

میم کیسا جا رہا ہے یہ ؟ اب تو کوئی پرابلم کریبیٹ نہیں کی اس نے ؟

سرمد شائستگی سے ردا سے پوچھ رہا تھا جس کی آنکھیں اس سوال کی وجہ سے سامنے کھڑے نفس کی حالت پر چمک اٹھی تھیں۔

پرابلم۔۔۔۔۔۔

زیرلب لفظ کو دہراتے موحد کی طرف دیکھا جو دھیرے سے مدد طلب نظروں سے دیکھتے ہوئے سر کو نفی میں جنبش دے رہا تھا۔

نہیں۔۔کوئی پرابلم نہیں،انفیکٹ میں نے تو پرموشن کر دی ہے ان کی

ردا نے کندھے اچکا کر فوراً بات کو سنبھالا اور ساتھ ہی اگلا بمب پھوڑا جس پر موحد کی آنکھوں کے ساتھ منہ بھی کھل گیا۔بے ساختہ ہاتھ ماتھے پر افسوس سے مارا۔

واٹ پرموشن ؟؟

سرمد نے حیرت سے منہ کھولے موحد کی طرف دیکھا جو اس پرموشن والی بات پر ہاتھ پاؤں پھلآئے کھڑا تھا اور اب سرمد کے یوں دیکھنے پر بوکھلا سا گیا

موحد تم نے بتایا کیوں نہیں ؟

سرمد نے خوشی اور حیرت کے ملے جلے اثرات سے شکوہ کرتے ہوئے پوچھا،موحد نے گڑبڑا کر جواب دیا

وہ بھائی سرپرائز دینا تھا آپ کو۔۔۔سرپرائز

بمشکل بات کو سنبھالا جس پر ردا نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی معنی خیز ہنسی کو چھپایا۔

میم تھنکیو سو۔۔۔مچ

سرمد نے ردا کی طرف رخ موڑے تشکر آمیز لہجے میں شکریہ ادا کیا جبکہ موحد کا چہرہ ضبط سے سرخ ہو رہا تھا۔

موٹی بھینس میری بے بسی کے مزے لے رہی ہے۔۔چڑ کر سوچا

سرمد۔۔۔

کچھ دور کھڑی صالحہ نے سرمد کو پکارا تو تینوں نے نظریں گھما کر اس طرف دیکھا۔صالحہ شاید سرمد کو کسی کام سے بلا رہی تھیں۔

ایکسکیوزمی !!!!!

سرمد نے مودبانہ کہتے ہوئے اجازت طلب نظروں سے ردا کی طرف دیکھا اور صالحہ کی طرف بڑھ گیا۔موحد کی پرموشن کی خبر نے اس کی

خوشی کو دوبالا کر دیا تھا۔

تو تم نے ابھی تک ان کو۔۔۔

سرمد کے جاتے ہی ردا نے تمسخرانہ مسکراہٹ کے ساتھ سرمد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سوال کرنا چاہا تو موحد نے غصے سے بات کاٹ دی۔

بتا دوں گا۔۔۔ڈونٹ وری

موحد نے ناک پھلا کر کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

ہم۔م۔م۔م بتا بھی دینا چاہیے نکاح ویسے بھی چھپا کر نہیں رکھا جا سکتا ہے

ردا نے مزے سے بات کو دوسرا رخ دیا جس پر موحد تنگ کر گویا ہوا

۔

ایکسکیوزمی۔۔۔کون سا نکاح میں جاب کی بات کر رہا ہوں،درم کو چھوڑ چکا ہوں میں،یہ بتانا ہے بس بھائی کو

موحد نے غصے سے جواب دیا

یس۔۔۔درم کو چھوڑ کر ردا کو اپنا لیا ہے

ردا تو پورے جوش میں چہک رہی تھی۔موحد کا ضبط ختم ہو رہا تھا جس کو وہ بمشکل قائم رکھے ہوئے تھا۔

دیکھو۔۔۔اس دن میں زیادہ بول گیا تھا اس کے لیے سوری،اب تم بھی ختم کرو یہ سب

موحد کا چہرہ ضبط کے عالم میں سرخ تھا تو ناک کے نتھنے بھی غصے کو برداشت کرتے ہوئے پھول رہے تھے۔

تو کردو تم ختم۔۔۔دے دو طلاق سمپل

ردا نے پرسکون لہجے میں حل پیش کیا،موحد نے پیشانی پر شکن میں اضافہ کیا اور ارد گرد لوگوں کی موجودگی کے پیش نظر دیکھا۔

میں نہیں دوں گا طلاق،تم خُلا لو اور ختم کرو یہ تماشہ میں وعدہ کرتا ہوں میں کسی کو نہیں بتاؤں گا کہ تم نے یہ سب کیا تھا میرا ساتھ

موحد نے لہجے کو حد درجہ پرسکون رکھتے ہوئے اپنی طرف سے اس پر

احسان کیا،ردا نے طنزیہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے زہر خندہ لہجہ اپنایا

واہ۔۔۔واہ۔۔۔کیا اٹیٹیوڈ ہے،تمہیں کیا لگتا ہے مسٹر موحد عالمگیر تمھاری اتنی سے معزرت پر میں کھوں گی ہآئے۔۔۔کتنا اچھا ہے مجھ سے معافی مانگ رہا ہے،بھول ہے تمھاری۔۔۔

اب وہ انگلی اٹھآئے ہوئے تھی،موحد حیرت سے دیکھتا ہوا اسے دماغی مریض مان چکا تھا۔

ڈئیر ہزبینڈ پنگا غلط جگہ لے بیٹھے ہو تم،ردا کی ڈکشنری میں زبان سے نکلے الفاظ کمان سے نکلے تیر کے مترادف ہیں

بڑے غرور سے کہتے ہوئے بالوں کو جھٹکا،اس کے یوں مغرورنہ انداز پر موحد تیوری چڑھائے گویا ہوا۔

اوہ اچھا تو یہ سن لو مس ردا ملک۔۔۔اس سو کالڈ نکاح سے میرا گھنٹہ کچھ نہیں اُکھاڑ سکتی تم،میں اس نکاح کو نا تو آج مانتا ہوں اور نا کبھی مانوں گا،تم گھومتی رہو زبردستی کا نکاح نامہ گلے میں لٹکا کے

موحد نے بات کو ختم کرنے کے بعد مسکراتے ہوئے لاپرواہی سے کندھے اچکا کر اس پر اپنی بے اعتنائی جتائی

مائینڈ یور لنگویج،یہ گھنٹہ یہ اکھاڑ۔۔۔ائی ہیٹ دس ٹپوری لنگویج اور سوچ ہے یہ تمھاری۔۔۔کہ میں تمھارے نکاح میں یوں آرام سے بیٹھی رہ جاؤں گی اور تم خود کو میرے سو کالڈ ہزبینڈ سمجھ کر آزاد گھومتے رہو گے،جسٹ ویٹ اینڈ واچ میں کرتی کیا ہوں تمھارے ساتھ

ردا نے دانت پیستے ہوئے پھر سے دھمکایا،موحد نے غصے سے ہاتھ ہوا میں معلق کیا

اے۔۔۔لسن یہ دھمکیاں اپنے پاس رکھ سمجھی،یو جسٹ ویٹ اینڈ واچ،اللہ کے بعد ڈرتا صرف میں اپنے گھر والوں سے ہوں اور اب میری بھی یہ ضد ہے نہ تو تمہیں طلاق دوں گا اور نا ہی کبھی اس نکاح کو تسلیم کروں گا جا جو کرنا ہے کرتی پھر

موحد کا غصہ اب عروج پر تھا۔ردا کو اس کا انداز تپا گیا۔

آں ہاں۔۔۔چلو پھر دیکھتے ہیں کون جیتے گا،اس سال کے اندر اندر تم خود نا صرف اس نکاح کو تسلیم کرو گے بلکہ سب کے سامنے میرے ساتھ میرے شوہر بن کر رہو گے بھی

ردا نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پر عزم لہجے میں کہا۔

اے جا جا۔۔ایسا سو سالوں میں نہیں ہو گا۔نیور ایور۔۔۔

موحد نے ارد گرد دیکھ کر ناک چڑھائی اور ساتھ ہاتھ کے اشارے سے جانے کے لیے کہا

اوکے تو گیم شروع ہوتی ہے اب،تم اب دیکھتے جاؤ

ردا نے آنکھیں سکوڑ ے غصے سے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے مڑتی وہاں سے چل دی۔

ائی بڑی۔۔۔تمھارا شوہر بننے سے اچھا خودکشی نا کر لوں۔موحد نے منہ چڑایا اور بدمزہ سی صورت بنائے وہاں سے ایک طرف چل دیا

بظاہر تو بہت تڑی لگا دی تھی اس نے ردا کو پر اندر سے ایک کھٹکا

تھا،اب کیا کرنے والی ہے یہ موٹی اسی ڈر کے باعث وہ بار بار چور نگاہوں سے اس کی حرکات و سکنات کو نوٹ کر رہا تھا۔

علیزہ کے نکاح کے بعد اب ھال میں کھانا لگ چکا تھا تمام لوگ اپنی اپنی نشستوں سے اٹھ کر ایک طرف سجی کھانے کی مختلف ڈشیز میں سے کھانا اپنی پلیٹوں میں ڈال رہے تھے۔وہ یونہی انتظامات کو جانچتا ہوا ایک طرف کھڑا تھا جب تانیہ پوری باچھیں نکالے اس کے قریب ائی۔

بھائی آپکو پتا ہے مہتاب سر نے علیزہ آپی کو کتنی سلامی دی ہے ؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تانیہ نے اچک کر موحد کے کان میں سرگوشی کی،موحد نے سینے پر ہاتھ باندھے لمحہ بھر کے لیے نگاہوں کا زاویہ بدل کر تانیہ کی طرف دیکھا جو اسے بتانے کو بے تاب کھڑی تھی۔اور پھر اس کے پوچھنے سے پہلے ہی گویا ہوئی

پورے ایک لاکھ ۔۔۔

تانیہ پرجوش پوری آنکھیں کھولے بتا رہی تھی،اس کی آنکھوں میں

ستائیشی چمک تھی،تانیہ نے وہی چمک موحد کی آنکھوں میں دیکھنی چاہی

پر وہ تو ہنوز سپاٹ چہرے کے ساتھ سامنے نظریں جمآئے کھڑا تھا۔

حیرت نہیں ہوئی بھائی ۔۔۔

تانیہ نے موحد کا بازو ہلا کر پوچھا

نہیں۔۔۔وہ پورا کر تو رہی ہے ایک لاکھ،پلیٹ دیکھ ذرا اس کی

موحد نے ہنوز سامنے ردا پر نظریں جمآئے سپاٹ لہجے میں معنی خیز

جواب دیا،تو تانیہ نے اس کی نظروں کے تعاقب میں سامنے دیکھا،ردا

چاولوں کی بھری پلیٹ پر ایک طرف روسٹ چکن رکھ رہی تھی۔

شام کے پانچ بجے کا وقت تھا جب ردا کمرے سے باہر نکلی،آج اتوار تھا

تو مہتاب کو گھر ہی ہونا چاہیے تھا اسی سوچ کے زیر اثر وہ مہتاب کو

تلاش کرتی ہوئی باہر ائ تو وہ لان میں براجمان تھا۔

ردا نے کن اکھیوں سے اخبار کے مطالعے میں مگن مہتاب کو دیکھا اور

پھر کچھ دور مناہل کے ساتھ لان میں کھیلتی ثانیہ کو،مناہل بھاگ رہی تھی اور ثانیہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسے پکڑنے کی مصنوعی کوشش کر رہی تھی جس پر وہ کھلکھلا کر آگے بھاگے جا رہی تھی۔

علیزہ کی شادی کے بعد آج دوسرا روز تھا اور ثانیہ دوسرے روز ہی آ گئی تھی اگرچہ مہتاب نے اسے آنے سے منع کیا تھا لیکن وہ مناہل کی خاطر چھٹی کرنے پر رضامند نہیں ہوئی۔

ایکدم سے ذہن میں بنائے گئے تمام منصوبے پر عمل ردادمد کرنے کا سوچ کر وہ آگے بڑھی۔موحد کی اکڑ اور باتیں سکون اور چین برباد کیے ہوئے تھیں۔

مہتاب نے اسے لان میں آتا دیکھ کر لبوں پر مسکراہٹ سجائی وہ اب مہتاب کے بلکل پاس کرسی پر براجمان ہوئی۔مہتاب اب پھر سے اخبار پڑھنے میں مصروف ہو چکا تھا۔

ردا نے کچھ دیر یونہی لفظوں کو ذہن میں ترتیب دیا اور پھر بالوں کو بڑی ادا سے کندھے پر سے جھٹکتے ہوئے گلا صاف کیا۔

بھا۔۔۔میں کیا سوچ رہی تھی کہ آپ شادی کیوں نہیں کر لیتے

ردا کی بات پر مہتاب نے چونک کر اخبار پر سے نگاہیں اٹھآئے اس کی طرف دیکھا جو گہری سوچ میں آنکھیں سکیڑے ہوئے تھی۔

ہیں کیوں بھئی۔ی۔ی، تم کیوں یہ سوچ رہی تھی اس کی کیوں ضرورت پیش ائ تمہیں

مہتاب نے ہنستے ہوئے اس کی بات کو مزاق میں لیا۔

ضرورت تو بہت ہے،دیکھیں نہ مناہل کی دیکھ بھال کے لیے آپ کتنے پریشان ہیں

ردا نے کچھ دور مناہل پر نظریں جمآئے پریشان کن لہجہ اپنایا

ارے نہیں بھئی،اب تو بلکل پریشان نہیں ہوں،ثانیہ ہے تو

مہتاب نے پرسکون لہجے میں جواب دیا اور خود بھی ثانیہ اور مناہل پر نظریں جمائیں،ثانیہ اب مناہل کو جھولے دے رہی تھی۔

ثانیہ سدا تو نہیں ہے نہ مناہل کے ساتھ

ردا نے آبرو چڑھائے لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا،اس کی بات پر

مہتاب نے نا سمجھی میں تیوری چڑھائی

مطلب ؟

وہ اب ردا کی طرف اس کے اس معنی خیز جملے کا مطلب پوچھ رہا تھا۔

مطلب یہ کہ۔۔۔۔اس دن شادی پر مجھے پتہ چلا،اس کے گھر والے

رشتہ دیکھ رہے ہیں،جلد ہی شادی ہو جائے گی اس کی

ردا نے کندھے اچکائے حقیقت سے آگاہی بخشی وہ یہ بات بلکل سچ کہہ

رہی تھی کیونکہ علیزہ سے باتوں کے دوران علیزہ اسے بتا چکی تھی کہ

ثانیہ کے رشتے تو دیکھ رہے ہیں وہ لوگ پر وہ شادی کے لیے رضامند

نہیں ہو رہی ہیں،ردا کی اس بات پر مہتاب بھی جیسے سوچنے پر مجبور ہوا

یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔اچانک پرسکون دل میں بے کلی سی

بڑھنے لگی اور مناہل کی پریشانی پھر سے سر اٹھانے لگی۔

تو اس لیے ہی تو کہہ رہی ہوں،آپ بھی مناہل کے لیے کچھ سوچیں

دوسری شادی کر لیں

ردا نے اپنی بات کہہ کر بغور مہتاب کے چہرے کا جائزہ لیا جس کی پیشانی پر اب گہری سوچ کی لکیریں نمایاں تھیں۔

نہیں مناہل ایکسیپٹ نہیں کرے گی کسی کو،وہ تو ثانیہ کے ساتھ اب جا کر تھوڑا بہت اٹیچ ہوئی ہے

مہتاب نے پر سوچ نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کی بات کی تردید کی

ہاں تو کسی اور کے ساتھ بھی ہو جائے گی نا اٹیچ

ردا نے فوراً جواب دیا

نہیں بھئی کون ہو کیسی ہو ہر کوئی ثانیہ جیسی تو نہیں ہو سکتی

مہتاب نے پریشان کن لہجے میں پیشانی پر شکن ڈالے اپنے دل کے ڈر کو ظاہر کیا

ایگزیکٹلی ہر کوئی ثانیہ جیسی تو نہیں ہو سکتی،تو آپ ایسا کریں ثانیہ سے ہی شادی کر لیں

ردا نے فوراً اپنا ساری رات لگا کر سوچا ہوا حل جھٹ سے پیش کیا تو مہتاب نے چونک کر دیکھا۔

واٹ۔۔۔۔

حیرت سے منہ کھل گیا وہ کتنے آرام سے اتنی بڑی بات کہہ گئی تھی۔

یس۔۔۔شادی کر لیں ثانیہ سے شی از پرفیکٹ ایسی کوئی دوسری نہیں ملے گی جو مناہل کو یوں اپنائیت دے

ردا نے مہتاب کو قائل کرنے کی کوشش کی جس پر وہ پہلے تو گڑبڑایا پر پھر سامنے دیکھتا ہوا گہری سوچ میں ڈوب گیا،ردا دل ہی دل میں خوش ہوتی اب مہتاب کو سوچ میں ڈوبے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

وہ آج ہلکے فیروزی رنگ کے سادہ سے جوڑے میں ملبوس سادہ سی لڑکی کو کسی اور نظر سے دیکھ رہا تھا،اس کے مخلص پن پر تو اسے کوئی شک نہیں تھا گزشتہ تین ہفتوں میں ہی وہ اس بات کا باخوبی اندازہ لگا چکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوچیں بھا سوچیں ۔۔۔اور میں تو بابا کو بھی بلا چکی ہوں

ردا نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا،ردا کی اگلی بات نے پھر سے مہتاب کو چونکنے پر مجبور کیا وہ اچھل کر سیدھا ہوا۔

کیا کیوں۔۔۔بابا کو کیوں

مہتاب اس کی اس قدر جلدبازی پر گڑ بڑا گیا

اپنے رشتے کی بات کرنے کیا آپ خود جائیں گے،ہمیں جلدی بات کرنا ہو گی ایسا نا ہو وہ لوگ کہیں اور رشتہ کر دیں ثانیہ کا

ردا کی بات پر مہتاب کی سمجھ سے باہر ہو گیا کہ کیا کہے، وہ بوکھلا سا گیا

ردا۔ا۔ا۔ا۔

بے بسی سے بس اسے پکار کر رہ گیا

بس چپ کچھ نہیں سننے والی اب میں ہم کل ہی جا رہے ہیں،بابا رات کی فلائٹ سے پہنچ رہے ہیں ملتان

مہتاب کی حیرت کی پرواہ کیے بنا،وہ بڑے مزے سے کہتی اپنی جگہ سے

اٹھی اور اپنے بجتے فون کو کان سے لگائے لاؤنج کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ گئی اور مہتاب کو یونہی پریشان حال چھوڑ گئی۔

موحد نے ہاتھ کے اشارے سے کچھ دور سڑک پر آتے رکشے کو رکنے کو کہا پر رکشے والا نفی میں سر ہلاتے انکار کرتا ہوا آگے بڑ ھ گیا۔

بدتمیز۔۔۔۔۔ایسی قسمت خراب ہے کہ رکشے والے بھی دیکھ کر لے جانے سے انکار کر دیتے ہیں

موحد نے دانت پیس کر خود ساختہ سرگوشی کی،آج دوسرا دن تھا اس نے ملتان کی کوئی کمپنی،فیکٹری تک نہیں چھوڑی تھی جہاں اپنی سی وی ڈراپ نا کی ہو۔دو دن سے اس کی یہی روٹین تھی وہ صبح کو نکلتا تھا اور پھر شام گئے گھر لوٹتا۔

سرمد نے اس سے لمبی چھٹی کے بارے میں باز پرس کی تو اس نے سالانہ چھٹی کا بہانہ گھڑ دیا۔

پر اب جلد از جلد اسے کوئی اچھی ملازمت تلاش کرنا تھی،تاکہ جب وہ

گھر والوں کو ردا چھوڑنے کا بتآئے تو موجب اس ملازمت کو بنا سکے۔

پر ملازمت اور وہ بھی اتنی اچھی ملنے کے آثار بہت کم تھے۔گھر والے یہی سمجھتے تھے وہ چھٹیوں میں سارا دن اپنے دوستوں کے ساتھ مصروف رہتا ہے۔پر وہی جانتا تھا وہ کتنی اذیت میں مبتلا ہے۔

ردا کی طرف سے بھی دھڑکا لگا ہوا تھا وہ اب کیا کرے گی کیونکہ چپ بیٹھنے والی وہ واقعی نہیں لگتی تھی۔وہ انہی سوچوں میں گم تھا جب اس کے بلکل پاس آکر ایک کار رکی۔

موحد نے آنکھیں سکیڑے غور کیا اور پھر کار کے اندر پچھلی سیٹ پر بیٹھے نفس کو دیکھ کر کنپٹی کی رگیں تن گئیں۔

ردا جو ملک جہانزیب کو ایر پورٹ سے لینے کے لیے نکلی تھی موحد کو بے حال سا سڑک پر کھڑا دیکھ کر ڈرائیور کو گاڑی اس کے قریب روکنے کا حکم دیا

ہیلو۔۔۔کیا ہوا ایسے کیوں کھڑے ہو سڑک پر ؟

ردا کار کی کھڑکی میں سے سر نکالے اس سے پوچھ رہی تھی۔وہ جو ابھی اسی کے بارے میں سوچ رہا تھا اسے یوں اچانک دیکھ کر حیران ہوا۔

یہ ابھی ملتان میں ہی ہے۔۔۔ماتھا اس کی ابھی تک ملتان میں موجودگی پر ٹھنکا،وہ تو واقعی نہا دھو کر پیچھے پڑ گئی تھی۔موٹی بلا۔۔۔

کیوں سڑکیں بھی کیاردا کی ملکیت ہیں ؟ میری مرضی جہاں بھی جس وجہ سے بھی کھڑا ہوں

موحد نے جل کر اکھڑے لہجے میں جواب دیا تو وہ مزے سے قہقہ لگا گئی۔

جناب اب تو تمھاری دھڑکنیں بھی ردا کی ہی ملکیت ہیں تم سڑکوں کی بات کر رہے ہو

ردا نے شریر سے لہجے میں معنی خیزہ جملا اچھلا تو وہ تپ گیا بس گھور کر دیکھنے پر اکتفا کیا۔

ڈراپ کر دوں ؟

ردا نے آبرو چڑھائے مزے سے پوچھا

سنو ایک کام کرو جان چھوڑ دو میری

موحد نے غصے سے کہا اور قدم ایک طرف بڑھا دیے

جان نہیں چھوٹے گی اب،یقین کرو اپنے شوہر نامدار کو یوں سڑکوں پر

خوار ہوتا دیکھ کر دل تڑپ رہا ہے میرا

ردا نے مسکراہٹ دبآئے شریر سے لہجے میں کہا،موحد نے تیوری

چڑھائے کچھ دور کھڑے رکشے کو اشارہ کیا۔اس کی اس بیہودہ بات کا

جواب وہ ہر گز نہیں دینا چاہتا تھا،رکشہ اب اس کی طرف آ رہا تھا۔

موحد ایک غصیلی نگاہ ردا پر ڈالتا جھٹکے سے رکشے میں سوار ہوا ۔

بھائی کہاں جانا ہے؟

رکشے والے نے سوال کیا تو وہ جو تپا بیٹھا تھا جلا کٹا جواب دیا

جہنم لے چلو بھائی میرے پلیز

ہاتھ جوڑے اسے چلنے کے لیے کہا۔

بھائی جہنم تک کا پٹرول نہیں ہے،ایسا کرو اتر جاؤ تم

رکشے والا بھی سوا سیر تھا رکشہ روک کر کھڑا ہو گیا،موحد نے گہری سانس لی۔

سوری بھیا،کسی اور کا غصہ اتار گیا،چلو یہ اگلے چوک تک چلو آگے بتاتا ہوں

بمشکل لہجے کو قدرے پرسکون رکھتے ہوئے کہا اور سیٹ کی پشت سے سر ٹکا دیا۔کب جان چھوڑے گی یہ اور یہاں کیوں رک گئی ہے واپس لاہور کیوں نہیں جا رہی۔۔۔انگنت سوال ذہن میں سر اٹھا رہے تھے۔

چلیں۔۔۔

ثانیہ نے عقب سے آتی مہتاب کی آواز پر حیرت سے گھوم کر دیکھا، وہ کندھے پر بیگ ڈالے گھر جانے کی غرض سے پورچ میں کھڑی ڈرائیور کا انتظار کر رہی تھی۔

وہ منصور نہیں ہے آج تو میں چھوڑ آتا ہوں آپکو

مہتاب نے شائستگی سے کہتے ہوئے اس کی حیرت کو ختم کیا۔

اوہ۔۔۔تو کوئی بات نہیں میں سرمد کو کال کر لیتی ہوں

ثانیہ نے جلدی سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے فون نکالنے کی غرض سے بیگ کی زپ کھولی

نہیں نہیں اسے تکلیف مت دیں

مہتاب نے ہاتھ کے اشارے سے منع کیا تو ثانیہ نے جھجکتے ہوئے سر اثبات میں ہلا دیا،مہتاب نے اس کے لیے گاڑی کی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا

ثانیہ اسی طرح جھجکتے ہوئے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ جبکہ وہ گھوم کر اب ڈرائیونگ سیٹ پر آ گیا تھا۔مہتاب کے بیٹھتے ہی گاڑی دلفریب کلون سے مہک اٹھی۔وہ اگر خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا تو ثانیہ بھی خاموشی سے سامنے دیکھتے ہوئے بیٹھی ہوئی تھی۔

ملک جہانزیب بھی ردا کی بات سے پوری طرح متفق ہو چکے تھے اور ردا کے ساتھ جا کر ثانیہ کا رشتہ مانگنے کی ٹھان چکے تھے۔مہتاب نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے کن اکھیوں سے ساتھ بیٹھی ثانیہ کو دیکھا۔

وہ جانتا تھا ثانیہ کی پہلی شادی اس کی پسند پر اس کے کزن سے ہوئی تھی اور اس سے علیحدگی کے بعد وہ بہت زیادہ ذہنی اذیت سے بھی گزری تھی۔اور اس ذہنی اذیت کے آثار اس کی شخصیت پر واضح نظر آتے تھے ۔

وہ بھی تو نائلہ سے بے پناہ محبت کرتا تھا اور اسے ابھی تک نہیں بھول سکا تھا اور یہ شادی اگر ہو بھی گئی تو وہ صرف مناہل کی خاطر ہو گی۔

مہتاب نے سوچوں کے بھنور سے باہر نکل کر ایک دفعہ پھر سے ثانیہ کی طرف دیکھا اور پھر کلام میں پہل کرتے ہوئے خاموشی کو توڑا

اگر ادھر جاب نا ہوتی تو کہاں جاب کرتیں آپ ؟

مہتاب کے اچانک سوال پر وہ چونکی پر خاموش رہی۔

وہ مجھ سے سرمد نے ذکر کیا تھا آپ جاب کرنا چاہتی تھیں اس لیے پوچھ بیٹھا

اس کے خاموش رہنے پر مہتاب نے اپنے سوال کی وضاحت دی۔مہتاب اب کبھی سامنے دیکھ رہا تھا اور کبھی ثانیہ کی طرف

کسی سکول میں کرتی کیونکہ کوالیفیکیشن اتنی نہیں ہے اس لیے شاید کسی چھوٹے موٹے سکول میں ہی ملتی جاب

ثانیہ نے آہستگی سے جواب دیا۔

کیوں کتنا پڑھی ہیں آپ ؟

مہتاب نے بھنویں اچکائے اگلا سوال کیا۔وہ جو اس کے یوں ساتھ بیٹھنے پر ہی الجھن کا شکار تھی اب یوں اس کے سوال پر سوال پوچھنے سے پریشان سی ہوئی

پڑھنے کا شوق تو بہت تھا لیکن فائنینشیل پرابلمز کی وجہ سے پڑھ نہیں سکی بی اے کیا ہے صرف

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ثانیہ نے اپنے ہتھیلیوں پر نظر جمآئے آہستگی سے جواب دیا

اوہ اچھا

مہتاب نے اثبات میں سر ہلایا اور گاڑی دروازے کے سامنے روکی۔ثانیہ نے سر پر دوپٹہ درست کرتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھولا اور پھر اچانک مڑ کر سوال کیا

تو صبح میں پھر سرمد کے ساتھ اؤں ؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ثانیہ کے سوال پر اسے اچانک یاد آیا کہ ردا اسے کہہ چکی تھی کہ ثانیہ کو صبح چھٹی کا کہہ دیجئےیے گا

نہیں آپ صبح چھٹی کریں

مہتاب نے سنجیدگی سے کہا اور پھر اسے حیران کھڑا چھوڑ کر گاڑی آگے بڑھا دی۔

موحد گھر سے باہر تھا جب ثانیہ نے فون پر اسے ملک جہانزیب کی آمد

کی اطلاع دی، عجلت میں گھر پہنچا اور ہڑبڑا کر ڈرائنگ روم کی طرف بڑھا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا تو دماغ میں خوف کی گھنٹیاں بجنے لگی تھیں۔

وہ بوکھلایا سے تقریباً بھاگتا ہوا ڈرائنگ روم کے دروازے پر پہنچا اور پھر ٹھٹھک کر رکا،وہ جان کی دشمن جنگلی موٹی بھینس سامنے ٹانگ پر ٹانگ جمآئے ہاتھ میں کولڈ ڈرنک سے بھرا گلاس تھامے بڑی شان سے بیٹھی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کی روح تو پہلے ہی فنا ہو چکی تھی اب ردا کی موجودگی نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی۔ہونق بنا سب کے چہروں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ملک جہانزیب اور ردا ایک صوفے پر براجمان تھے تو سرمد اور صالحہ ان کے سامنے دوسرے صوفے پر بیٹھے تھے۔

اوہ موحد کم ہیر۔۔۔آپ کا ہی انتظار تھا

ملک جہانزیب نے موحد کی طرف دیکھتے ہوئے خوش دلی سے کہا تو وہ پریشان حال سا مریل قدم اٹھاتا سرمد کے ساتھ صوفے پر براجمان ہوا۔

دل تھا کہ لرز رہا تھا پر سب کے چہروں کو دیکھ کر لگ رہا تھا کہ ابھی کوئی بات نہیں ہوئی ہے ان سب کے درمیان۔گھور کر ردا کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں چمک لیے بیٹھی مسکرا رہی تھی۔اور موحد کی اس حالت سے محزوز ہو رہی تھی۔

جی تو اب موحد بھی آ گیا ہے تو اب میں چاہتا ہوں میں اپنی آمد کی وجہ بتا دوں

ملک جہانزیب نے مسکرا کر بات شروع کی تو موحد نے لٹھے کی طرح سفید پڑتے چہرے کے ساتھ ملک جہانزیب کی طرف دیکھا۔ردا مسلسل مسکراہٹ دبا رہی تھی۔

میں اپنے بیٹے مہتاب ملک کے لیے آپکی بیٹی ثانیہ کا ہاتھ مانگنے کے لیے آیا ہوں

مہتاب ملک کے شائستگی سے کہے گئے جملے سے موحد کی آنکھیں پھٹنے کی حد تک کھل گئی تھیں کیا چال کھیلی تھی کمینی نے سانس اکھڑنے لگا تھا اسے ایکدم سے کھانسی کا دورہ پڑا۔

مسوآئے ردا کے سب پریشان سے ہو کر اسے دیکھنے لگے تو وہ خفت سے اپنی جگہ سے اٹھا کھانسی تھی کہ رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

کھانستا ہوا سینے پر ہاتھ رکھے اور دوسرے ہاتھ سے معزرت طلب اشارہ کرتا باہر نکل آیا۔سینے پر زور زور سے ہاتھ مسلا۔

ثانیہ کا رشتہ مہتاب سے مطلب۔۔۔ردا نے اس کی کمزوری پہلے پکڑی۔

یہ پی لو ٹھیک ہو جاؤ گے

ردا کی آواز پر آگ بگولہ ہو کر اس کی طرف دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ کولڈ ڈرنک کا گلاس ہاتھ میں تھامے مصنوعی پلکیں جھپکاتی اس کا خون تک جلا گئی۔وہی مغرور انداز،تنی ہوئی گردن۔

یہ سب کیا ہے پوچھ سکتا ہوں میں ؟

موحد نے دانت پیستے ہوئے اس کے قریب چہرہ کیا اور آواز کو حد ردجہ مدھم رکھتے ہوئے پوچھا۔خون کھول رہا تھا تو پیشانی کی رگیں تن کر

ابھری ہوئی تھیں۔

دماغ اس کے اس وار پر پھٹ رہا تھا یہ کیسی خصومت پال لی تھی اس نے موحد کے ساتھ۔

تمھارے منہ سے یہ سوال اچھا نہیں لگا۔۔ایک تمہیں ہی تو پتہ ہے کہ یہ سب کیا ہے اور کیوں ہے

ردا نے کولڈ ڈرنک کا گھونٹ بھرا اور دھیرے سے خود کو جھلاتے ہوئے جواب دیا۔لبوں کی معنی خیز مسکراہٹ اور آنکھوں میں موجود فاتحانہ چمک چیخ چیخ کر اس کے بدلے کی آگ کا بتا رہی تھی۔

تم بہت غلط کر رہی ہو،اس سب میں میری فیمیلی کو کیوں انویلو کر رہی ہو،دشمنی مجھ سے ہے تمھاری تو یہ سب کیوں

موحد نے زہر خندہ لہجہ اپنایا،ردا نے طمانت سے پلکوں کو بند کر کے کھولا۔اس کی یہ طاقت کے نشے میں چور طمانت موحد کے غصے کو ہوا دے رہی تھی۔

عشق اور جنگ میں سب جائز ہے ڈیر سو کالڈ ہزبینڈ

لہجے کی طمانت چہرے کے ساتھ میل کھا رہی تھی۔اس کے عشق کے لفظ پر موحد نے استہزائیہ آبرو چڑھایا

اور یہ جنگ ہے۔۔۔

ردا نے بھی اسی انداز میں اس کے ناک کے قریب ناک کیے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آبرو چڑھائے اسے باور کروایا کہ وہ علیزہ کی شادی پر اکڑ دکھا کر اس جنگ کا باقاعدہ آغاز کر چکا ہے۔

یہ شادی ہر گز نہیں ہو گی

موحد نے چہرے کا رخ ایک طرف موڑے دو ٹوک کہا تو وہ خفیف سا طنز بھرا قہقہ لگا کر پیچھے ہوئی۔

وہ نیلے رنگ کی ٹی شرٹ میں ملبوس دن بھر ملازمت کی تلاش میں خجل خوار بے حال سا حلیہ لیے کھڑا تھا ۔یہ چار دن اچھی طرح باور کروا چکے تھے ردا سے اچھی ملازمت ملنا اتنا آسان نہیں تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوکے۔۔۔تو روک لو یہ شادی اگر روک سکتے ہو

بھنویں اور شانے ایک ساتھ اچکا کر گراتی وہ مزے سے موحد کو اپنی طاقت جتا گئی شان سے گردن اکڑاتی پلٹی ایکدم رکی اور پھر مڑی۔

اینڈ لسن ای ہیٹ رائل بلیو کلر،ڈونٹ ویر دس اگین

بڑے وثوق سے کہتی شان سے پلٹی اس بات سے بے اعتنائی برتتی کہ وہ مٹھیاں بھینچے اس پر جھپٹنے کا اشارہ کئے خود کو بڑی مشکل سے قابو میں لا رہا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس شادی کو روک نا تو تھا اس کو ہر حال میں۔موحد کمر پر ہاتھ دھرے بے چین سا گہری سوچ میں مبتلا تھا۔

موحد نے صوفے پر پہلو بدلہ اور کن اکھیوں سے اپنے ساتھ کمرے میں موجود تینوں نفوس کا بغور جائزہ لیا۔ ملک جہانزیب اور ردا کے جانے کے بعد وہ لوگ اب ایک ساتھ گول میز کانفرنس سجا کر بیٹھے تھے،سامنے صوفے پر دائیں طرف صالحہ اور بائیں طرف سر جھکآئے ثانیہ

بیٹھی تھی۔ ایک طرف لگی لکڑی کی کرسی پر سرمد موجود تھا جو مہتاب کے رشتے کی طرفداری میں اب تک بہت کچھ بول چکا تھا۔

موحد جو یہ رشتہ کسی صورت نا ہونے دینے کی ٹھان چکا تھا صوفے پر ہی تھوڑا سا آگے ہوا

بھائی مجھے یہ سب ٹھیک نہیں لگ رہا ہے اچھی طرح سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہیے ہمیں

موحد نے تیوری چڑھائے سرمد کی بے جا طرفداری کی تردید کی تو سرمد نے پیشانی پر بل ڈالے اسے گھور کر دیکھا۔

تم تو چپ بیٹھو یار

سرمد نے اسے جھاڑا اور تھوڑا سا آگے ہوتے ہوئے دونوں کہنیوں کو گھٹنوں پر ٹکائے صالحہ کی طرف دیکھا۔سرمد اسے ہر دفعہ بولنے پر چپ کروا رہا تھا۔موحد نے بچارگی سے سرمد کی طرف دیکھا،بڑا بھائی تھا جس کو باپ کے درجے پر دس سال پہلے فائز کر چکا تھا پر اب کوئی نہیں

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جانتا تھا مسوآئے اس کے کہ گیم پلینر ثانیہ کو ایک مہرہ بنا رہی ہے اور اس کا مقصد اسے شہہ مات دینا ہے۔

امی دیکھیں۔۔۔مہتاب کو میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں وہ انتہائی سلجھا ہوا انسان ہے ثانیہ کو بے حد خوش رکھے گا،مجھے تو اس رشتے میں کہیں کوئی برائی نظر نہیں آ رہی

سرمد نے شائستگی سے سمجھاتے ہوئے پھر سے مہتاب کی طرفداری کی وہ دل سے اس رشتے کے لیے رضامند تھا۔

بھائی وہ بہت اونچے لوگ ہیں،ان کے احسانوں کے نیچے اتنا دبنا ٹھیک نہیں ہے،امی مت کریں یہاں رشتہ ثانیہ آپی کے لیے رشتوں کی کمی تھوڑی ہے

موحد نے ہنوز پیشانی پر شکن سجائے پہلے سرمد کو سمجھانے کی کوشش کی پھر چہرہ گھما کر صالحہ کی طرف رخ کیا۔

موحد بات یہاں رشتوں میں کمی یا احسانوں کی نہیں ہو رہی ہے،بات

یہاں اچھے انسان کی ہو رہی ہو جس کے ساتھ ثانیہ اپنی پوری زندگی سکون سے گزار سکتی ہے،اور مہتاب ایسا انسان ہے

سرمد نے اب کی بار لہجے میں سختی پیدا کرتے ہوئے موحد کی نفی کی۔

بھائی لیکن۔۔۔۔

موحد نے پھر سے بات شروع کی تو صالحہ نے ہاتھ ہوا میں معلق کرتے ہوئے اسے بات کرنے سے روک دیا۔

چپ کرو تم دونوں ثانیہ کی زندگی ہے وہ خود فیصلہ کرے گی،تم دونوں جاؤ کمرے سے مجھے بات کرنی ہے اس سے صالحہ نے دونوں کو سختی سے باہر جانے کا حکم دیا اور پھر غور سے سر جھکآئے خاموشی کا لبادہ اوڑھے بیٹھی ثانیہ کی طرف دیکھا۔

پہلے سرمد گہری سانس خارج کرتا،سر اثبات میں ہلا کر باہر نکلا پھر موحد بھی سرمد کے پیچھے کمرے سے باہر نکل گیا۔ کچھ پل کی گہری خاموشی کے بعد صالحہ کی آواز کمرے کی خاموشی میں خلل پیدا کرتے ہوئے

ابھری۔

ثانیہ بیٹا میری زندگی کتنی ہے معلوم نہیں مجھے،تمھارے بھائی بہت اچھے ہیں پر ان کی آنے والی بیویاں کیسی ہوں گی نا تم جانتی ہو اور نا میں

وہ ملائم سے لہجے میں بولتے ہوئے محبت سے ثانیہ کو دیکھ رہی تھیں جو اب اپنی ہتھیلوں کو کھولے ان پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔

دیکھو بیٹا تم اپنے گھر کی ہو جاؤ گی وقت پر تو اچھا ہو گا،کیونکہ ہر گزرتا دن تمہیں یہ احساس دلآئے گا یہ گھر تمھارا نہیں ہے،میری یہ بات تمہیں تکلیف دے گی مگر یہ حقیقت ہے یہ گھر تمھارا نہیں ہے

صالحہ کے آواز میں ہلکی سی لغزش ان کی ممتا کی گواہ تھی۔

نا تو تم اس شخص کے بارے میں جانتی تھی جس سے تم نے محبت کی پھر شادی کی اور نا اس کے بارے میں جانتی ہو

صالحہ بیگم نے سپاٹ لہجے میں ذکر کو اس کی دکھتی رگ کی طرف رخ دیا تو ثانیہ جو تب سے ساکن سی بیٹھی تھی تڑپ کر آنکھیں میچ گئی،آنسو

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جو شاید آنکھوں میں تب سے اٹکے ہوئے تھے پلکوں سے نچڑ کر گالوں پر لڑھک گئے۔

ہم کسی انسان کے دل میں گھس کر اسکے دل کا حال نہیں جان سکتے ہیں۔ہاں خود اپنے دلوں کا حال خوب جانتے ہیں بس ہر رشتے کو دل سے نبھانے کی کوشش کرتے رہیں تو سب آسان ہو جاتا ہے

صالحہ نے اس کے آنسوؤں کو دیکھا اور تڑپ کر اپنی ممتا کو تھپک دیا جو بے ساختہ اسے گلے لگانا چاہا رہی تھی پر اس لمحے اسے اپنی محبت کا احساس دلا دینا ٹھیک نہیں تھا۔

تمھارے فیصلے کی منتظر ہو ں

آہستگی سے کہتیں وہ گھٹنوں پر ہاتھ دھرے اٹھیں اور اسے یونہی مجسم حالت میں چھوڑ کر باہر نکل گئیں۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

لڑکی ثانیہ کے چہرے پر جھکی نرم سے برش کے ذریعے اس کی گالوں پر ہلکے ہلکے سٹروک لگا رہی تھی۔اس کے گال سفید سے گلابی رنگت میں

تبدیل ہو رہے تھے۔

آنکھوں کی ساکن پتلیوں کو سامنے مرکوز کیے وہ اس وقت کسی دوکان میں سجے مجسمے کی مانند لگ رہی تھی جسے دوکاندار نے کوئی بیش قیمت لباس زیب تن کروا کر اسے شو پیس کی طرح سجا دیا ہو ۔

بعض اوقات زندگی میں ناچاہتے ہوئے بھی ایسے موڑ آ جاتے ہیں کہ باقی سارے راستے قفل زدہ دکھائی دیتے ہیں۔لڑکی اس کے سر پر سرخ رنگ کا بھاری بھرکم دوپٹہ سیٹ کر رہی تھی۔

وہ دلہن کے روپ میں سج چکی تھی دوسری دفعہ کتنا عجیب احساس تھا۔ جب پہلی دفعہ سجی تھی تو سوچا نا تھا پھر سے یوں سجے گی،پر تب جب سجی تھی تو دل اس سجنے پر استاس تھا پر آج نہیں۔

زندگی ایسے موڑ پر تھی کہ اس وقت ہر راستہ بند تھا صرف ایک کھلا تھا جہاں نا چاہتے ہوئے بھی داخل ہونا تھا۔ مہتاب ملک کے اس رشتے کو ناچاہتے ہوئے بھی قبول کرنا پڑا تھا۔

وہ اس وقت سپاٹ چہرے کے ساتھ پارلر میں موجود پوری دیوار میں نسب ائینے میں خود کے عکس کو دیکھ رہی تھی۔کچھ دیر میں اس کا نکاح تھا اور پھر رخصتی،یہ ملتان کا بہت مشہور برائیڈل پارلر تھا جہاں ردا اس کو چھوڑ گئی تھی۔

مہتاب ملک نے ایک رات پہلے اسے فون کیا تھا کہ اُسے کسی بھی دباؤ میں آ کر یہ رشتہ قبول کرنے کی ضرورت نہیں ہے،پر وہ کیا بتاتی کہ اکثر اوقات دباؤ ایسے ہوتے ہیں جن کے نیچے دب جانا ہی پڑتا ہے اور وہ دب گئی تھی۔

یو لکِ بیوٹی فل۔۔۔

لڑکی اسے سراہتے ہوئے ستائشی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔پر اس کے چہرے پر اس تحسین و آفرین کے جواب میں کو آثار واضح نہیں ہوئے تھے۔

✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾

پژمردگی سے موحد نے اپنے سامنے الماری میں لٹکتے کپڑوں میں ہاتھ

مارا،بہت کوشش کے باوجود وہ ثانیہ کا نکاح مہتاب ملک سے ہونے سے نہیں روک پایا تھا ثانیہ نے رشتے کے لیے ہاں کیا کی دو دن میں ہی نکاح رکھ دیا گیا۔

نکاح کے تمام اخراجات ملک مہتاب نے اپنے سر لے لیے تھے۔سرمد کے تو پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے اور وہ تھا کہ مسلسل زمین میں گڑا جا رہا تھا اور اب تو ایسا لگ رہا تھا کہ وہ ایک کیل ہے اور ردا ملک ایک بہت بڑا ہتھوڑا جو کیل کو ٹھوک رہا ہے اور وہ ہر گزرتے لمحے میں اپنی کاری ضرب کے باعث زمین میں پیوست ہو رہا ہے۔

سب لوگ شادی ھال پہنچ چکے تھے اور اسے اب علیزہ کی غصے میں بھری دوسری دفعہ کال ائی تھی کہ جلدی پہنچے نکاح کے لیے سب اس کا نتظار کر رہے ہیں۔

غصے سے ہاتھ بڑھا کر سفید شرٹ کو الماری سے باہر نکالا پھر اچانک ذہن میں امڈتے خیال کے زیر اثر اسے دوبارہ الماری میں لٹکا کر نیلے رنگ کی شرٹ کو کھینچا اور باتھ روم میں گھس گیا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

موحد منہ بسورے ایک طرف ایسے بیٹھا تھا جیسے اس کی بہن کی نہیں کسی غیر کی شادی ہو۔کبھی بے کل سا پہلو بدلتا اور کبھی خونخوار سی نظروں سے ردا کو گھورتا اور اس کی یہ حالت ردا کو آسودگی بخش رہی تھی۔پتہ نہیں موحد سے اس کی یہ کیسی عداوت تھی جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

پہلے بھی ایسا ہوتا تھا اسے لوگوں کی باتیں بری لگتی تھیں وہ ان سے اپنی طاقت کے بل بوتے پر بدلہ لیتی تھی اور پھر سکون میں آ جاتی تھی۔پر اب کی بار وہ بدلے کی آگ میں حدیں پار کرتی آگے جا رہی تھی وجہ شاید موحد کی غیر معمولی شخصیت یا اس کی اکڑ تھی۔جو یہ ضد اتنی سنگین صورت اختیار کرتی جا رہی تھی۔

کشادہ شادی ھال پھولوں اور بیش قیمت نفوس سے سجا ہوا تھا لمبے چوڑے سٹیج پر موجود صوفے پر ثانیہ ملک مہتاب کی بغل میں کسی ملکہ کی طرح براجمان تھی۔

تابندہ بیگم نے سپاٹ چہرے کے ساتھ سٹیج پر ملک جہانزیب کے ساتھ بیٹھی ثانیہ کو دیکھا اور پھر اپنے پاس کھڑی ردا کے قریب ہوئیں۔ جو کچھ دور بیٹھے موحد کی حالت دیکھ رہی تھی۔ ایک وجے کی مانند گہرے نیلے رنگ کی میکسی میں ملبوس گردن میں فتح کا سریا گھسآئے کھڑی تھی۔

۔

تابندہ بیگم ردا کے بہت اسرار پر بے دلی سے ملتان ائ تھیں وہ مہتاب سے ناراض تھیں پر اس دفعہ ردا کی عجیب سی ضد کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئ تھیں۔

ملک جہانزیب تو شروع سے ہی مہتاب کے ساتھ تھے اس لیے وہ پوری دل جمعی سے ردا کے فیصلے پر راضی ہو گئے تھے۔

(کسے نا کم دی کڑی (کسی کام کی نہیں لڑکی

تابندہ بیگم نے بےمزگی سے ناک چڑھاتے ہوئے کہا تو ردا نے منہ کھول

کر آنکھوں کو حد درجہ سکوڑا۔

مما آہستہ بولیں

دانت پیستے ہوئے تابندہ بیگم کے قریب ہو کر سرگوشی کی۔بے شک وہ یہ سب موحد سے عناد میں کر رہی تھی پر ثانیہ کو مہتاب کے لیے منتخب کرنا ایک بہت اچھا فیصلہ تھا۔

تو بلوایا اسے ضد کر کے،میرا کوئی دل نئ سی (تم نے بلایا ہے ضد کر کے،میرا کوئی دل نہیں تھا)

تابندہ بیگم نے اس کی گھوری کو نظر انداز کیا اور لاپرواہی سے گویا ہوئیں۔

جی وہ اس لیے کے کہ آپ اب یہ فضول کی ضد چھوڑ دیں،مشعل کی بھی شادی ہو چکی ہے،وہ اپنے گھر میں خوش ہے پھر آپ کیوں بھائی کو اور خود کو سزا دے رہی ہیں،میں جانتی ہوں آپ بھائی سے آج بھی بہت محبت کرتی ہیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ردا نے آخری فقرے پر آواز کو ملائم کیا اور محبت سے تابندہ بیگم کی طرف دیکھا،وہ جانتی تھی کہ تابندہ بیگم نے بس خود پر ناراضگی کا خول چڑھا رکھا ہے اندر سے مہتاب کے لیے ان کی ممتا آج بھی جوش مار رہی ہے۔

(میرا پُت نئیں ہن اے) میرا بیٹا نہیں ہے اب وہ

تابندہ نے خفگی بھرے لہجے میں کہتے ہوئے ایک بھرپور نظر سٹیج پر بیٹھے مہتاب پر ڈالی۔

اچھا بھا آپ کے بیٹے نہیں ہیں پر آپ ثانیہ کے لیے ناپسندیدگی تو بہو والی ظاہر کر رہی ہیں

ردا نے لبوں پر مسکراہٹ دبآئے کہا تو تابندہ بیگم نے گڑ بڑا کر ارد گرد دیکھا۔جو بھی تھا پر اب دل پگھلنے لگا تھا ۔مہتاب کی گود میں بیٹھی مناہل دل میں ہلچل مچا رہی تھی۔

وہ اسے سینے سے لگانا چاہتی تھیں اس کا منہ چومنا چاہتی تھیں پر یہ

بظاہری خول آڑے آ کر ساری خواہشوں کا گلا گھونٹ رہا تھا۔

ردا نے مسکرا کر پرسوچ کھڑی تابندہ بیگم کی طرف دیکھا اور پھر ان کو وہیں سوچنے پر لگا کر خود آگے چل دی۔

دودھ پلائی کی رسم کے لیے تانیہ موحد کو زبردستی سٹیج پر لے ائی تھی۔ جہاں ہنسی مزاق اور دودھ پلائی کی رسم پر نوک جھونک چل رہی تھی۔

ردا بار بار مہتاب کے کان میں کچھ کہہ رہی تھی،مہتاب بھی اس کی ہر بات پر عمل کر رہا تھا۔باقی لوگوں کے لیے یہ سب ایک بھائی کا بہن کے لیے پیار تھا پر وہ جانتا تھا یہ سب کیا ہے۔مہتاب ملک اپنی اکلوتی بہن ردا ملک سے بے انتہا محبت کرتا ہے یہ بات وہ اچھے سے جانتا تھا۔

گلے میں کانٹے سے چبھن لگے اور پھر وہ وہاں نہیں رکا تھا۔تیز تیز قدم شادی ھال کے باہر آ کر ہی رکے تھے۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

شادی ھال سے باہر آ کر ایسا لگا جیسے طبیعت بحال ہو گئی ہو ۔یہاں ھال کے داخلی دروازے کے بلکل سامنے ایک کشادہ لان تھا اور اس

سے آگے سرخ اینٹوں سے بنی دور تلک جاتی راہداری۔

وہ یوں ہی ماہی بے آب کی طرح سامنے بلاجواز نظریں ٹکائے کھڑا تھا۔
آگے اب ردا کیا کرنے والی ہے یہ بات پریشان کئے ہوئی تھی،کیا وہ
اس کے بعد طلاق کا مطالبہ کر دے گی اور حق مہر کی خاطر ذلیل
کرے گی یا پھر۔۔۔ وہ سوچوں میں غرق کھڑا تھا جب قریب آتی ٹک
ٹک کی گونج پر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اسی کی ہیل کی آواز تھی اس
کی چال جو اس کی طرح ہی گھمنڈی تھی اس لمحے موحد کو کریہہ المنظر
لگ رہی تھی،وہ ایک فاتح کی طرح کھڑی تھی۔

کیسے ہو ؟

حال تو یوں پوچھ رہی تھی جیسے اس سے بڑا اس کا خیرخواہ کوئی نا
تھا،درحقیقت وہ پوری دنیا میں اس کی واحد دشمن تھی موحد نے
بےاعتنائی برتتے ہوئے پھر سے نظریں سامنے مرکوز کیں۔

اچھا۔۔۔مت بتاؤ کیسے ہو،میں جانتی ہوں کیسے ہو،انگاروں پر لوٹ
رہے ہو۔۔۔ہے نا ؟

وہ چہک رہی تھی موحد جو کسی قسم کا کوئی جواب نا دینے کا فیصلہ کئے ہوئے تھا،ایک دم سے نظریں اور منہ پورا کھول کر اس پر پھٹ پڑا۔

تم پاگل ہو گیا ؟۔۔۔انفیکٹ تم پاگل ہی ہو

وہ چیخا تو ردا نے آنکھیں ایک دم سے یوں بند کیں جیسے کوئی تیز ہوا کے جھونکے سے بچنے کو بند کرتا ہے۔وہ اسی طرح گردن کو جسم سے آگے نکالے جلا بھنا اسے گھور رہا تھا،ردا نے آنکھیں کھول کر مصنوعی ڈرنے کا تاثر ختم کیا۔

دیکھو قصور تو تمھارا ہے،تم تو درجے بڑھاتے ہی چلے جا رہے ہو،موٹی ہو،بھینس ہو،اور اب کہہ رہے ہو پاگل ہو

ردا اس کی حالت سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔کچھ تھا جو اس کے بیر کو تھپک رہا تھا۔

سب ہو۔۔۔اور اب سے عزاب بھی ہو جو بلاوجہ میرے سر مسلط ہے

موحد کرودھی سے کہتا ہوا تیز تیز سانس لے رہا تھا۔

بلاوجہ۔۔۔ایکسکیوزمی ردا ملک بلاوجہ کچھ بھی نہیں کرتی

ردا نے اس کی اکڑ کے جواب میں تیوری چڑھائی

اگر تم یہ سوچ رہی ہو کہ میں ڈر گیا اور اس سب کے بعد دم ہلاتا ہوا تمھارے پیچھے چل پڑوں گا تو یہ بھول ہے تمھاری،تم احسانوں کے نیچے دبا کر مجھے خرید نہیں سکتی

موحد کا یہ بھرم اس کے اکھڑ پن کو بڑھا دیتا تھا۔اور اسے وہی رات یاد آنے لگتی تھی جب ایک معمولی ملازم کے سامنے موحد نے اس کو احساس کمتری کا طعنہ دیا تھا۔

خرید کون رہا ہے تمہیں ؟ میں صرف اپنی پسند کی چیزیں خریدتی ہوں،ناپسندیدہ چیزوں کو تو میں توڑ دیا کرتی ہوں

ردا نے حقارت سے کہا تو وہ تمتما کر مزید آگے ہوا۔

پہلی بات تو یہ میں کوئی چیز نہیں اور دوسرا یہ جان لو جو مجھے توڑنے کے لیے مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کرتا ہے پاش پاش ہو جاتا ہے

برہمی سے کہتا وہ آگے بڑھا جبکہ ردا کی بھنویں اپنی جگہ سے اوپر اٹھیں

۔

گرج اچھی ہے انتظار ہے مجھے اپنے پاش پاش ہونے کا

عقب سے ردا کی طنز بھری آواز پر ایک پل کو قدم رکے دل تو چاہا پلٹے اور اس کی ہستی مٹا دے پر ضبط سے مٹھیاں بھینچے آگے بڑھ گیا۔

مسلسل بیٹھنے کے باعث کمر میں درد کی ٹیسیں سی اٹھنے لگیں تو ثانیہ نے بیڈ پر ہاتھوں کے سہارے کھسک کر پیچھے ہونے کی کوشش کی جیسے ہی ہاتھ اوپر کو اٹھائے زیب تن کیا مختلف زیوروں کی کھنک سے کمرے کی خاموشی میں جلترنگ سے بج اٹھے۔

وہ اس وقت ملک مہتاب کی خواب گاہ میں موجود بیڈ پر بیٹھی تھی کمرے کو صرف کہیں کہیں پھولوں کے گلدستے رکھ کر سجایا ہوا تھا۔

ایک ہاتھ سے پاس پڑے کشن کو کمر کے نیچے کرتی وہ سر کو بیڈ کے ساتھ ٹکا چکی تھی ایک دم سے جیسے کمر کو سکون ملا،بھاری بھرکم لہنگا

زیور اور پھر اس وقت تو رات کے دو بج رہے تھے۔

کچھ دیر پہلے ایوا اسے بتا گئی تھی کہ مہتاب ابھی مناہل کے کمرے میں ہے مناہل کا ردعمل اتنا عجیب تھا کہ وہ خود بھی اسے دیکھ کر اضطراب میں مبتلا ہو گئی تھی۔

وہ شادی ھال میں تو بلکل ٹھیک تھی پر جیسے ہی گھر ثانیہ کو یوں مہتاب کے ہمراہ گاڑی سے اترتے دیکھا تو پتا نہیں اس کے ذہن میں کیا خیال آیا کہ وہ زاروقطار رونے لگی۔اور پھر سوآئے مہتاب کے کسی کی گود میں منتقل ہونے پر راضی نا ہوئی۔

شدید تھکاوٹ کے باعث کب ثانیہ کی بوجھل آنکھیں بند ہوئیں اور کب نیند اس پر حاوی ہوئی خبر ہی نہ ہوئی۔وہ چار گھنٹے اسی حالت میں سوتی رہی اور پھر دروازے کے کھلنے کی آواز اور قدموں کی چاپ پر نیند ٹوٹی،ثانیہ نے کسلمندی سے آنکھیں کھولیں،دھندلہ سا ہیولا ایک دو سکینڈ کے بعد صاف ہوا مہتاب کمرے میں کھڑا اس کے یوں دیکھنے پر خفت سے نظریں چرا گیا ۔

مہتاب کے بکھرے بال اور شکن آلودہ کُرتا جس پر اب شیروانی کا اوپری کوٹ موجود نہیں تھا اس بات کا واضح ثبوت تھا کہ وہ بھی مناہل کے ساتھ اس کے کمرے میں ہی سو گیا تھا اور اب غالباً یہ ندامت اسی بات کے پیش نظر تھی۔ثانیہ نے جلدی سے ایک طرف کو ڈھلکے دوپٹے کو درست کیا۔اور نظروں کو جھکا لیا۔

مناہل کو سلاتے ہوئے کب آنکھ لگی پتا نہیں چلا۔۔۔سوری

مہتاب نے بیڈ کے قریب آ کر نادم سے لہجے میں رات کو کمرے میں نا آنے کا عُزر پیش کیا اور ساتھ ہی معافی مانگی۔

اٹس اوکے،ویسے بھی وہ بہت اپ سیٹ تھی اس کو سنبھالنا فرض تھا آپ کا

ثانیہ کا سر ہنوز جھکا تھا، مہتاب اب بیڈ کے ایک طرف لگے میز کے رداز میں سے کچھ نکال رہا تھا پیچھے ہوا تو ایک چھوٹی سی سنہری ڈبی ہاتھ میں تھی۔

آپ کی پسند کا اندازہ نہیں تھا تو جو سمجھ میں آیا۔۔۔، یہ شادی کا گفٹ ہے

مہتاب نے ڈبی بنا کھولے اس کی طرف بڑھائ،ثانیہ نے ایک نظر ڈبی کو دیکھا اور پھر دھیرے سے ہاتھ بڑھاتے ہوئے ڈبی کو تھام لیا۔ رضا کا اس کا گلے میں مالا پہنانا اور اس کا شرمانا ایک دم سے ذہن میں گھوم گیا۔

آپ چینج کر لیں پلیز۔۔تھک چکی ہوں گی اور آرام کریں،میں ابھی مناہل کے پاس ہوں نیچے،اُس کو ناشتہ کروا دوں

مہتاب نے شائستگی سے کہا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔اسے رات کمرے میں آنا چاہیے تھا ثانیہ نے یقیناً یہ سوچا ہو گا میں جان بوجھ کر نہیں آیا۔

مہتاب نے دروازے کو دھیرے سے بند کیا،وہ مناہل کے ثانیہ کے لیے بدلتے رویے کی وجہ سے بے حد پریشان تھا۔

کمرے کا دروازہ بند ہونے کی آواز پر ثانیہ نے سر اوپر اٹھایا،وہ واقعی ہی اتنا تھک چکی تھی کہ جلدازجلد یہ بھاری بھرکم لباس اور زیور اتار دینا چاہتی تھی۔

ہاتھ میں پکڑی ڈبی کو بنا کھولے ایک طرف رکھا اور خود لہنگے کو سنبھالتی بیڈ سے اتری۔

ۛۛۛۛۛۛۛۛۛۛۛۛۛۛۛۛ

صالحہ بیگم اب سوال پوچھے محبت سے ثانیہ کی طرف دیکھ رہی تھیں وہی سوال جو ہر ماں پہلی دفعہ بیٹی کے گھر آنے پر اس سے پوچھتی ہے۔تم خوش ہو نا ؟ وہ کیسا ہے تمھارے ساتھ ؟

امی انہوں نے اپنی بیٹی کے لیے شادی کی ہے صرف اور جب بیٹی ہی مجھ سے اتنی متنفر ہو تو وہ پریشان ہی ہوں گے

ثانیہ نے افسردگی سے جواب دیا صالحہ بیگم کی اس کے بالوں میں چلتی انگلیاں تھم گئیں۔

تو تم ان کی پریشانی ختم کرو۔۔۔مناہل کو قریب کرو اپنے

صالحہ نے محبت سے سمجھایا

امی پتا نہیں کیوں سب بدل سا گیا ہے،وہ اب میرے قریب نہیں آ رہی ہے،دو دن سے مہتاب کی گود سے نہیں اتر رہی،سارا دن اس کو سنبھالنے میں سمجھانے میں لگے ہیں وہ کہ میں اب یہاں اس طرح کیوں ہوں

ثانیہ کی آواز میں مایوسی تھی۔کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تو ثانیہ نے صالحہ کی گود میں رکھے سر کو گھمایا اور دروازے کی طرف دیکھا صالحہ بھی اب دروازے کی طرف دیکھ رہی تھیں۔

کیا میں آ سکتا ہوں اندر ؟

موحد نے دستک کے بعد سر اندر کیے پوچھا،ثانیہ کے شادی کے تین دن بعد وہ آج گھر ائیٔ تھی،صالحہ سے باتیں کرتے کب دوپہر سے شام ہوئی خبر نہیں ہوئی۔

ارے تم یہیں ہو ابھی تک ؟ چھٹی ختم نہیں ہوئی تمھاری ؟ لاہور کب

جانا ہے ؟

موحد کے کمرے میں داخل ہونے تک وہ حیران ہوتے ہوئے بہت سے سوال پوچھ چکی تھی۔ موحد آج ایک انٹرویو سے خجل خوار ہونے کے بعد تھکا ہارا اس کے سوالوں پر تپ گیا

تم دو دن میں ہی ردا کے مالکوں کی طرح رعب چلانے لگی

موحد نے تمسخرانہ مسکراہٹ کے ساتھ تیوری چڑھائے کہا تو وہ مسکراتی ہوئی اٹھ بیٹھی۔

نہیں یہ بات نہیں،اؤ بیٹھو

ثانیہ نے پیار سے موحد کی طرف دیکھا اور اپنے پاس جگہ بنائی،وہ سنجیدہ صورت بنائے بلکل سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ شادی کے بعد وہ آج ثانیہ کو دیکھ رہا تھا۔

آپ کیسی ہیں آپی ٹھیک ہیں نا ؟

بغور ثانیہ کے چہرے کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا۔ ثانیہ نے فوراً مسکراہٹ

کو گہرا کیا

ہاں ٹھیک ہوں

مختصر جواب دیا سمجھدار تھا،ٹھیک کا پوچھا،خوش کا نہیں۔ثانیہ نے پیار سے اس کی طرف دیکھا وہ پریشان کیوں دکھائی دے رہا تھا۔

ردا کے ہاتھوں مہرہ بنی اس کی بہن اسے بہت پیاری تھی اب وہ ردا کو کیا بتاتا کہ جس بہن کو وہ اپنے بدلے اور بیر کی خاطر استعمال کر رہی ہے وہ تو پہلے سے غموں سے چور ہے۔

امی مہتاب آپ سب کی دعوت کرنا چاہ رہے تھے تو میں نے سوچا آپ لوگوں سے پوچھ لیتی ہوں کس دن کریں

موحد کی کھوجتی نظروں سے نظریں چرا کر صالحہ سے لاڈ سے پوچھتی وہ پوری طرح بات کو بدل چکی تھی۔

ارے بیٹا رہنے دو اچھا نہیں لگتا بلکہ اس کو کہو نا آج رات یہاں کھانا۔۔۔۔۔

صالحہ بیگم نے سر نفی میں ہلاتے ہوئے بات شروع کی جب موحد نے درمیان میں ہی بات کے سلسلے کو منقطع کر دیا۔

آپی وہ ملک جہانزیب چلے گئے کیا ؟

موحد نے بھنویں اچکا کر ردا کے بجائے ملک جہانزیب کا نام لیا۔ردا کی یوں مکمل خاموشی عجیب طرح سے کھل رہی تھی۔اگرچہ یہ خاموشی اسے آنے والے طوفان کا پیش خیمہ لگ رہی تھی۔

لیکن پتہ نہیں کیا وجہ تھی وہ دن رات اس کے حواسوں پر سوار تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں وہ تو کل صبح کی فلائیٹ سے ہی چلے گئے تھے

ثانیہ نے اس کی بات کا جواب دیا اور پھر صالحہ کی طرف رخ کیے دعوت پر آنے کا اسرار کیا۔

امی سرمد سے بات کر لیں پھر کس دن رکھنا ہے کھانا ؟

ثانیہ صالحہ بیگم کے ساتھ باتوں میں مصروف ہوئی تو وہ بھی خاموشی سے وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گیا۔

گلے میں باندھی ٹائی کو دھیرے سے گھماتا بیڈ پر ڈھیر ہو گیا۔بوسیدہ سی چھت پر زرد سے رنگ کا گدلا سا پنکھا ریں ریں کر رہا تھا۔

ردا ملک۔۔۔ردا ملک۔۔۔ردا ملک۔۔۔ردا ملک۔۔۔

اس کو اچانک یوں لگنے لگا جیسے پنکھا ریں ریں نہیں ردا ملک ردا ملک کا راگ الاپ رہا ہوں زور سے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔

ملک جہانزیب اب گھوم کر اس کے آگے آیے تھے جس سے تابندہ بیگم پچھلے ایک گھنٹے سے بحث کر رہی تھیں اور اب ان کا ضبط ختم ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔کیونکہ یہ بحث پچھلے ایک ہفتے سے ہو رہی تھی۔

دونوں اس کی منت سماجت کر رہے تھے اس ایک رشتہ کے لیے جو ان لوگوں کو بہت پسند آیا تھا اور وہ لوگ بھی ردا کو پسند کر چکے تھے۔

پوچھ سکتا ہوں بیٹا یہ سب کیوں کر رہی ہو آپ ؟

ملک جہانزیب نے تابندہ کو چپ رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے حد درجہ

تحمل سے ردا سے پوچھا۔وہ اس کی ضد کے آگے یوں ہی ہار جاتے تھے

۔

اب بھی ایسا ہی تھا کچھ رشتہ بہت اچھا تھا ردا کا ہم جماعت بھی رہ چکا تھا اور وہ اپنی چاہت سے رشتہ لے کر آیا تھا پھر ردا کا مسلسل انکار اب ان کو پریشان کر رہا تھا۔

بابا آپ بھی شروع ہو گئے، آپ اور مما بتائیں آپ کیوں کر رہے ہیں ایسے ؟ جب میں بتا چکی ہوں میں شادی میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں تو آپ کیوں یوں بار بار اسرار کر رہے ہیں

ردا نے نظریں چرا کر جواب دیا۔یہ سب ڈرامہ وہ پچھلے ایک ہفتے سے رچا رہی تھی رشتہ بھیجنا اور خود کو پسند کروا لینا یہ سب اس کی اگلی چال کا حصہ تھا۔

گل سن رشتہ بہت اچھا اے ہور تینو کی دسیے

(بات سنو رشتہ بہت اچھا ہے،اور اب تمہیں کیا بتائیں)

تابندہ بیگم نے غصے میں پھر سے اس کی بات کا جواب دیا وہ کہاں چپ رہنے والوں میں سے تھیں۔

مما چاہے بل گیٹس کا رشتہ آ جائے،میں بتا چکی ہوں میں شادی نہیں کروں گی۔۔۔نہیں کروں گی

ردا نے مصنوعی بتیسی نکالے جواب دیا۔تابندہ بیگم تمتما کر پھر سے جواب دینے کے لیے آگے ہوئیں۔

تابندہ آپ چپ رہیں۔۔۔ردا میری طرف دیکھو بیٹا

ملک جہانزیب اب اس کے پاس بیٹھ چکے تھے۔

کسی لڑکے کا معاملا ہے تو بتا دو بیٹا تم جانتی ہو میں ہر گز ان والد میں سے نہیں ہوں جو پسند کی شادی پر راضی نہیں ہوں گا

ملک جہانزیب نے شائستگی سے کہا ردا نے گہری سانس لے کر ان کی طرف دیکھا۔

اور اگر لڑکا غریب ہے تو بھی کوئی بات نہیں ہم اسے یہاں گھر رکھ

لیں گے یہ سب تمھارا اور تمھارے شوہر کا ہی ہے

ملک جہانزیب نے اپنے اگلے خیال کا اظہار کیا تو ردا کے کان ایکدم سے کھڑے ہوئے۔

بتاؤ نا کچھ کیا کسی لڑکے کو پسند کرتی ہو

اس کے خاموش رہنے پر ملک جہانزیب نے پھر سے سوال کیا

بابا بات پسند سے آگے بڑھ چکی ہے

ردا نے سر جھکا کر کہا تو تابندہ کے چہرے کا رنگ ایکدم سے زرد ہوا اور ہاتھ بے ساختہ سینے پر گیا۔

ہآئے او میرے ربا۔۔۔

وہ اب کیا کہنے جا رہی تھی ردا کے سامنے بیٹھے دونوں نفوس ساکن تھے

بابا میں اس سے نکاح کر چکی ہوں

ردا نے سر اوپر اٹھآئے دونوں کی طرف باری باری دیکھا دونوں کے منہ کھلے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بات ہی ایسی تھی جس پر ملک جہانزیب اور تابندہ بیگم کا حیرت زدہ ہو جانا بجا تھا۔ردا اب نچلے لب کے کونے کو دانت کے نیچے دبآئے ایک آبرو اچکآئے ان کی سانس بحال ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔

وہ دونوں اس وقت ردا کے کمرے میں ہی موجود تھے جہاں اس انکشاف پر اب وہ دم بخودہ بیٹھے تھے اور پھر کچھ سکینڈز کے وقفے کے بعد ملک جہانزیب کی حیرت میں ڈوبی خفیف آواز ابھری۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ردا۔۔۔

ملک جہانزیب کے چہرے پر واضح حیرت اور بے یقینی رقم تھی۔ہوتی بھی کیوں نا،ردا پر کیا ان کا سارا اعتماد منہ کے بل گرا پڑا تھا پر عقل اس بات پر دنگ تھی آخر کو اس کو کیا ضرورت تھی یوں چھپ کر نکاح کرنے کی جبکہ ملک جہانزیب نے اسے ہر طرح کی خود مختاری دے رکھی تھی وہ بلا جھجک ان سے ہر بات کر لیتی تھی۔

اگرچہ تابندہ بیگم کے ساتھ ملک جہانزیب کی شادی فقط بڑوں کی مرضی

سے ہوئی تھی وہ اپنی کسی ہم جماعت کو پسند کرتے تھے پر اس کا متوسط طبقے سے تعلق اور ملک جہانزیب کے بچپن کے طے رشتے کی وجہ سے وہ اسے اپنی شریک حیات بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکے تھے اس لیے انہیں یوں مہتاب اور اب ردا کی پسند پر اتنا دھچکا نہیں لگا تھا جتنا کہ تابندہ بیگم کو لگا تھا ۔

ویکھ لو ملک صاب ویکھ لو ہور دو اینو ش‌ئی‌ے چڑاتا ے چن ہن

دیکھ لیں ملک صاب دیکھ لیں،اور دیں اسے آزادی،کر دیا غلط کام اب)
)

تابندہ بیگم نے دل پر ہاتھ رکھے غم و غصے کے ملے لہجے میں ملک جہانگیر کی طرف دیکھ کر کہا وہ پتا نہیں بات کو کس رخ میں لے گئی تھیں۔ردا چونک کر تابندہ بیگم کی طرف مڑی۔

مما۔ا۔ا۔ا۔۔۔

ردا نے ان کے یوں بات کو غلط سمجھ لینے پر افسوس سے گردن کو

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گھماتے ہوئے ان کو گھورا اور پھر خود جلدی سے ملک جہانزیب کے سامنے ائی۔

بابا پہلے پوری باتیں سن لیں میری،کچھ بھی غلط سوچنے سے پہلے بات سن لیں پلیز

ملک جہانزیب کے سفید پڑتے چہرے کو دیکھ کر ایک دم سے جیسے ردا کو اپنی غلطی کا احساس ہوا،وہ سچ مُچ میں بہت بڑا قدم اٹھا چکی تھی صرف جزبات اور اپنی ہٹ دھرمی کے سبب ۔

کون ہے وہ لڑکا تمہیں ہم سے چھپ کر نکاح کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی

عجیب سا کھردرا پن تھا ملک جہانزیب کے لہجے میں،ایسا روکھا لہجہ آج سے پہلے ردا نے اپنے لیے محسوس نہیں کیا تھا۔

بار دا گورا۔۔۔ہآئے میں مر کیوں نئ گئ،اے دن ویکھن تو پلے

باہر کا گورا۔۔۔ہآئے میں مر کیوں نہیں گئ،یہ دن دیکھنے سے پہلے)

تابندہ بیگم نے اپنی عقل کے گھوڑے فوراً دوڑآئے اور پھر خود ساختہ نتیجہ نکالے صدمے سے نڈھال ہوئیں۔

امی وہ گورا نہیں ہے۔۔۔مسلم ہے پاکستانی ہے

اس سے پہلے کہ تابندہ بیگم اس صدمے سے ڈھے جاتیں ردا نے فوراً تفصیل دے کر ان کو اس صدمے سے دوچار ہونے سے محفوظ کیا۔

پھر یوں نکاح کیوں کیا تم نے،کم از کم تم ہم سے ملواتی تو۔۔

تابندہ بیگم نے جلدی سے پیشانی پر بل ڈالے اگلا سوال کیا،

بابا میری بات سن لیں پہلے،مجھے ایسا لگا کہ مما کو شاید وہ پسند نہیں آئے کیونکہ وہ بھی نائلہ کی طرح ایک میڈل کلاس فیمیلی سے ہے

ردا نے نظریں جھکآئے مہتاب کی پہلی بیوی کا حوالہ دیا تو تابندہ بیگم کی آنکھیں پھیل گئیں،حیرت اور تاسف سے ردا کی طرف دیکھا،مہتاب کا معاملا یکسر مختلف تھا اس وقت تابندہ بیگم کی بھانجی کا مسئلہ تھا جن کو وہ مہتاب سے بیاہ کر بہو بنانا چاہتی تھیں۔

اور تم نے سوچا اُسی کے نقشے قدم پر چل پڑتی ہوں پہلے اس کی وجہ سے ماں باپ پریشان تھے اب میں بھی کیوں پیچھے رہوں

ملک جہانزیب نے سختی سے کہا تو پہلی دفعہ ردا کی زبان گنگ ہوئی،اس وقت کوئی اور بہانہ سجھائی نہیں دیا زبردستی گن پوائنٹ پر نکاح کی بات کو وہ گول کر چکی تھی

لڑکا کون ہے کیا کرتا ہے ؟

کچھ توقف کے بعد ملک جہانزیب نے تیوری چڑھائے برہمی سے پوچھا،ردا نے خجل ہوتے ہوئے ان کے برہم چہرے کو دیکھا

موحد عالمگیر۔۔۔

ردا نے آہستگی سے نام لیا تو ملک جہانزیب کی پیشانی پر افقی لکیریں ذہن پر زور ڈالنے کی وجہ سے نمودار ہوئیں۔ اور پھر ان کو موحد کو یاد کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگی تھی ابھی دو دن پہلے ہی تو مہتاب کے نکاح پر اس کے ساتھ ملاقات ہوئی تھی۔

مہتاب کی بیوی کا ۔۔۔

وہ ابھی بات مکمل نہیں کر پآئے تھے کہ ردا نے جلدی سے ان کی بات کو مکمل کیا۔

جی ثانیہ بھابھی کا چھوٹا بھائی۔۔۔

ردا کے منہ سے نکلے الفاظ پر تابندہ بیگم نے ترح سے کندھے گرآئے ملک جہانزیب کی گھورا جس پر وہ نظریں چرا گئے۔کرتے بھی کیا بیٹی سے کیا بے جا لاڈ پیار اور اس کو دی گئی ہر طرح کی برائت کا نتیجہ ان کے سامنے تھا۔

رات کی اندھیرے میں ارد گرد جلتی روشنیوں اور تیزی سے چلتی ٹریفک سے بھری سڑک پر گاڑی بڑی آرام سے چل رہی تھی۔مہتاب نے سٹیرنگ پر ہاتھ جمآئے سامنے سے نظریں ہٹا کر ایک پل کے لیے اپنے ساتھ والی سیٹ پر موجود ثانیہ کو کن اکھیوں سے دیکھا وہ خاموش بیٹھی کبھی سامنے سکرین کو دیکھ رہی تھی اور کبھی گردن کو خم دیے کھڑکی

سے باہر تیزی سے بھاگتی دوڑتی ٹریفک کو۔

شادی کو تین دن گزر چکے تھے اور ان کے درمیان ایسی ہی خاموشی کا راج تھا۔وہ رات کا کھانا کھانے کے بعد اب واپس گھر جا رہے تھے۔

ثانیہ کی اداسی مہتاب کو اور خاموش رہنے پر مجبور کرتی تھی۔وہ کم گو تو شروع سے تھا پر نائلہ کے موت کے بعد سے اب اور زیادہ چپ رہنا اور بوقت ضرورت بولنا اچھا لگنے لگا تھا۔

نائلہ بہت باتونی اور زندہ دل لڑکی تھی ہر وقت بولنا اور چہکنا اسے کبھی نائلہ کے ساتھ اپنے کم گو ہونے کا احساس نہیں ہوتا تھا پر ثانیہ تو شاید اس سے بھی زیادہ خاموش طبع تھی۔

مہتاب نے موڑ کاٹنے کی غرض سے سٹیرنگ کو گھماتے ہوئے پھر سے ایک نظر اس کی طرف دیکھا میرون رنگ کے سادہ سے سوٹ میں ملبوس وہ معمول کے برعکس لگ رہی تھی ہلکے سے میک اپ کے ساتھ ہی اس کا سادہ سا چہرہ بہت مختلف لگ رہا تھا۔جب صبح وہ اسے چھوڑ کر گیا تھا تب وہ ایسی نہیں تھی جیسی اب دکھائی دے رہی تھی۔صالحہ بیگم

نے اسے سختی سے سجنے سنورنے کی تلقین کی تھی جس پر وہ مجبور ہو کر اتنا سا تیار ہوئی تھی۔

ان دو دنوں میں مہتاب کا رویہ اسے بہت اچھی طرح باور کروا چکا تھا کہ یہ شادی صرف اور صرف اس نے مناہل کی خاطر کی ہے پھر ایسے میں وہ مہتاب کے لیے کیوں سجتی سنورتی۔

ثانیہ تھنکیو۔۔۔

مہتاب کی گھمبیر سے آواز نے کار کی خاموشی میں خلل پیدا کیا تو وہ جو خیالوں میں کھوئی سی باہر دیکھ رہی تھی گھڑی بھر میں سیدھی ہوئی

کس بات کے لیے ؟

مدھر سے ملائم لہجے میں پوچھا آنکھوں میں نا سمجھی عیاں تھیں۔

مناہل کا یوں احساس کرنے کے لیے

مہتاب نے مسکرا کر جواب دیا دراصل وہ اسے کہہ چکا تھا کہ وہ اپنے میکے میں رک جائے پر ثانیہ نے صالحہ بیگم کے کہنے پر رکنے سے انکار کر

دیا وہ چاہتی تھیں کہ ثانیہ اب مکمل طور مناہل کی طرف توجہ دے۔

نہیں میرا فرض ہے،آپ کو تھنکیو کہنے کی ضرورت نہیں ہے

ثانیہ نے جوابی مسکراہٹ کا تبادلہ کیا،جب شادی ہی مناہل کی وجہ سے کی تھی تو اس بات کو تسلیم کرنے میں اب اسے کوئی آر نہیں تھی کہ مناہل اس کی ذمہ داری بن چکی ہے۔

مجھے ایسا نہیں لگتا،میرے خیال سے آپ کے اپنے شکریہ کے زیادہ مستحق ہوتے ہیں،چھوٹی چھوٹی باتوں پر شکریہ ادا کرتے رہنا چاہیے

مہتاب نے خوشگوار لہجے میں اپنائیت بھرا جواب دیا تو اس کے اپنے کے لفظ پر ایک دم سے احساس ہوا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے،وہ اب اس کے گھر میں مناہل کی کیر ٹیکر تو نہیں تھی بلکہ ساتھ بیٹھے اس شخص سے بھی گہرا رشتہ تھا۔

وہ اب پھر سے خاموشی سے گاڑی چلانے میں مصروف تھا۔اسے مہتاب کی اتنی گہری خاموشی میں رضا یاد آ گیا تھا جو یوں ڈرائیو کرتے ہوئے

کبھی اتنا خاموش نہیں ہوتا تھا۔

گاڑی پورچ میں رکی تو وہ خاموشی سے گاڑی سے اتر کر مہتاب کا انتظار کیے بنا آگے بڑھ گئی۔

ملک جہانزیب نے کمرے کی کھڑکی کے پردے پیچھے کیے تو کھڑکی سے چھن کر آتی سورج کی روشنی سے اندھیرے میں ڈوبا کمرہ ایکدم سے روشن ہوا،سامنے بیڈ پر لیٹی تابندہ بیگم اس عمل پر تھوڑا سا کسمسائیں اور ایک نگاہ ملک جہانزیب پر ڈالتی اپنا بازو خفگی سے آنکھوں پر دھر گئیں ۔

کل ردا کے ساتھ اچھی خاصی برہمی کے بعد دونوں اپنے کمرے میں آ گئے تھے تابندہ بیگم تو ردا کے ساتھ ساتھ ملک جہانزیب سے بھی ناراض تھیں اور اب صبح سے شام ہونے کو ائی تھی ردا اپنے کمرے میں بند تھی تو تابندہ بیگم اپنے کمرے میں۔

تابندہ ایسے کرنے سے اب کچھ نہیں ہو سکتا،ٹھنڈے دماغ سے سوچو،اور

لڑکا بہت اچھا ہے میں جانتا ہوں اسے

ملک جہانزیب نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے گہری سانس لی،وہ آج صبح سے اس پر سوچ سوچ کر تھک چکے تھے۔تابند بیگم نے جھٹکے سے بازو آنکھوں پر سے ہٹایا۔

خاک چنگا اے ملک صاب انا چالاک منڈا اے،ایدر اپنی سیٹنگ تے دوسری طرف اپنی پین دا رشتہ مہتاب نال،ردا دی تے عقل وی موٹی اے

(خاک اچھا ہے ملک صاحب،اتنا چالاک لڑکا ہے،ادھر اپنی سٹینگ اور دوسری طرف اپنی بہن کا رشتہ مہتاب کے ساتھ،ردا کی تو عقل بھی موٹی ہے)

تابندہ بیگم نے نخوت سے ناک چڑھاتے ہوئے اس رشتے پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا،وہ تو کل رات سے صدمے سے بے حال تھیں جدی پشتی رئیسوں کی بیٹی تھیں متوسط طبقے کو اتنا پسند نہیں کرتی تھیں

۔

پریشان نا ہو ایسا کچھ بھی نہیں ہو گا ردا سے بات کی ہے میں نے اس نے کہا ہے موحد اس کے ساتھ یہاں رہے گا اور یہ تو ہم دونوں ہمیشہ سے چاہتے تھے

ملک جہانزیب نے ملائم سے لہجے میں سمجھایا ان کے لہجے سے صاف ظاہر تھا وہ ذہنی طور پر خود کو ردا کے فیصلے پر آمادہ کر چکے ہیں۔

ملک صاب تسی نا مَنو میری،منڈا بہت شاطر اے

(ملک صاحب آپ نا مانیں میری،لڑکا بہت شاطر ہے)

تابندہ بیگم کی آزردگی ہنوز قائم تھی۔

جیسا بھی ہے اب کر بھی کیا سکتے ہیں،نکاح تو کر چکی ہے

ملک جہانزیب نے مسکرا کر تابندہ بیگم کے ہاتھ کو تھاما اور پھر تابندہ کی شکوہ کرتی نگاہ پر لب بھینچے سر کو ایسے ہلایا جیسے کہہ رہے ہوں ہمت کرو۔

اٹھو اور اس کے کمرے میں جاؤ کل سے کمرے میں بند ہے شرمندہ

ہے ریلکیس کرو اسے جو ہونا تھا ہو چکا ہے اب مزید کچھ اور غلط نا کرے

ملک جہانزیب نے محبت سے تابندہ کے ہاتھ کو تھپکتے ہوئے کہا

اک تے تہاڈی اے محبت،پتا نہیں ہور کی کُج ویکھنا اے اگے میں

(ایک تو آپکی یہ محبت،پتا نہیں اور کیا کچھ دیکھنا ہے آگے میں نے)

تابندہ بیگم نے خفگی سے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ کے نیچے سے کھینچا۔جانتی تھیں ملک جہانزیب ہمیشہ سے ایسے ہی ہیں۔

تابندہ بیگم پلیز اب ہم اس کی طرح ضد لگا لیں گے تو کیا فائدہ،کل سے کھانا بھی نہیں کھایا اس نے جائیں اس کے پاس

ملک جہانزیب کے لہجے سے پریشانی جھلک رہی تھی بیٹی کی محبت کے آگے غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا ۔

ملک صاب اے منن والی گل نئیں اے ٹینشن وچ تے زیادہ کھاندی تہاڈی لاڈلی

ملک صاحب یہ ماننے والی بات نہیں ہے،ٹینشن میں تو زیادہ کھاتی ہے (آپکی لاڈلی)

تابندہ بیگم نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر بیڈ سے اترتی ایک شکائیتی نگاہ ان پر ڈالتی باہر آ گئیں۔جبکہ وہ اس کی آخری کی بات پر مسکرا گئے۔

✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤

زینے اترتے قدموں کی رفتار سامنے لاؤنج میں ٹی وی کے آگے بیٹھی مناہل کو دیکھ کر آہستہ ہوئی،وہ آج بھی سکول نہیں گئی تھی۔مہتاب آفس جا چکے تھا ثانیہ مہتاب کے جانے کے بعد سو گئی تھی اور اب دس بجے کے قریب اٹھ کر نیچے ائ تھی۔

ایوا مناہل کے سامنے ناشتے کے لوازمات سجا رہی تھی اس کا مطلب یہ تھا وہ بھی ابھی اٹھ کر نیچے ائ تھی۔

آہستگی سے چلتے ہوئے وہ آ کر مناہل کے بلکل برابر صوفے پر براجمان ہوئی مناہل نے نگاہیں اٹھآئے سپاٹ چہرے کے ساتھ ثانیہ کو دیکھا اور

پھر سے نظریں سامنے ٹی وی پر مرکوز کر دیں۔

ثانیہ نے مناہل کے آگے پڑی پلیٹ کو اپنے قریب کیا اور پھر اس کی طرف رخ موڑ کر محبت سے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔

آج میں اپنی گڑیا کو اپنے ہاتھ سے ناشتہ کرواؤں گی اتنے دن ہو گئے میرے ہاتھ سے کھایا نہیں میری گڑیا نے

ملائم سے لہجے میں کہتی اب وہ بغور مناہل کا ردعمل جانچ رہی تھی پورے تین دن بعد یہ اس کی پہلی گفتگو تھی جو اکیلے میں مناہل سے ہو رہی تھی پر مناہل بنا کوئی تاثر دیے سنجیدہ چہرے کے ساتھ بیٹھی تھی اتنی سی بچی کی آنکھوں میں عجیب سا شکوہ تھا۔

ثانیہ نے ٹوسٹ کو اٹھایا اور مناہل کے منہ کے پاس کیا۔

منہ کھولو مناہل

ملائم سے لہجے میں کہتے وہ مناہل کے اور قریب ہوئی مناہل نے منہ بسورتے ہوئے نظریں پھر سے ٹی وی کی سکرین پر جما دیں۔

مناہل آپ کیوں ناراض ہو مجھ سے ؟ ہم تو بہت اچھے فرینڈز ہیں نا،تو فرینڈ سے کیوں ناراض ہو ؟

ثانیہ نے ٹوسٹ کو واپس پلیٹ میں رکھتے ہوئے بڑے دوستانہ لہجے میں پوچھا۔

آپ میرے بابی کے روم میں کیوں رہتی ہیں

مناہل کی تیکھی سی باریک آواز میں پوچھا گیا سوال ثانیہ کو ایکدم ساکن کر گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ میرے بابی کا روم ہے آپ اپنے گھر جائیں

مناہل نے بدتمیزی سے ناک چڑھاتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے وہاں سے اٹھ کر زینے کی طرف بڑھ گئی،ثانیہ کو ایکدم سے عجیب سی تزلیل کا احساس ہوا۔

باجی بہت ہی بدتمیز بچی ہے

ایوا کی تاسف بھری آواز عقب سے سنائی دی تو وہ جو ذلت کے زیر اثر

منجمند بیٹھی تھی گڑبڑا کر اپنی جگہ سے اٹھی کچھ اٹک رہا تھا سینے میں کوئی پھانس ہو جیسے جو سانس لینے میں دشواری پیدا کر رہی ہو۔

بچی ہے۔۔۔ٹھیک ہو جائے گی

یہ بات وہ ایوا سے نہیں شاید خود سے کر رہی تھی،تھوک کے ساتھ بہت کچھ نگلتی وہ تیزی سے زینہ پھلانگتی اپنے کمرے میں آ گئی۔

تیز تیز سانس لینے کے باوجود آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔کیا تھی وہ کیوں تھی وہ اس دنیا میں ۔ ماں نے گھر سے یہ کہہ کر زبردستی رخصت کر دیا کہ یہ گھر تمھارا نہیں ہے یہاں ائی تو ایک مجبوری کے نام پر ۔۔۔ ملک مہتاب کی مجبوری،جس نے ایک بیوی کے نام پر فقط اپنا کمرہ سونپ دیا تھا اسے اور آج اس کی پانچ سالہ بیٹی نے اس کمرے کا بھی طعنہ دے دیا تھا۔

کتنی بے بس تھی وہ ہر چیز بری لگ رہی تھی اس محل نما گھر میں بھی گھٹن ہو رہی تھی۔دل کیا بھاگ جائے چھپ جائے پر پھر صالحہ بیگم کی صحرا کی طرح ویران آنکھیں باغی پن کا گلا گھونٹ دیتی تھیں۔ وہ تکیے

میں منہ دیے سسک رہی تھی۔

موحد جب گھر میں داخل ہوا تو عجیب سی خاموشی تھی اس خاموشی سے حیران ہوتا وہ صالحہ کے کمرے میں داخل ہوا تو سامنے بیٹھے سب لوگوں کے عجیب حیرت زدہ چہرے اور آنکھوں میں رقم شکوے اسے اور حیرت میں مبتلا کر گئیے ۔

ایک طرف ثانیہ صالحہ بیگم کے ساتھ بیڈ پر بیٹھی تھی اور صوفے پر علیزہ ثانیہ اور سرمد کے ساتھ بیٹھی تھی۔

کیا ہوا آپ سب کو ؟

موحد نے حیرانگی سے نظریں گھماتے ہوئے پوچھا۔سب اسے اب ایک ساتھ گھور رہے تھے۔

پوچھ تو ایسے رہے ہو جیسے کچھ خبر نہیں کہ کیا ہوا ہے ؟

سرمد نے تیوری چڑھا کر روکھے سے لہجے میں جواب دیا ۔ٹھک ٹھک

ردا ملک۔۔۔۔ردا ملک ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بج اٹھیں۔

نہیں۔۔۔ہوا کیا ہے بھائی

پریشان سے لہجے میں پوچھا۔

🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷

❤جاری ہے❤

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین